CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پیر حسام الدین امیرا کدل کشمیر

دی کشمیر ناول ایجنسی

نام

مصنف

نمبر کتاب 565

قیمت

پروپرائٹر

پیر حسام الدین جنرل مرچنٹ امیرا کدل کشمیر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

MM

60

30

29/8/2

28

20

8

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

# ناول

# شام نرائن اور پاربتی

المعروف

"چھوٹا خاوند اور بڑی بیوی" - "بڑا خاوند اور چھوٹی بیوی"

# رازداری

شام کا موقع ہے۔ دونو وقت مل رہے ہیں۔ مسجد سے اذان کی اور مندر سے ناقوس کی آوازیں آ رہی ہیں۔ آرتی کے گھنٹے بج رہے ہیں۔ عورتیں چراغوں میں بتیاں بٹ بٹ کر ڈال رہی ہیں۔ چمگادڑیں ہوا میں چکر لگا رہی ہیں۔ کوئی کھا رہا ہے۔ کوئی پکار رہا ہے۔ غرض دنیا رات کی آمد کی تیاری کر رہی ہے۔ ایک نوجوان حسین لڑکی لاہور کی چونے منڈی کے ایک مکان میں دو منزلی چھت پر اکیلی بیٹھی ہوئی ہے۔ کچھ کنکریاں آگے پڑی ہیں۔ اُن سے لکیریں کاڑتی ہے۔ اور اپنے خیال میں کچھ ایسی محو ہے کہ دنیا اور مافیہا کی اُسے کچھ خبر نہیں ہے۔ دفعتاً ایک آہٹ سے چونکتی ہے۔ اور کہتی ہے:۔

"...ے ہے نی کرپئے اس ویلے میرا ساہ نکل گیا۔ تو کئی ہوئی ہولی آئی ایں ایس تانی (ہائے ہے نی کرپی اس وقت تو میرا دم نکل گیا۔ تو کیسی چھپکے چھپکے آئی ہے۔ میں تو بالکل ڈر گئی) +

وہ مجھ کو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کرپی:۔ "پاربتیئے میں تینوں سارے ڈھونڈ آئی ہاں تو ایتھے بیٹھی ہیں" (پاربتی میں تجھ کو سارے ڈھونڈھتی پھری ہوں تو یہاں بیٹھی ہے) ٭

پاربتی:۔ "اے نی ایہ شام دا تماشہ مینوں چنگا لگدا ہے۔ دسیں تاں مینوں کاہنوں ڈھونڈنی ہیں" (ہاں ری یہ شام کا تماشہ مجھ کو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ ہاں کہئے نا مجھے کیوں ڈھونڈے ہے) ٭

کرپی:۔ "تینوں کچھ خوشی تے گم دیاں گلاں سناواں" (تجھے کچھ خوشی اور رسم کی باتیں سناتی ہوں) ٭

پاربتی:۔ "ہاں نی ہاں۔ میری صوبنئے کرپیئے چھیتی سُنا" (ہاں ہاں میری پیاری کرپی جلدی سنا خیر تو ہے) ٭

کرپی:۔ "چل پھر بیٹھ [illegible] کے گلاں کریئے" (چل پھر نیچے کے مکان میں چلیں وہاں بیٹھ کر باتیں کریں گی) ٭

پاربتی:۔ "ایتھے ہی بہہ جا۔ ایہہ موقعہ چنگا اے۔ ایتھے کوئی نہیں سُنن والا" (یہیں ہی آ کر بیٹھ جا۔ باتیں کرنے کا یہ موقع بہت اچھا ہے۔ یہاں کوئی سننے والا بھی نہیں) ٭

یہ دونو جوان اور حسین لڑکیاں کوٹھے کی چھت پر بیٹھ گئیں اور ایک دوسری سے برابر اور ہمجولیوں جیسے مذاق سے یوں باتیں کرنے لگیں:۔

پاربتی:۔ "اڑیئے ہاسا ہو چکا۔ چھیتی سُنا کی خبر اے" (اری کرپی بس ہنسی ہو چکی۔ جلدی سُنا کیا خبر ہے) ٭

کرپی:۔ "نی ٹھہر بی نا۔ ویکھ کہنی ٹھنڈی واؤ گدی اے" (اری ٹھہر بھی جا۔ دیکھ کیسی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے) ٭

پاربتی:۔ "نا نیں۔ پہلاں گل سُنا دے پچھوں ہوا پھکیں" (بیٹھئے نہ۔ پہلے بات سُنا دے ہوا پیچھے پھانکیو) ٭

کرپی:۔ "اڑیئے گل ایہہ وے۔ اج میرا چاچا آ گیا" (اری بات یہ ہے۔ کہ آج میرا چچا آ گیا) ٭

پاربتی:۔ "ہلا پھیر کی خبر لیایا" شرم کے لہجہ سے (اچھا پھر کیا خبر لایا) ٭

"خبر ایہہ وے کہ جتھے تیرے پیو نے اُنہوں بھیجیا سی اوتھے منڈا ضرور ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

گھر بھی دولت والا ہے۔ انہاں نوں آدمی دی بھی لوڑ اے۔ ناطہ کرن تے راجی ہین"۔ (خبر یہ ہے کہ جہاں تیرے باپ نے اُسے بھیجا تھا وہاں لڑکا ضرور ہے۔ گھر بھی بڑا دولت والا ہے۔ اور اُن کو آدمی کی چاہت بھی ہے۔ اور ناطہ کرنے پر بھی وہ راضی ہیں) ٭

پاربتی:۔ "اڑیئے سُنا گبرو کیّا ہے"۔ (شرما جاتی ہے۔ ارے یہ تو سُنا کہ خاوند کیسا ہے) ٭

کرپی:۔ "میرا چاچا میری چاچی نوں کہندا سی کہ مُنڈا تو سُندر ہے۔ ڈاڈھا بدوان ہے۔ مدرسے وچ پڑھدا ہے۔ پر عُمراں چھ ورھے ہے"۔ (میرا چچا میری چچی سے کہتا تھا۔ کہ لڑکا تو بڑا سُندر ہے۔ بڑا ہوشمند ہے۔ مگر عمر میں کوئی چھ برس کا ہے) ٭

آخری فقرہ کرپی نے پورا نہ کیا تھا کہ پاربتی نے ایک آہ کھینچی اور بے دم ہو کر لیٹ گئی۔ کرپی نے اُسے گلے لگایا اور کہا:۔

کرپی:۔ "اَے نی۔ اَے نی۔ پاربتی ہوش کر۔ اَے نی نہ گھبرا جا۔ گھر ڈاڈھا چنگا ہے۔ مُنڈے دا ماں پیو ڈاڈھا بھلا مانس ہے"۔ (کیوں کیوں پاربتی ہوش ہو کر۔ ایسی نہ گھبرا گھر بڑا اچھا ہے۔ لڑکے کے ماں باپ بہت بھلے مانس ہیں) ٭

پاربتی:۔ "اگ لگے اُس گھر نوں۔ مرن ماں پیو۔ چُلھے وچ پوے اوہ منڈا۔ مینوں فاقہ چنگا۔ موت بھلی۔ اجیہے نادان نال عمر برباد کرنی چنگی نہیں۔ ہائے مَیں ہنے کی پئی سوچ دی ساں"۔ (آگ لگے اُس گھر کو۔ مریں وہ ماں باپ۔ چولھے میں پڑے وہ لڑکا مجھے فاقہ اچھا۔ موت اچھی۔ ایسے نادان کے ساتھ زندگی برباد کرنی اچھی نہیں۔ ہائے میں ابھی کیا سوچ رہی تھی) ٭

کرپی:۔ "اَنی نہ گھابر جا گھبرے تیرا پیو او تھے راجی ہووے نہ ہووے"۔ (پاربتی اس قدر نہ گھبرا۔ شاید تیرا باپ اُس جگہ راضی نہ ہو) ٭

پاربتی:۔ "اڑیئے ایہ ساریاں گلاں ہی نے۔ میرا پیو اُس گھر تے اجیہا عاشق ہویا ہے۔ کہ جے مُنڈا ماں دے پیٹوں پل بھر دا جمیاں ہووے تاں بھی اوہ مینوں او تھے دھکن تھیں انکار نہ کرسی"۔ (بہن یہ سب پُھسلاوے کی باتیں ہیں۔ میرا باپ اس گھر پر ایسا عاشق ہوا ہے کہ اگر لڑکا اپنی ماں کے پیٹ سے پل بھر کا پیدا ہوا ہوتا تو وہ مجھ کو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وہاں دھکیلنے سے ہرگز انکار نہ کرتا)۔

کرپی:۔ "ہاں نی سچ ہے۔ میرا چاچا آہندا سی کہ ہر بھگوان پہلاں تو سی جو سی ہن او تھے دی گلاں سُن کر ایہ جیہا پاگل ہو یا ہے او ر کہندا سی مشر جی جلدی کڑمائی دی رسم کرچھڈو ایہہ نہ ہووے کہ کدھرے مُنڈا رُک جائے۔" (ہاں بہن کہتی تو سچ ہے۔ میرا چچا ذکر کر رہا تھا کہ ہر بھگوان اس گھر پہ پہلے تو عاشق تھا ہی۔ مگر اب وہاں کی باتیں سُن کر ایسا فریفتہ ہوا ہے کہ کہتا تھا مصر جی جلدی ناطہ کی رسم ادا کرآؤ۔ ایسا نہ ہو کہ ناطہ رک جائے)۔

پاربتی:۔ "کجھ لین دین دا بھی توں سُنیاں ہے؟" (کچھ لین دین کا ذکر بھی تو نے سُنا ہے)۔

کرپی:۔ "آکھو کہندا سی جو منڈے دا پیو پندرہ سو ۱۵۰۰ روپیہ دین نوں تیار ہے۔" (ہاں ذکر تو تھا کہ لڑکے کا باپ پندرہ سو روپیہ دینے کو تیار ہے)۔

پاربتی:۔ "سب لڑے ایہ جیہے روپئے نوں۔ ہے ہے پندرہ سو روپے دے پیچھے ایہ میری زندگی برباد کرن گے۔ ہے میرے پاربا۔ میں جمدی کیوں نہ مرگئی۔" (دفعان ڈسیں اس روپیہ کو۔ ہے ہے پندرہ سو روپیہ کے لالچ سے میری زندگی برباد کرتے ہیں۔ ہے میرے رام۔ میں پیدا ہوتی ہی کیوں نہ مرگئی)۔

ان پیاری لڑکیوں میں یہ رازونیاز کی باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ نیچے سے کسی نے کہا "پاربتی ہیچے آ"۔ اس آواز کو سُن کر لڑکھڑاتے لہجہ سے پاربتی نے کہا "اسے آتی ہوں"۔ اور آپس میں کہنے لگیں اچھا اب صبح کو دریائے راوی پر نہانے چلیں گی تب باتیں کریں گی۔ کرپی ذرا سویرے آئیو۔

# طلبہ

سنیچر کا دن ہے۔ طلبہ مدرسوں اور کالجوں سے پڑھ کر نکلے ہیں۔ اتوار کی تعطیل کی خوشیاں منا رہے ہیں۔ ہر روز مدرسہ بند ہونے کے بعد کام کی کثرت سے شام تک اور رات کو آدھی رات تک کتابیں دیکھتے رہتے تھے۔ آج سب کتابوں کو بر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

طاق رکھ دیا ہے۔ بیٹھے گپ شپ مار رہے ہیں۔

شاہ عالمی دروازے کے ایک عالی مکان میں چند ہندوستانی طلبہ رہتے ہیں۔ اُن میں کئی کالستھ ہیں۔ کئی کشمیری پنڈت اور کئی کھتری ہیں۔ یہ سب آپس میں نہایت محبت اور اخلاص سے بسر کرتے ہیں۔ اور گو اُن قوموں میں فرق ہے۔ مگر آپس کی محبت اُن میں اس قدر ہے۔ کہ وہ سب سگے بھائی معلوم ہوتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے شریک رنج و راحت ہیں۔ ان میں بعض قانون پڑھتے ہیں۔ بعض آرٹس اور بعض ڈاکٹری۔ یہ سب اپنے مکان میں بیٹھے گپیں مار رہے ہیں۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی کا انتظار ہے۔ کیونکہ سب کی آنکھیں دروازہ کی طرف لگی ہیں:۔

ایک:۔ "یار شام نرائن ابھی تک نہیں آیا کہاں رہ گیا"

دوسرا:۔ "خدا خیر کرے وہ تو دیر کرنے والا نہیں"

تیسرا:۔ "سب خیر ہے۔ بھائی وہ فورتھ ایر کے امتحان میں اوّل رہا ہے۔ اُس نے سوچا ہوگا کہ آج گپ شپ کا دن ہے۔ گھر جاؤں گا۔ تو وقت گپ شپ میں گذرے گا۔ ضرور کسی باغ میں بیٹھا سبق یاد کرتا ہوگا"

چوتھا:۔ ہاں بھئی محنتی آدمی ہے۔ امید ہے کہ فائنل امتحان میں بھی اوّل رہے گا"

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اتنے میں زینہ میں دھپ دھپ کی آواز آئی۔ اور ایک نوجوان حسین آدمی تقریباً ۱۹ برس کی عمر کا یاروں کے سامنے آموجود ہوا:۔

ایک:۔ "آیا شام نرائن بھئی تیری بڑی عمر ہے۔ اِس وقت تیرا ہی"

دوسرا:۔ "کیوں یار خیر تو ہے۔ کچھ چہرہ اُداس ہے"

تیسرا:۔ "یار ہفتہ کی شب کو تو کتابوں کو چھوڑ اکر۔ تو تو کتاب کا کیڑا بن گیا ہے"

چوتھا:۔ "بھائی شام نرائن محنت تو اچھی چیز ہے مگر حد سے زیادہ اچھی نہیں۔ آج کے دن تو گپ شپ مار اکرو"

اب دوست شام نرائن کو چھیڑ رہے ہیں۔ مگر وہ کچھ چپ چاپ معلوم ہوتا تھا۔ اور یاروں کی ہنسی کا جواب نہایت سنجیدگی سے دیتا تھا:۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دوست جو ایسے معاملات میں کم و بیش فہم ہوتے ہیں سمجھ گئے کہ کچھ دال میں کالا ہے ۔

سب نے نہایت سنجیدگی اور ہمدردی سے پوچھا کہ بھائی شام نرائن خیر تو ہے ۔

شام نرائن :- "ہاں سب خیر ہے"۔
یار :- "کالج میں تو آج خیریت رہی"۔
شام نرائن :- "ہاں سب کچھ اچھا تھا"۔
یار :- "گھر سے کوئی خط آیا"۔
شام نرائن :- "ہاں آیا"۔
یار :- "تمہارا خاندان راضی خوشی ہے"۔
شام نرائن :- "ہاں سب اچھے ہیں"۔
یار :- "کوئی بات تمہارے مزاج کے خلاف اس میں درج ہے"۔
شام نرائن :- "(دبی آواز سے) نہیں ایسی تو نہیں"۔
یار :- "ہاں ہاں کچھ تو ہے"۔
شام نرائن :- "نہیں نہیں کچھ نہیں"۔
یار :- دوست رنج و غم کے شریک ہوتے ہیں۔ اگر بیان کرو ممکن ہے کہ دوسرے سے رہائی کی کوئی تجویز نکل آئے"۔
شام نرائن :- "یار تم کوئی تجویز نہیں بتا سکو گے"۔
یار :- "اجی کہو تو سہی"۔

شام نرائن نے جیب سے دو خط نکالے اور پڑھنے شروع کئے۔ پہلا اُس کے باپ کی طرف سے تھا۔ اور دوسرا اس کے چچا زاد بھائی کی طرف سے ۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(پہلا خط)

میرٹھ شہر
۴ - جولائی سنہ ۱۸۹۰ع

فرزند اقبال مند سلمہٗ

بعد دعائے درازیٔ عمر کے واضح ہو کہ مبلغ پچاس روپیہ بذریعہ منی آرڈر تمہارے خرچ کے واسطے روانہ کئے جاتے ہیں ؂

اور تمہاری شادی کے واسطے جہاں ہم نے بندوبست کیا تھا وہ سب بات ٹھیک ہو گئی ہے۔ سگائی کی رسمیں ادا کر دی گئیں۔ امید ہے کہ اگلے سال شادی کی رسم ادا ہو جاوے گی۔ اس عرصہ میں تم اپنی تحصیل علوم سے بھی فارغ ہو جاؤ گے۔ اس بارہ میں یقیناً دہلی سے کوئی تمہارا دوست تم کو مفصل لکھے گا۔ فقط

راقم

تمہارا محبت کرنے والا باپ

رام نرائن تحصیلدار میرٹھ

یاروں نے جونہی یہ خط سُنا چاروں طرف سے مبارک باد دینی شروع کی اب تو مٹھائی کھلوانا۔ جو رونے میں ایک سال کی کسر رہ گئی ہے۔ ہے بڑا اُستاد اس واسطے سنجیدہ بنا ہوا ہے۔ کہ یاروں کو جلسہ نہ دینا پڑے۔ اب تو چھڑی اور دو دو ں۔ امتحان پاس کرنے کے بعد جگہ بھی مل جائے گی۔ اور شادی بھی ہو جائے گی۔

بس بھئی اب تو ہنس دو۔

شام نرائن: "یارو اُچھلنا کودنا چھوڑو۔ پہلے دوسرا خط تو سن لو"

یار: "بس بس دوسرا خط نہیں سُنتے۔ یہی خط کافی ہے۔ دوسرا خط کیا تمہاری ماما نے بھیجا ہے"

شام نرائن: "دیکھو سُن تو لو"

یار: "اچھا سناؤ"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(دوسرا خط)

دہلی۔ نیل کا کٹڑہ

۴۔ جولائی سنہ ۱۸۹۰ء

مائی ڈیر برادر

آج آپ کو ایک خوشی کی بات سناتا ہوں۔ میری مٹھائی بھیج دو۔

یہ دو فقرہ نہ پڑھنے پایا تھا کہ یاروں نے قہقہہ لگایا اور کہا بچہ جی دہلی مٹھائی پارسل کے ذریعہ بھیجو اور یاروں کو یونہی ٹالو۔ بس جی بس آپ کا خط سُن لیا۔ بہت مسمسی صورت نہ بناؤ۔

شام نرائن: "یار پورا خط بھلا سن تو لو۔ لو بھئی میں نہیں پڑھتا"۔

یار: "رامجیداس بھئی تم منصف بنے پھرتے ہو۔ ان کا خط پڑھو۔ اہ بھئی ہماری طرف سے تم وکیل۔ ان سے مٹھائی دلواؤ"۔

شام نرائن: "ہاں رامجیداس۔ لو تم خط پڑھو۔ اور بھئی میری طرف سے بھی تم ہی وکیل"۔

رامجیداس نے از سر نو یوں خط پڑھنا شروع کیا۔

دہلی نیل کا کٹڑہ

۴۔ جولائی سنہ ۱۸۹۰ء

مائی ڈیر برادر

آج آپ کو ایک خوشی کی بات سناتا ہوں۔ میری مٹھائی بھیجدو۔ بھائی صاحب آپ کا ناطہ ضلع مرادآباد میں ہو گیا ہے۔ آپکا خسر وہاں کا ڈپٹی کلکٹر ہے۔ بڑا خاندانی آدمی ہے۔ کئی پشتوں سے چار پانچ گاؤں کے مالک ہیں۔ بہت سے مکانات اور باغ ملکیت میں رکھتے ہیں اور اُنکے ہاں صرف ایک ہی لڑکی ہے۔ لو یار اب تم ہی سب چیز کے مالک ہو۔

ہاں تمہارے والد اس جگہ شادی کرنے میں بہت خوش ہیں۔ گو تمہاری ماں نے کچھ حیل حجت بھی کی تھی۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ زمین ٹلے۔ آسمان ٹلے۔ میں اپنے ارادہ سے نہ ٹلوں گا۔ شاید تم پوچھو گے کہ تمہاری والدہ کیوں راضی نہیں۔ خیر حکم تو نہیں ہے۔ مگر بھائی ہونے کے سبب نہیں یار ہونیکے سبب بتا دیتا ہوں۔ کہ آپ کی نسبتی کی عمر کل چار برس کی ہے۔ اور شکل صورت کی بھی حسین نہیں آدمی کا بچہ ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یوں تو اُسکے جوان ہونے میں کوئی دس برس چاہئیں۔ مگر اُمید ہے کہ تم چونکہ ڈاکٹری پڑھتے ہو کچھ دوائیاں کھلا کر جلدی اپنے مطلب کی بنا لو گے ؛

بھائی صاحب۔ تمہارے والد کے تم پر بیشمار احسان ہیں۔ اُمید ہے کہ تم انکار نہ کرو گے۔ مگر یار برا نہ ماننا۔ ہم تو تم کو آج سے جورو کا ناکہا کریں گے۔ فقط

آپ کا پیارا چچازاد بھائی

جے نرائن

رامجید اس نے خط تمام کیا۔ اور آخری فقرہ سنکر یاروں نے قہقہہ لیا۔ مگر شام نرائن کھڑا کھڑا گر پڑا۔ اور بیدم ہو کر لیٹ گیا۔ یار گھبرائے ہنسنا موقوف کیا۔ جلدی سے گلاب منگوا کر اس کے منہ پر چھڑ کا۔ ایک گلاس میں کچھ کیوڑا اور بید مشک ملایا۔ اور برف سے ٹھنڈا کر کے پلایا۔ اور آپس میں مشورہ کر لیا کہ اب سوائے تسلی کے ہنسی نہ کرنا۔ کیونکہ ہنسی سے اُسے اور صدمہ پہنچیگا۔ شام نرائن کو ہوش آیا۔ یاروں نے کہا:۔

یار۔ بس یہی ڈاکٹری پڑھتے ہو۔ ذراسی بات میں بیہوش ہو گئے۔ تم مُردے کیا چیرتے پھاڑتے ہو گے ؛

شام نرائن:۔ یارو اس وقت مجھ سے نہ بولو۔ ذرا سونے دو۔

شام نرائن یاروں کو ٹال بستر پر چلا گیا۔ طرح طرح کے خیالات میں غرق تھا۔ یاروں نے اُسے ہر چند کھانے کیواسطے بلایا۔ مگر وہ نہ گیا۔ آخر خیالات میں غلطان پیچاں ہو کر اسے نیند آگئی۔ شب کو اُسے نہایت ڈراونے اور پریشان خواب دکھائی دیتے رہے۔ آخر قریب ۲ بجے رات کے اُس کی آنکھ کھُل گئی۔ دل میں کہنے لگا "چار برس" بہت چھوٹی ہے۔ دس برس پالنا پڑے گا۔ ہائے میری جوانی کے دن یونہی برباد ہوں گے ؛

ماں بیچاری نے تو بہتیرا کہا ہوگا۔ مگر لالہ جی تو روپیہ کی نیت میں کیوں ماننے لگے تھے۔ ہائے خدا مجھے کیوں پیدا کیا تھا۔ خدا کرے کمبخت "سمال پاکس"[1] سے مر جاوے ؛

افسوس میں سوچتا تھا کہ اب کی دفعہ امتحان پاس کرنے کے بعد کوئی جگہ پاؤں گا اور ادھر شادی ہو جاوے گی۔ بیوی کو ساتھ رکھوں گا۔ وہ رنج و راحت میں میری شریک ہوگی۔ برس دو برس میں اللہ بال بچہ دے گا۔ اُسے کچھ پڑھا لکھا کر ڈاکٹری پڑھنے کے لئے انگلینڈ بھیجوں گا۔ ہائے میری سب امیدوں کا خاتمہ ہو گیا ؛

ہر چند اس نے کوشش کی کہ اُسے نیند آجاوے۔ مگر ان خیالات نے کچھ ایسا گھبرایا کہ نیند اُس سے سو سو کوس پرے بھاگ گئی۔ قریب ½ ۲ بجے کے وہ اٹھا۔ اپنے کپڑے پہنے اور لکڑی ہاتھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

[1] چیچک

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں لے چپکے گھر سے نکل گیا۔ اور دریائے راوی کی طرف چلا۔

## خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

شام نرائن لکڑی ہاتھ میں لئے کچھ ادھ مُوا سا دریائے راوی کی طرف جا رہا تھا۔ کہ سامنے میں دو لڑکیاں اُس کو دکھائی دیں۔ جو اس قدر سرگرمی سے باہم گفتگو کر رہی تھیں کہ اُن کو کسی سُننے والے کا مطلق خیال ہی نہ تھا۔ شام نرائن اُن کے پیچھے پیچھے ہو گیا۔ اور ان کی باتیں سُننے لگا۔

ایک:۔ "کیوں نی کرپئے توں میرے ویاہ تھیں خوش ایں"۔ (کیوں کرپی میری شادی سے تو خوش ہے)

کرپی:۔ "ویاہ بھی ایہہ جیہی چیز ہے جو اُس نال خوشی نہ ہووے"۔ (پاربتی شادی بھی ایسی چیز ہے کہ اُس سے خوشی نہ ہو)

پاربتی:۔ "ہاں نی توں کیوں نہ خوش ہوویں۔ بیناد چہ نال میں بینا اے۔ توں تاں پہلوں ہی اک مسٹنڈا مار بیٹھی ہیں"۔ (ہاں تو کیوں خوش نہ ہو گی مصیبت میں تو میں پڑوں گی۔ تو تو پہلے ہی سے ایک مسٹنڈا مار بیٹھی ہے)

کرپی:۔ "بس بھین بس۔ ایہہ جیہیاں گلاں نہ کر تیرا گبرو تھوڑے دناں وچ مسٹنڈا ہو جاسی"۔ (بس بہن بس۔ ایسی باتیں نہ کر تیرا خاوند بھی تھوڑے دنوں میں مسٹنڈا ہو جاوے گا)

پاربتی:۔ "چھ دہے چھ ورہے اُہدے جوان ہوون دے وچ اجے دس باراں ورہے باقی نے۔ اینے چر وچ رام جانے میں مراں یا جیواں"۔ (اُس کے جوان ہونے میں ابھی دس بارہ برس کی دیر ہے۔ اس عرصہ میں رام جانے میں مر جاؤں یا جیتی رہوں)

کرپی:۔ "ناں نی ناں۔ چھ ست ورہیاں وچ چہ کھاصہ جوان ہو جاسی۔ پاربتئے توں گھبرا نہیں" (نہیں بہن نہیں۔ چھ سات برس میں خاصہ جوان ہو جاوے گا۔ پاربتی تو گھبرا نہیں)

پاربتی:۔ "ہائے میں کل شام نوں سوچ دی ساں۔ میرا ویاہ ہووے گا۔ گبرو جوان سوہنا ہووے گا میں اُہنوں گل لاواں گی۔ اوہ مینوں پیار کرے گا۔ اور کھٹ لیاوے گا مینوں دے گا۔ میں گھر دا بند و بست کراں گی۔ بال بچے ہون گے۔ انہاں نوں پہلاں آپ پڑھاواں گی۔ فیر مدرسے بھیجاں گی"۔ (ہائے میں کل شام کو سوچ رہی تھی۔ میری شادی ہو گی۔ خاوند جوان اور خوبصورت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوگا۔ میں اُسے گلے لگاؤں گی۔ وہ مجھے پیار کرے گا۔ وہ کما کر لائے گا۔ مجھ کو دیگا۔ میں گھر کا بند و بست کروں گی۔ بال بچے ہوں گے۔ اُن کو پہلے خود پڑھاؤں گی۔ پھر مدرسہ بھیجوں گی)۔

کرپی: "بس بس پاربتیئے بس۔ فکر نہ کر۔ پنج چھ ورہیاں پچھوں سب کم ہو جاسی۔ ویکھاں تیرے سوہرے کیڈے پیسے والے ہین"۔ (بس بس پاربتی چُپ رہ۔ غم نہ کر۔ پانچ چھ برس بعد سب کچھ ہو جاوے گا۔ دیکھ تو تیرے سُسرال کیسے دولت والے ہیں)۔

پاربتی: "چُلّہے وچ پیئے اجیہی دولت۔ مینوں غریب کھصم چنگا سی بھاویں اوہ نکھٹو ہوندا ئیں چرکھا کتدی۔ جالی اُن دی۔ جراباں اُن دی۔ اپنا تے اُہدا ڈھڈ پالدی پر ننکے کاکے نوں کُچھڑ نہ کھڈاوندی"۔ (بھاڑ میں جائے یہ دولت مجھ کو غریب خاوند اچھا تھا۔ چاہے وہ کمانے والا نہ ہی ہوتا۔ میں چرخہ کاتتی۔ جالی نکالتی۔ موزے بنتی اپنا اور اُس کا پیٹ پالتی مگر ننھے بھائی کو گود میں نہ کھلاتی)۔

آخری فقرہ سُن کر شام نرائن کو ہنسی آگئی۔ اور اسے اپنا خیال دل میں پھر گیا۔ کہنے لگا۔ ہائے یہ بھی کوئی میری طرح مصیبت میں مبتلا ہے۔ بے اختیار اُس کے منہ سے یہ شعر نکل پڑا ؎

قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو  خوب گذریگی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

یہ سُن کر دونو لڑکیاں جو غافل چل رہی تھیں۔ چونک پڑیں:۔

کرپی: "بھائی تو ساڈے نال آون والا کون ہیں۔ تیری بھی ماں بھین ہیں کہ نہیں ہنے جو میرا پیو ویکھے تاں مار مار کے دنبہ بنا دیوے"۔ (بھائی تو ہمارے ساتھ آنے والا کون ہے۔ تیری بھی ماں بہن ہے کہ نہیں۔ ابھی جو میرا باپ دیکھے تو مار مار کر دنبہ بنا دیوے"۔

پاربتی ایک عقلمند اور ذی شعور لڑکی تھی۔ وہ مشن کے زنانہ مدرسہ میں پانچویں جماعت تک پڑھ چکی تھی۔ اور اس کو پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ ہمیشہ اردو اور ہندی کتابوں کا مطالعہ کرتی رہتی تھی۔ شعر سے سمجھ گئی کہ یہ بھی کوئی ضرور میرے جیسا ستم رسیدہ ہے۔

پلٹ کر دیکھا تو ایک جوان رعنا سامنے کھڑا ہے۔ سینہ فراخ۔ کمر پتلی۔ بازو چوڑے قد موزوں۔ چہرہ گول۔ داڑھی ابھی نہیں آئی۔ مگر مونچھیں نوک دار۔ ستواں ناک۔ آنکھیں بڑی بڑی چہرہ پر شرافت اور نرمی۔

کرپی کو منع کیا۔ بس بس گالیاں نہ دے۔ ضرور یہ بیچارہ میرے ہی جیسا ستم رسیدہ ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پاربتی ایسی لڑکی نہ تھی کہ انسان سرسری طور سے اُس کی طرف نظر ڈالے۔ وہ تو حُسن کی تپلی اور خوبصورتی کی دیوی تھی۔ اس کا قد موزوں تھا۔ ہاتھ پاؤں پتلے اور نازک تھے سینہ اُبھرا ہُوا اور کمر پتلی تھی۔ اور چہرہ گول گول تھا۔ آنکھیں بڑی رسیلی اور موتی چور تھیں۔ ناک ستواں اور دہن چھوٹا سا تھا۔ لب پر قدرتی سرخی تھی۔ بھویں جٹی تھیں۔ گردن صراحی دار۔ اور رنگ سفیدہ و شہاب تھا۔ پیشانی چمکتی تھی۔ اور چہرہ پر شرافت برس رہی تھی۔ اور اُس کی شکل موہنی اور سندر تھی ۔

شام نرائن نے پاربتی کو اور پاربتی نے شام نرائن کو بڑی گہری نظر سے دیکھا اور آنکھوں نے کہ ترجمان دل ہوتی ہیں۔ بتا دیا کہ اُن کے دل ایک دوسرے نے چھین لئے ہیں ۔

شام نرائن بھی کرپی کی بُری باتیں سن رہا تھا۔ مگر بڑے شوق سے پاربتی کو دیکھ رہا تھا ۔

پاربتی بھی کرپی کی باتوں پر مسکراتی تھی۔ اور پیار اور محبت کی نظر سے چُپکی چُپکی کنکھیوں سے شام نرائن کو دیکھ کر آنکھیں نیچے کر لیتی تھی۔ تقریباً ۴ منٹ تک یہ سماں رہا۔ اس عرصہ میں کرپی اپنا کام بہت محنت سے کر رہی تھی۔ یعنی شام نرائن کو گالیاں دیئے جا رہی تھی۔ آخر پاربتی بولی:۔

پاربتی: "لالہ جی تسیں بُرا نہ منّنا۔ ایہ اک لالچی برہمن دی واہیات کُڑی اے"۔ (لالہ جی آپ نے بُرا نہ ماننا یہ ایک لالچی برہمن کی واہیات لڑکی ہے) ۔

شام نرائن: "نہیں جناب۔ آپ کے سبب ہم پر گالیاں پڑیں۔ یہ دن کہاں نصیب"۔

پاربتی نے کرپی کو روکا۔ اور شام نے پاربتی کا اشارہ سمجھ جیب سے پانچ روپیہ نکال کرپی کے ہاتھ پر رکھے۔ کہ اور کچھ نہیں۔ اس ماہر سے صرف دو باتیں کر لینے دے ۔ روپیہ وہ جادو ہے کہ جس کا علاج نہیں ۔

کرپی: "میں روپیہ کیا کروں گی۔ مَیں روپیہ کیا کروں گی۔ کہہ کر چپ ہو گئی ۔

شام نرائن پاربتی کی شکل دیکھ کر محو تو ہو ہی گیا تھا۔ باتیں سُن کر اور بھی لٹو ہو گیا اور بولا:۔

شام نرائن: "(پاربتی کی طرف اشارہ کر کے) کیونکہ جناب آپ نے جو فرمایا کہ ننھے بھائی کو گود میں نہ کھلاؤں گی۔ یہ کیوں۔ چھوٹے بچہ کو تو ہر ایک پیار کرتا ہے۔ اور اپنا بھائی بہن کہاں نصیب ہوتا ہے"۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پارتبی یہ سن کر شرما گئی۔ مگر کرپی سے کہنے لگی۔ "تی نوں لالہ جی نوں وس دے دئینی تو لالہ جی کو بتا دے)۔

کرپی: "لالہ جی ایسدا اپنا بھرا نہیں۔ جس دے نال ایہدا ناطہ ہون لگا ہے۔ اوہ چھ وریاں دا ہے۔ اُس نوں کھندی اے" (لالہ جی اس کا اپنا بھائی نہیں ہے۔ بلکہ جس کے ساتھ اس کا ناطہ ہونے لگا ہے۔ وہ چھ برس کا ہے۔ اُسے کہتی ہے)۔

شام نرائن: "ہائے ہائے۔ یہ ماہرو بھی میری ہی طرح مصیبت میں گرفتار ہے"۔

پارتبی نے کرپی کو ٹھوکا دیا کہ پوچھ آپ پر کیا مصیبت ہے:۔

کرپی: "لالہ جی تسیں کیہڑی مصیبت وچہ پھسے ہو" (لالہ جی تم ایسی کس مصیبت میں گرفتار ہو)۔

شام نرائن: "یہی مصیبت جو تمہارے ساتھ والی ماہرو پر ہے۔ میرے باپ نے ایک جگہ میرا ناطہ کیا ہے۔ گو وہ لوگ بڑے مالدار اور عزت والے ہیں۔ مگر ابھی چار سال کی ہے"

یہ سُن کر دونو لڑکیاں کھل کھلا کر ہنس پڑیں اور کرپی نے کہا کہ پھر تو تم کو ننھی سی لڑکی کھلانی پڑے گی۔ اور شام نرائن شرمندہ سا ہو گیا۔

پارتبی کے اشارہ سے کرپی نے پوچھا:۔

کرپی: "لالہ جی تسادا ناں کی ہے" (لالہ جی تمہارا نام کیا ہے)۔

شام نرائن: "شام نرائن"۔

کرپی: "تہاڈا گھر کتھے ہے؟" (تمہارا گھر کہاں ہے)۔

شام نرائن: "دہلی نیل کے کٹڑے"۔

کرپی: "ایتھے کی کم کردے ہو؟" (یہاں کیا کام کرتے ہو)۔

شام نرائن: "ڈاکٹری پڑھتا ہوں"۔

کرپی: "کدوں ڈاکٹر بنو گے؟" (کب ڈاکٹر بنو گے)۔

شام نرائن: "اگر رام کی کرپا رہی تو تمہاری دعا سے آٹھ نو ماہ کے بعد"۔

کرپی: "تساڈا پیو کی کم کردا ہے" (آپ کا باپ کیا کام کرتا ہے)۔

شام نرائن: "تحصیلدار ہے"۔

کرپی: "تسیں کون ہوندے ہو؟" (آپ کون ہوتے ہو)۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شام نرائن:۔ "ہندو کھتری"۔
کرپی:۔ "گوت کی ہے؟" (گوت کیا ہے)۔
شام نرائن:۔ "سُرین"۔

شام نرائن جب کرپی کے سوالوں کا جواب دے چُکا۔ تو اس نے پاربتی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ اور جو سوال اس بندے سے کرنا ہے کر لیجئے۔ مگر براہ کرم اپنی زبان مبارک سے میرے بھی چند سوالوں کا جواب دیجئے:۔

پاربتی نہایت شیریں اور مدھم آواز سے بولی:۔ "فرمائیے"۔

شام:۔ "آپ کی ذات کیا ہے"۔
کرپی:۔ "کھتری ہے"۔
شام:۔ "ہے ہے میں تمہاری نہیں پوچھتا۔ ان ماہروں سے پوچھتا ہوں؟"
پاربتی:۔ "ہاں جناب یہی ہے جو یہ کہتی ہے"۔
شام:۔ "بھگوان کے لئے مذاق تو نہ کرو"۔
پاربتی:۔ "نہیں جناب واقعی یہی ہے"۔
شام:۔ "گوت کیا ہے؟"
پاربتی:۔ "ستھل"۔
شام:۔ "آپ کا مکان کہاں ہے؟"
پاربتی:۔ "چونے منڈی"۔
شام:۔ "آپ کا لالہ (یعنے باپ) کیا کرتا ہے"۔
کرپی:۔ "مہاجن ہے۔ لکھ پتی آدمی ہے"۔
شام:۔ "بھگوان زیادہ کرے تم پھر ہنسی کرتی ہو"۔
پاربتی:۔ "نہیں جناب سچ کہتی ہے"۔

جب یہ باتیں ختم ہوئیں تو یہ دونو خیالات میں غرق ہو گئے۔ پاربتی کہتی تھی۔ کہ اگر میرا خاوند شام ہوتا تو کیا اچھا ہوتا۔ اور شام کہتا تھا کہ اگر پاربتی سے میرا ناطہ ہوتا تو بہشت دنیا میں مجھ کو مل جاتی۔ شام نے پاربتی کے مکان کا پتہ بخوبی دریافت کر لیا اور پاربتی کے اشارہ سے کرپی نے شام کا ٹھکانا دریافت کر لیا۔ اُس نے اپنے نوکر کا نام بتایا کہ جب بلائیں و

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حاضر ہو سکتا ہے۔ بلادھو رام اُشنانت سے جو شاہ عالمی دروازہ کے آگے کنہیالال کے مکان کے نزدیک بیٹھتا ہے میرا پتہ مل جائے گا۔

ساڑھے پانچ بجنے کے قریب ہیں۔ دنیا میں اُجالا پھیل گیا ہے۔ سینکڑوں ہندو دھوتیاں باندھے لُٹیاں ہاتھ میں لئے دریائے راوی کو چلے جاتے ہیں۔ شام و پاربتی حضوری باغ میں کھڑے یہ باتیں کر رہے ہیں۔ آخر کرپی نے کہا:۔

کرپی:۔ "لالا جی ہن چانن ہو گیا ہے جے کوئی ویکھ لے گا تے پاربتی بدنام ہو جاوے گی"

(لالہ جی اب اُجالا ہو گیا ہے۔ اگر کوئی دیکھ لے گا۔ تو پاربتی بدنام ہو جاوے گی)۔

شام:۔ "بھگوان نہ کرے۔ یہ کیوں بدنام ہوں گی۔ لو میں جاتا ہوں"

پاربتی شام کی طرف خوب توجہ سے دیکھ رہی تھی۔ چلتے وقت شام نے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھا۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ پاربتی کے لئے وہ جان دینے کو موجود ہے۔ پاربتی اُس کے اشارہ کو بخوبی سمجھی۔ مگر شرم سے آنکھیں نیچے کر لیں۔ آخر شام نے کہا:۔

شام:۔ "اچھا یہ فرماؤ اب کب ملو گی؟"

پاربتی:۔ "کل"

شام:۔ "کس جگہ؟"

پاربتی:۔ "اسی جگہ" اور اشارہ کیا کہ اِن درختوں کے پیچھے۔

شام یہ دل کو خوش کرنے والا جواب سُن کر رنجیت سنگھ کی سمادھی کی طرف چلا اور پاربتی اور کرپی راوی کی طرف روانہ ہوئیں۔

## صلاح

پاربتی جب شام سے علیحدہ ہوئی تو بہت دیر تک چُپکی چلی گئی۔ اُس کا قدم سُست پڑتا تھا۔ اور وہ ایسی معلوم ہوتی تھی۔ جیسے بیماری سے اُٹھی ہے۔ یا جادو منتر سے چوٹ کھائی ہوئی ہے۔ واقعی عشق کا جادو سب جادوؤں سے زیادہ ہے۔ عاشق معشوق کی نظروں میں غضب کا مسمریزم ہوتا ہے عشق سے زیادہ بیماری کیا ہو سکتی ہے۔

کرپی بڑی ہوشیار تھی۔ اُس کی عمر پاربتی سے پانچ برس زیادہ تھی۔ اُس کی شادی ہو چکی تھی۔ اور دنیا کے مزوں سے خوب واقف تھی۔ فوراً سمجھ گئی کہ پاربتی کا دل شکار ہو گیا ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور اُس کا دل ٹٹولنے کے لئے کہنے لگی:-

کرپی: ''شام کیا ڈاڈھا سوہنا جوان اے''۔ (شام ہے تو بڑا خوبصورت جوان) *

پاربتی: ''پھر تینوں کی۔ دل آگیا ہوسی''۔ (پھر تجھے کیا۔ دل آگیا ہوگا) *

کرپی: ''نہ بھین سب کجھ تینوں۔ تیرا دل آیا ہے۔ میرا کیوں آوے۔ میرے تے اوہ بھائی ورگا ہے''۔ (نہ بہن سب کچھ تجھی کو۔ تیرا ہی دل آیا ہے۔ میرا کیوں آنے لگا تھا۔ میرا تو وہ بھائی برابر ہے) *

پاربتی: ''ہلا بس نخرے نہ کر۔ (اچھا بہت نخرے نہ کر) *

کرپی: ''سچ دس تینوں اپنے لالے دی سونھ۔ شام نوں کیا جاندی ہیں''۔ (پاربتی سچ کہہ تجھے اپنے باپ کی قسم شام کو تو کیا سمجھتی ہے) *

پاربتی: ''چل چل پراں ہٹ آدمی جانی ہاں۔ کوئی بھوت تے نہیں''۔ (چل چل دور ہٹ آدمی سمجھتی ہوں۔ کوئی بھوت تو نہیں سمجھتی) *

پاربتی تو غضب کی ہوشیار لڑکی تھی۔ وہ کرپی کو اپنا بھید دینے والی نہ تھی۔ مگر اُس نے سوچا کہ کرپی کے چھپانے سے بھید جلد معلوم ہو جائے گا۔ بہتر ہے کرپی کو ہی بیچ کی مشاطہ بناؤ۔ اور اُسی کے ذریعہ سے بنا ہو *

پاربتی: ''کرپئے توں شام نوں گالاں کاہنوں کڈھ دی سیں''۔ (تو نے شام کو گالیاں کس واسطے دی تھیں) *

کرپی: ''کیوں تینوں کیوں بُرا معلوم ہویا''۔ (کیوں تجھے کیوں بُرا لگا) *

پاربتی: ''ہے ہے نی کرپئے تیرا دل سخت پتھر ورگا ہیگا۔ اڑیئے تیرے من وچہ اینی محبت نہیں جتنی ماہنہ تے چٹیائی''۔ (اے ہے کرپی تیرا دل بہت سخت ہے جیسے پتھر۔ اری تیرے من میں تو اتنی محبت نہیں۔ جیسے اُردپر سفیدی ہوتی ہے) *

کرپی: ''مینوں کی خبر سی کہ تیرا دل اُس تے آگیا ہے تاں میں کجھ نہ کہندی''۔ (مجھے کیا خبر تھی کہ تیرا دل اس پر آگیا ہے۔ ورنہ میں کچھ نہ کہتی) *

پاربتی: ''نہ کہندی نہ کہندی۔ پنج روپے کتھوں لیندی''۔ (نہ کہتی کہتی تو پانچ روپیہ کہاں سے لیتی) *

کرپی: ''نہ بھیناں مینوں روپے نہیں لوڑیدے۔ لے اپنے عاشق دے روپیہ توں ہی سانبھ''۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نہیں بہین مجھے روپیہ نہیں چاہئیں۔ لے اپنے عاشق کے روپیہ تو ہی لے لے)۔

پاربتی: "بس بس کرپیئے منہ سنبھال کے بول عاشق ہووے تیرا۔" بس بس کرپی منہ سنبھال کر بول عاشق ہوگا تیرا۔"

کرپی: "میرا عاشق۔ ہلا ویکھ گل اپنے پیونوں آکھ کے موئے نوں کتنیاں جتیاں لوانی آں۔" (میرا عاشق۔ اچھا دیکھ اپنے باپ کو کہہ کر کل موئے کو کس قدر جوتیاں لگواتی ہوں)۔

پاربتی یہ سن کر کانپ اٹھی کہ واقعی کرپی ایک بیوقوف سی لڑکی ہے۔ اگر اس نے جے رام مصر سے کہدیا تو بڑی خرابی ہوگی۔ میری بدنامی ہوگی اور شام آزردہ ہوگا۔ میرا بول تو بیشک شام کا ہے۔

اُس نے کرپی کے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے۔ اور کہا:۔

پاربتی: "پیاری کرپیئے توں میتھوں خفا ہوگئی ایں۔ میں تاں ہس دی ساں۔ روپئے میں کی کرنے نے۔ ایہ میری سونے دی آرسی بھی توں پا۔ نی تینوں شام تے ترس نہیں آوندا۔ ہے ہے نی تینوں اُس دی سوہنی صورت چنگی نہیں معلوم ہوندی۔" (پیاری کرپی تو مجھ سے خفا ہوگئی۔ میں تو ہنستی تھی۔ روپیہ مجھے کیا کرنے ہیں۔ لے میری سونے کی آرسی تو پہن۔ اری تجھ کو شام پر ترس نہیں آتا۔ ہائے اری تجھ کو اُس کی بھولی صورت خوبصورت نہیں معلوم ہوتی)۔

ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ روپیہ کا جادو ایسا زبردست ہے کہ اُس سے بچنا بہت مشکل ہے۔ کرپی کے ہاتھ دو تولہ سونا پہنچ گیا۔ اُس وقت تو وہ ہر ایک کام کرنے پر تیار تھی۔ ایسی نرم ہوگئی جیسے موم۔

کرپی: "نہ بھیناں۔ تیری آرسی تینوں مبارک۔ میں نہیں لیندی۔ سچ تو ایہ وے کہ شام دی صورت آدمیاں وانگ نہیں۔ اوہ تے کوئی پریزاد ہے۔ مینوں تاں بیشک اُس تے پیار آوندا ہے۔ پر توں سچ کہندی ہیں کہ اوہ تیرا عاشق نہیں۔" (نہ بہن تیری آرسی تجھے مبارک ہو۔ میں نہ لوں گی۔ سچ بات تو یہ ہے کہ شام کی صورت آدمیوں جیسی نہیں۔ وہ تو کوئی پریزاد ہے۔ مجھے تو بیشک اُس پر پیار آتا ہے۔ مگر تو سچ کہتی ہے کہ وہ تیرا عاشق نہیں)۔

پاربتی: "بس نی بس۔ میں تیرے منہ تھیں اکھوانا چاہوندی ساں۔ ہاں نی ہاں اوہ پریزاد ہے، ناں ناں اوہ میرا عاشق نہیں۔ میں اُس تے عاشق ہاں۔" (بس بس کرپی میں تیرے منہ سے یہی کہلوانا چاہتی تھی۔ ہاں ری ہاں وہ پریزاد ہے نہیں وہ میرا عاشق نہیں بلکہ میں اُس پر عاشق

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوں)۔

کرپی: "اے نی اُہدا ناؤں بھی ڈاہڈا پیارا ہے"۔ (اری اُس کا نام بھی بڑا پیارا ہے)۔

پاربتی: "کی ناؤں اے"۔ (کیا نام ہے)؟

کرپی: "شام نرائن"۔

پاربتی: "شام او نی شام"۔ (شام آہا شام)۔

کرپی: "تحصیلدار دا پتر"۔ (تحصیلدار کا بیٹا)۔

پاربتی: "تحصیلدار تحصیلدار تو بڑی عزّت دا لا عُہدہ وے۔ اوہ آپ بھی ڈاکٹر ہون والا ہے"۔ (تحصیلدار تحصیلدار تو بڑی عزّت والا عہدہ ہے۔ اور وہ خود بھی ڈاکٹر بننے والا ہے)۔

کرپی: "ذات دا بھی کھتری اے"۔ (ذات کا بھی کھتری ہے)۔

پاربتی: "ہاں نی کھتری۔ تے کھتری بھی اوّل درجے دا"۔ (ہاں ری کھتری۔ اور کھتری بھی اول درجہ کا سہی)۔

کرپی: "پاربتیے۔ بیشک شام نرائن تیرے لائق داوے۔ جے میرا وس چلے تے میں تیرے لالے نوں آکھاں کہ تیرا ویاہ شام دے نال کردے"۔ (پاربتی بے شک شام نرائن تیرے لائق ہے اگر میرا بس چلے تو میں تیرے باپ سے کہہ دوں کہ اس کی شادی شام سے کردو)۔

پاربتی: "نی کرپیئے میری سوہنی کرپیئے۔ رب دے واسطے تُن بھی کُجھ ایہو جیہا بندوبست کریں شام بناں کیویں جیواں گی"۔ (اچھی کرپی میری پیاری کرپی۔ بھگوان کے لئے اب بھی کچھ ایسا ہی بندوبست کر۔ میں تو شام کے بغیر ہرگز نہ جیئوں گی)۔

کرپی: "پاربتیئے توں کی گلاں کرنی ایں۔ تیرا پیو کیویں من لوے گا۔ تے نالے شام دے پیو نوں کون راجی کرے گا۔ جے انہاں گلاں وچہ تیرے عشق دا کچھ حال معلوم ہوگیا تاں میری نک ڈھی جاوے گی۔ میں تیری صورت ویکھن نوں بھی ترس وی رہواں گی"۔ (پاربتی۔ تو کیسی باتیں کرتی ہے۔ تیرا باپ کیوں ماننے لگا ہے۔ اور ساتھ ہی شام کے باپ کو کون راضی کرے گا۔ اگر ان باتوں میں تمہارے عشق کا کچھ حال معلوم ہو گیا۔ تو میری ناک چوٹی کٹی جائے گی۔ پھر تیری شکل بھی نہ دیکھ سکوں گی)۔

پاربتی: "ویکھئے کل نوں شام پھر ملسی یا نہ۔ ایہ نا ہووے کہ اوہ لاپرواہ جیہا بندہ ہے"۔ (دیکھیں کل کو شام پھر ملے گا یا نہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کچھ بے پرواہ سا آدمی ہے)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کرپی: ”نہ پاربتی شام ملنسار بندہ معلوم ہوندا ہے۔ اور کل دیکھیں تیرے کولوں گھنٹہ بھر پہلوں آسی۔ تے ضرور ہی آسی“۔ (نہیں پاربتی شام بڑا محبّت والا آدمی معلوم ہوتا ہے۔ دیکھ لینا وہ کل تجھ سے گھنٹہ بھر پہلے ہی آئے گا۔ اور ضرور ہی آئے گا) ۔

پاربتی: ”جے کل مینوں نہ دسیا۔ تاں میں اپنی جان گوا دیوانگی۔ اے نی کرپئے جے اوہ نہ آیا۔ تاں توں اُس دا پتہ لگا سکیں گی“۔ (اگر کل شام مجھے نہ دکھائی دیا۔ تو میں اپنی جان کھو دوں گی۔ کیوں کرپی۔ اگر وہ نہ آیا تو تو اُس کا پتہ لگا دے گی) ۔

کرپی: ”نی تینوں کی ہو گیا وے۔ شام آسی جرور آسی۔ جے نہ آیا۔ تد میں پتالوں پتہ لگا واں گی“۔ (پاربتی تجھے کیا ہو گیا ہے۔ شام آئے گا اور ضرور آئے گا۔ اگر نہ آیا۔ تو میں پتال سے پتہ لگاؤں گی) ۔

پاربتی نے کرپی کے گلے میں ہاتھ ڈال کر اُسے بہت پیار کیا اور کہا کہ بس میرا بھید تیرے سوا اور کسی کو معلوم نہ ہو۔ بس بس میں تو شام کی ہوں۔ شام کی۔ اگر وہ نہ قبولے گا۔ تو جان پر کھیل جاؤں گی۔ مگر چھوٹے[1] نھنے کو گود میں نہ کھلاؤں گی ۔

کرپی نے پاربتی کو بہت کچھ تسلّی دی کہ واقعی شام ایسا ہی ہے۔ وہ بھی نھنی کو گود میں کھلانا پسند نہ کرے گا۔ اور تو اُس کی اور وہ تیرا ۔

پاربتی: ”کرپئے تینوں شام دا پتہ یاد ہے“۔ (کرپی تجھے شام کا پتہ یاد ہے) ؟

کرپی: ”کیوں نہ۔ ایہو ای دسیا سا سو نہ۔ کہ ساوھو رام سنیارا جو رائے گنہیا لعل دے گھر دے کول بہندا وے۔ اُس تھیں پتہ لگ جائے گا“۔ (کیوں نہیں یہی بتایا تھا نہ کہ ساوھو رام سنار سے جو رائے گنہیا لعل کے مکان کے پاس بیٹھا ہے پتہ لگ جائے گا) ۔

پاربتی: ”ہاں نی ہاں۔ ایہو ئی“۔ (ہاں ہاں یہی)

کرپی: ”ایس سنیارے نوں تاں میں چنگی طرح جانی آں“۔ (اس سنار کو تو میں خوب جانتی ہوں) ۔

پاربتی: ”شام نے اپنے نوکر دا کی ناؤں دسیا سی“۔ (شام نے اپنے نوکر کا کیا نام بتایا تھا؟)

کرپی: ”کچھ ایہو جیہا ہی سی۔ ایس دیں آکھیا سی“۔ (کچھ ایسا ہی سا تھا۔ اسے ہے کیا تھا)۔

پاربتی: ”بس بھل گئیوں ناں۔ نی کسی مہینے تے ہے“۔ (بس بھول گئی نا ری کسی مہینہ پر ہے)۔

---

[1] چھوٹے نھنے سے مراد اُس کے خاوند کی ہے جس سے پاربتی کے والدین منگنی کرنا چاہتے تھے ۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کرپی:۔ "ہاں جی ہاں۔ ہمیں یاد آ گیا چیت رام"۔ (ہاں جی ہاں اب یاد آیا چیت رام)۔

پاربتی اس نام کے یاد آجانے پر بہت خوش ہوئی۔ جیسے لڑکیاں باتیں کرتی ہوئیں دریائے راوی پر پہنچیں۔ وہاں سے جب فارغ ہوئیں۔ تو اس محلہ کی چند اور لڑکیاں اُن کے ساتھ ہو گئیں۔ اس واسطے واپسی کے وقت وہ کچھ باتیں نہ کر سکیں۔ آخر جب گھر پہنچیں۔ تو پاربتی نے کرپی سے کہا۔ کل ذرا سویرے آئیو۔ اور ہاتھ جوڑے کہ پرمیشر کیلئے کسی سے ذکر نہ کیجیئو۔ خواہ کوئی تیرا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو۔

# ایک اور مُلاقات

شام نرائن ان لڑکیوں کو اللہ حافظ کر کے سہ دری کی طرف چلا گیا۔ اور کچھ دیر سہ دری میں بیٹھا رہا۔

وہ دل میں بار بار خیال کرتا تھا۔ کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ چنانچہ اُس نے کئی دفعہ اِدھر اُدھر ہاتھ مارے کہ میرا پلنگ کدھر ہے۔

کئی مرتبہ وہ دوستوں کے نام لے کر چلا آیا۔ اپنے نوکر کو کئی آوازیں دیں۔ آخر جب کہیں سے جواب نہ آیا تو اُس کو یقین ہوا۔ کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے خواب نہیں ہے۔ بلکہ واقعی ہے۔ جب اُس کو یہ یقین ہو گیا تب اُس نے ماہرو پاربتی کے ساتھ راوی تک جانا چاہا۔ مگر دل میں سوچا کہ عشق و مشک چھپا نہیں رہتا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عاشق کے دل میں قرار نہیں ہوتا۔ وہ بالکل بے صبر ہو جاتا ہے۔ اور اپنے تئیں اور اپنے محبوب دونوں کو خلالوتی میں بدنام کرتا ہے۔ نہیں میں اپنے دل پر صبر کروں گا۔ اور پیاری پاربتی پر ذرا بات نہ آنے دوں گا۔ بس اُس نے اپنا دل مستحکم کر کے گھر کا راستہ لیا۔ یار لوگ اتوار منا رہے تھے یعنی اب تک پڑے سوتے تھے۔ اور جو جاگے تھے وہ پھر سو گئے تھے۔

شام نرائن کو یہ موقع اچھا ہاتھ لگا۔ وہ چُپ کے اپنے پلنگ پر لیٹ رہا۔ تھوڑی دیر میں رام جی داس اُٹھا اُس نے کہا۔

رام جی داس:۔ "آہا ہم نے آج ایک چور پکڑا ہے"۔

یار لوگ جو پلنگوں پر پڑے بادِ صبا کے جھونکے لے رہے تھے۔ چونک پڑے اور بولے کہ کدھر ہے؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رامجی داس (شام نرائن کی طرف اشارہ کرکے) یہ ہے نہ سو رہا۔

یار: "یہ تو شام نرائن ہے۔ یار آج تو ٹھنڈی ہوا کے مزے لینے دے۔ کیوں ابھی بہانہ سے اُٹھاتا ہے"۔

رامجی داس: "یاروں ہیں ہنستا نہیں۔ شام تو بڑا چور ہے بڑا"۔

شام (آنکھیں بند کرکے): "اوں ہوں۔ سونے دو"۔

یار: "کیوں۔ کیوں۔ شام بڑا چور کیوں ہے"؟

رامجی داس: "رات کو میری آنکھ کھلی۔ گھڑی دیکھی۔ چار بجے تھے۔ میں اُٹھا۔ دیکھا شام پلنگ پر نہیں ہے۔ لیٹ رہا۔ اور خیال کیا کہ کہیں حاجت ضروری کے واسطے گیا ہوگا۔ ایک گھنٹہ گزر گیا۔ حضرت دکھائی نہیں دیئے تھے۔ مجھے اندیشہ ہوا۔ اُٹھ کر سب طرف دیکھا کہیں پتہ نہ لگا۔ زینہ کا دروازہ دیکھا۔ کھلا پڑا تھا۔ پوچھو۔ تو حضرت آدھی رات اُٹھ کر کہاں گئے تھے"؟

ایک: "آہا۔ یاروں کے سامنے سنو بلائی بنتے ہیں۔ راتوں کو اُٹھ کر دیواریں پھاندتے ہیں"۔

دوسرا: "ہاں جی ہاں۔ اب ان کی حقیقت معلوم ہے۔ رات کو اسی سوچ میں پڑے تھے"۔

تیسرا: "اخاکل جو کالج سے شام کو آپ آئے شائد کہیں یہی پیس لڑا رہے تھے"۔

شام نرائن یاروں کی باتیں بڑی سنجیدگی سے سُن رہا تھا۔ اُس کا دل جب خطوں کا مضمون یاد کرتا تو مرجھا جاتا۔ مگر پاربتی کی ملاقات سے جو شگفتگی اسے حاصل ہوئی تھی چھپائی نہیں جاسکتی تھی۔ وہ ایسی بے پایاں خوشی تھی کہ جس کی انتہا ہی نہ تھی۔

ناظرین! اگر تمہارے دل پتھر کی چٹانوں کی مانند سخت ہیں۔ اگر تمہاری طبیعت بیابانی ریتلے میدانوں کی طرح صاف ہے۔ تو تم اُس خوشی کا اندازہ نہیں کرسکتے۔ اگر اللہ نے تم کو ایک ذرہ بھر بھی محبت دی ہے۔ الفت کا بیج تمہاری طبیعتوں میں بویا ہے۔ تو تم ہمارے ہیرو شام کی خوشی کا بخوبی اندازہ کرلوگے۔ تم خود جانتے ہو کہ عاشق مزاج آدمیوں کو طرحدار۔ موافق مزاج معشوق کے ملنے پر کس قدر خوشی ہوتی ہے۔

ہم بتا چکے ہیں۔ کہ شام بڑے ظرف کا آدمی تھا۔ اُس نے اپنی خوشی اور دلی ولولے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کو چھپایا۔ اور یاروں سے کہا کہ:۔

"رات کو نیند بالکل نہیں آئی۔ سر میں درد بھی ہونے لگا۔ مگر غم چھاتی پر سوار رہا۔ آخر صبح چار بجے ہوا خوری کو گیا۔ چیف کورٹ تک پھر آیا۔ اس وقت ذرا طبیعت بحال ہے۔ بارہ بجے تک ذرا سونے دو"۔

شام نے ایسی سنجیدہ شکل بنائی کہ دوستوں کو یقین ہو گیا۔ سب چپکے ہو رہے تمام دن شام جہاں تک ممکن تھا۔ دوستوں سے الگ رہا۔ تا کہ اس کا بھید نہ کھلے۔

رات کو بھی وہ سب سے روٹھا روٹھا رہا۔ اور سویرے سے کھانا کھا کر سو گیا۔ ہر چند دوستوں نے اسے کہا کہ کل کالج کے واسطے کچھ کام کر۔ مگر اس نے جواب نہ دیا۔

درحقیقت شام سے نیند کوسوں پرے تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ دیکھئے پاربتی کل بھی ملتی ہے یا نہیں۔ اور اگر نہ ملی تو کیا کرے گا۔ اس کا پتہ کس طرح لگائے گا۔

اُس کا دل گواہی دیتا تھا کہ پاربتی ضرور ملے گی۔ پھر سوچتا تھا کہ کیا تدبیر ہو سکتی ہے کہ پاربتی اُس کی پیاری زوجہ ہو۔

کوئی عمدہ صورت ممکن نہ تھی۔ کیونکہ دونوں کے والدین جو کرنا چاہتے تھے سوچ سمجھ کر کر چکے تھے۔ آخر اُس نے ایک تدبیر سوچی۔ مگر اس کے پورا کرنے کے لئے یہ ضرور تھا کہ وہ اپنا آخری امتحان پاس کر لے۔ اور اُسے کوئی سرکاری جگہ مل جاوے۔

جب یہ تجویز اُس نے پختہ کر لی تو اُسے اطمینان سا ہو گیا۔ اور دفعتاً اُس کی آنکھ لگ گئی۔ وہ چار پانچ گھنٹے خوب نیند بھر کر سویا۔ آخر اُسے خواب میں دکھائی دیا کہ حضوری باغ میں درختوں کے پیچھے پاربتی اُس کا انتظار کر رہی ہے۔ اور گھڑی گھڑی یہ کہتی ہے کہ ع

شتاب آ کہ نہیں تاب اب جدائی کی

آخر صبح ہو گئی ہے اور وہ ایک انار کے درخت سے یہ کہتی ہے:۔

اے انار کے درخت ایک بات میں تو مجھ سے ملتا ہے۔ میرا رفیق ہے میرا ہمجنس ہے رفاقت کا فرض اتنا تو ادا کریو۔ کہ جب میرا پیارا شام اِدھر آئے۔ تو اُسے کہہ دیجیو کہ تیری چہیری پاربتی تیرا راستہ دیکھتی دیکھتی راوی چلی گئی۔ اے بے مروت کل تو ملیو۔

اس خواب نے شام کے دل پر عجب اثر پیدا کیا۔ وہ جھٹ پٹ اُٹھ بیٹھا جلدی سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لیمپ روشن کیا۔ گھڑی کو دیکھا تین بجے تھے۔ اس نے کپڑے پہنے۔ لکڑی ہاتھ میں اور دروازہ کھول گھر سے باہر نکل گیا۔ اور پاؤ گھنٹے میں حضوری باغ پہنچا۔ وہ درختوں کے پیچھے جا کر دیکھا۔ وہاں گیا تھا۔ دل میں کہا نازک اندام پاربتی تم ایسے سویرے کیوں اُٹھنے لگی ہو۔ کبھی بیٹھتا تھا کبھی اُٹھتا۔ کبھی ٹہلتا تھا۔ ایک ایک ثانیہ اُس کے لئے ایک ایک پہر ہو رہا تھا۔ اور یہ شعر اُس کی زبان پر جاری تھا ؎

یا درد دل کا دور ہو۔ یا دل کو تاب ہو
قسمت میں جو لکھا ہے۔ الٰہی شتاب ہو

کبھی پتہ کھڑکنے سے اُس کے کان کھڑے ہو جاتے کہ پاربتی کی آہٹ ہے دور سے ایک جگہ ایسا معلوم ہوا کہ دو آدمی کھڑے ہیں۔ وہ خوشی خوشی ان کے پاس گیا۔ دل میں کہہ رہا تھا کہ دیکھا کیسی ہنسی کی ہے۔ ہم کو یہاں کہا اور آپ وہاں جا کر کھڑی ہوئی ہیں پاس جا کر دیکھا تو دو چھوٹے چھوٹے درخت ہیں ؛

تقریباً آدھ گھنٹہ ہمارا دوست شام اسی پریشانی میں مبتلا رہا۔ آخر اُسے کچھ آہٹ سی معلوم ہوئی۔ اور دو آدمی اپنی طرف آتے دیکھے۔ اُس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا شروع کیا۔ مگر وہ ایسا دنگ ہو گیا تھا کہ اب بھی سمجھ رہا تھا۔ کہ وہ درخت ہیں اور یہ جو چلتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ صرف دل کا وہم ہے ؛

تھوڑی دیر میں ایک مورت اُس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ اور بولی :-

"لالہ جی تسیں ایتھے موجود ہو" (آہا لالہ جی تم یہاں موجود ہو)

شام :- "کون ہے؟"

مورت :- "میں ہوں کرپی"

کرپی :- "نی پاربتیئے تیرا شام کھلوتا ہویا اے" (اری پاربتی تیرا شام کھڑا ہوا ہے)۔

پاربتی کو امید نہ تھی کہ شام صبح کو آئے گا۔ اس واسطے کرپی کو درختوں کے پیچھے دیکھنے کو بھیجا اور آپ راستہ پر کھڑی رہی ؛

پاربتی کرپی کی آواز سُن کر آئی۔ اور شام کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ کرپی ایسی باتوں میں خود بھی بہت ہوشیار تھی۔ دوسرے ان دونوں کا مشورہ بھی ہو گیا تھا۔ کرپی کچھ بہانہ کر کے اس موقعہ سے ٹل گئی۔ اور اب شام اور پاربتی اکیلے رہ گئے :-

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شام:۔ کیوں حضور آپکے مزاج خوش ہیں۔

پاربتی:۔ "چُپ" (خاموش)

شام:۔ "فرمایئے ناکیا قصور ہُوا۔ جو آپ مُنہ سے نہیں بولتیں؟"

پاربتی:۔ "بالکل خاموش"

شام:۔ "بھگوان کے واسطے اگر کوئی قصور ہوا ہے۔ تو معاف کرو۔ میں تمہارا تابعدار غلام ہوں"۔

پاربتی:۔ "جواب ندارد"

شام:۔ "ہے رام آج خیر تو ہے۔ پیاری پاربتی آج کیوں خفا ہیں۔ میری جان کچھ مُنہ سے تو بولو؟"

پاربتی نیچے گردن کرکے چُپکی کھڑی رہی۔ جب شام خوشامد کرتے کرتے تھک گیا تو اُس نے پاربتی کا بازو پکڑا۔ اور اُس کے گلے میں ہاتھ ڈال کر گردن اونچی کی۔ درحقیقت پاربتی کا منشا بھی یہی تھا۔ وہ فوراً شام کی چھاتی سے چمٹ گئی۔ اور خوب ہنسی ۔

شام:۔ "رام جانے تم نے مجھے ڈرا دیا"۔

پاربتی:۔ "آہا تسیں ڈر گئے۔ مَیں بھی تو ہانوں ازمانا چاہوندی ساں"۔ (آہا۔ تم ڈر گئے۔ میں بھی تم کو آزمانا چاہتی تھی)

شام:۔ "بھگوان کے لئے ایسی آزمائش نہ کیا کرو۔ پیاری اس آزمائش میں پورا نہیں ہوں"۔

پاربتی:۔ "کیوں"۔

شام:۔ "میرے دل میں اس وقت خبر نہیں کیا کیا باتیں آرہی تھیں"۔

پاربتی:۔ "مینوں بھی تے دسو"۔ (مجھے بھی تو سناؤ)۔

شام:۔ "بس پیاری اب کیا سناؤں۔ وہ وقت گیا"۔

پاربتی:۔ "نہ نہ۔ شامی جی دسو"۔ (نہیں نہیں۔ اچھے شامی جی بتاؤ بھی)

شام:۔ "مَیں کبھی خیال کرتا۔ شاید پیاری پاربتی کچھ بیمار ہیں۔ کبھی کہتا تھا کہیں کوئی ا[illegible] نہ ہو"۔

کبھی کہتا۔ کسی نے اُن کے گھر خبر کردی اس واسطے چُپ ہیں۔ کبھی سمجھتا شاید پاربتی مجھ سے محبت نہیں کرتیں"۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پاربتی: ”محبت محبت کیہی محبت پیارے شامی پاربتی توہاڈی چیری ہے۔ (محبت محبت کیسی محبت۔ پیارے شامی۔ پاربتی تمہاری چیری ہے)

شام: ”تم میری جان ہو۔ میرا ایمان ہو۔ آؤ گلے سے تو لگ جاؤ۔“

اس وقت عاشق و معشوق نہایت پاک محبت سے گلے ملے۔ اس وقت شام نے کہا

شام: ”جانی پاربتی۔ تم میرے جیسے ناکارہ آدمی کو خدمت میں قبول کرو۔“

پاربتی: ”شامی جی۔ میں اک بیوقوف جیہی کُڑی توہاڈی خدمت دے لائق نہیں ہاں۔“ (شامی جی۔ میں۔ ایک بے وقوف سی لڑکی تمہاری خدمت کے قابل نہیں ہوں)۔

شام: ”پیاری تم بڑی ہوشیار نہایت عقلمند ہو مجھے اپنی خدمت کے لئے قبول کرو۔ اور اپنے غنچہ دہن سے کہہ دو۔ کہ میری پیاری بنوگی؟ کیوں پیاری بنوگی کیا نہیں؟“

پاربتی: ”میں اجیہی لائق کتھوں کہ توہاڈی بیوی بننے دا فخر حاصل کراں۔ پر جے تسیں قبول کرو۔ تاں لونڈی۔ مہری۔ ٹہلن بنن نوں حاضر ہاں“۔ (میں اس لائق تو نہیں۔ کہ آپ کی بیوی بننے کا فخر حاصل کروں۔ مگر ہاں۔ اگر تم خدمت میں قبول کرو۔ تو لونڈی مہری۔ ٹہلن بننے کو حاضر ہوں)

شام: ”میری جان تم میرا سر ہو۔ سر کے تاج ہو۔“

یہ کہا اور پاربتی کا منہ چوم لیا۔ اور ساتھ ہی پاربتی نے اُس کا بوسہ لیا۔ گویا یہ بوسے اُن کی منگنی کی مٹھائی تھی۔ جو دولہا دلہن نے خود ہی کھائی۔

پاربتی: ”پیارے شامی۔ مینوں اُمید نہیں سی جو تسیں باغ وچہ ملو گے۔“ (پیارے شامی مجھے امید نہ تھی۔ کہ تم باغ میں ملو گے)

شام: ”کیوں؟ کیا تمہیں کل میری محبت کا یقین نہ ہوا تھا۔ ہائے تمہارا دل بہت سخت ہے۔“

پاربتی: ”نا۔ نا صاحب یقین کیوں نہیں۔ ایہ خیال سی کہ تسیں بڑے آدمی ہو۔ جاگ کھلے یا نہ کھلے“۔ (نہیں صاحب نہیں یقین کیوں نہیں تھا لیکن یہ خیال تھا۔ کہ تم بڑے آدمی ہو۔ شائد آنکھ کھلے یا نہ کھلے)

شام: ”پاربتی پیاری۔ کیوں غریبوں پر ہنستی ہو۔ اچھا حضور اگر آپ بڑے ہیں تو ہم بھی بڑے ہی سہی۔ بڑے آدمیوں کے نوکر بھی بڑے ہوتے ہیں۔ اور آنکھ کھلنے کا تو ایک عجیب معاملہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہُوا ہے۔

پاربتی:۔ "ادہ کی کچھ سُناؤ تو پیارے"؟ (وہ کیا۔ کچھ سُناؤ نا۔ پیارے شامی)

شام:۔ "کل سارا دن اور ساری رات تمہارے خیال میں غرق۔ قریب آدھی رات کے میری آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ باغ میں تم کھڑی میرا انتظار دیکھتی ہو۔ آخر صبح ہو گئی۔ تو تم نے انار کے درخت سے کہا ہے:۔

اُے انار کے درخت۔ تو میرا ہم جنس ہے۔ ہم شکل ہے۔ اتنا میرا کام کرنا کہ جب شام یہاں آوے تو اُسے کہہ دیجیو کہ پاربتی بہت دیر تیری باٹ دیکھ کر چلی گئی۔ بے مروّت کل تو ملیو"۔

فوراً میری آنکھ کھُلی۔ گھڑی دیکھی تین بجے تھے۔ اُسی وقت سیدھا اِدھر آگیا۔

پاربتی:۔ "شامی جی تسیں یقین نہ کرو گے۔ بالکل ایہو جیہا سُپنا میں بھی ڈٹھا سی"۔ (شامی جی تم یقین نہ کرو۔ بالکل ایسا ہی خواب مجھے بھی آیا تھا)

شام:۔ "کیوں نہیں۔ پیاری کہو نا۔ تم نے کیا دیکھا"؟

پاربتی:۔ "کل سارا دن تُساڈا خیال رہیا۔ پر زنانی ذات واسطے مشکل ہے۔ سارا دن ٹالدی رہی۔ اور سبھناں کولوں الگ رہی۔ پر رات نوں کس دا خوف سی تسیں میرے چیت وچہ رہے۔ تسیں میریاں اکھیں وچہ رہے۔ تہاڈے درشناں وچہ ڈبی رہی۔ جو اکھ لگ گئی۔ کی دیکھنی ہاں کہ تسیں حضوری باغ دے کونے کونے وچہ مینوں ٹولدے ہو۔ اور جد سویر ہو گئی تے پیارے سچ مچ اس سرو نوں تسیں کہہ رہے ہو کہ جدوں پاربتی آوے تے آکھ دئیں کہ شام تینوں اوڈیک اوڈیک کے ٹر گئے۔ اللہ بیلی کل تو ملنا"۔ (کل سارے دن تمہارا خیال رہا۔ مگر عورت ذات کو مشکل ہے۔ تمام دن ٹالتی رہی۔ اور سب سے علیحدہ رہی مگر رات کو کس کا خوف تھا۔ تم ہی میرے من میں تھے۔ اور تم ہی میری آنکھوں میں تمہارے درشنوں میں غرق تھی۔ کہ میری آنکھ لگ گئی۔ دیکھتی کیا ہوں کہ تم حضوری باغ کے کونے کونے میں مجھے تلاش کر رہے ہو۔ اور جب صبح ہو گئی ہے تو پیارے سچ مچ (اشارہ کر کے) اس سرو سے تم کہہ رہے ہو۔ کہ جب پاربتی آوے تو کہہ دیجیو کہ شام تیرا رستہ دیکھتے دیکھتے چلے گئے ہیں۔ اللہ بیلی۔ کل تو ملنا)۔

شام:۔ "ہائے اِلّیلی۔ صبح ہونے کو ہے۔ آؤ گلے سے مل کر ایک بوسہ اور دے دو"۔

پاربتی گلے سے چمٹ گئی۔ اور دونوں نے بوسوں کی بوچھاڑ لگا دی۔ مگر یہ بوسہ بازی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بدنیتی سے نہ تھی۔ اُن میں پاک محبت تھی۔ ہر ایک اپنے تئیں ہونے والی اور ہونیوالا خاوند اور زوجہ سمجھتا تھا۔ فرق اس قدر تھی کہ عام طور پر اُن کی شادی کیونکر ہو۔ پاربتی کی سمجھ میں یہ بات نہ آتی تھی۔ مگر شام اس بات کو پاکر مطمئن تھا۔ صرف امتحان پاس کرنے کی دیر تھی ؛

گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ دونوں عاشق و معشوق نے دل کھول کر خوب باتیں کیں۔ آخر کرپی یہ سمجھ کر کہ صبح ہونے کو ہے۔ ایسا نہ ہو کوئی دیکھ لے۔ ایک درخت کے پیچھے سے نکل آئی اور کہنے لگی :-

کرپی :- "ہن لس بھی کرونا۔ سویر ہو چُکی اے" (اب بس بھی کرو دن نکل آیا ہے)

شام :- "کرپی۔ اچھی کرپی۔ آج تم ہم سے خفا ہو"

پاربتی :- "نہ شام۔ ایہ میری سہیلی نہیں۔ بھین ہے۔ مجال ہے تہانوں خفا ہوئے" (نہیں شام یہ میری سہیلی نہیں بلکہ میری بہن ہے۔ وہ اور تم سے خفا ہو۔ ہو نہیں سکتا) ؛

کرپی :- "کیوں لالہ جی مَیں تہانوں کیوں خفا ہون لگی ساں" (کیوں لالہ جی میں تم سے کیوں خفا ہونے لگی)

شام نے کرپی کو اپنے پاس بُلا کر جیب سے پانچ روپیہ نکال اُس کے ہاتھ پر رکھے۔ مگر اُس نے جلدی سے ہاتھ کھینچ لیا اور پاربتی نے بھی اُسے منع کیا۔ مگر شام نے زبردستی یہ کہہ کر کہ تمہاری مٹھائی کھانے کے لئے ہیں۔ اُس کے پلّے باندھ ہی دیئے ؛

اللہ بیلی کر کے دونوں لڑکیاں راوی کو روانہ ہوئیں اور شام سہ دری میں جا بیٹھا۔ اُس کا دل آج بہت ہی شگفتہ تھا۔ اور وہ آیندہ کے بندوبست سوچتا تھا۔ آخر سب کچھ اُس کے ذہن میں آ گیا۔ اور وہ اپنے گھر کی طرف آیا۔ اور مطمئن ہو کر اپنی پڑھائی میں مشغول ہُوا ؛

## تم اب تک کہاں تھیں

شام سے جُدا ہو کر پاربتی اور کرپی راوی کی طرف چلیں۔ پاربتی آج غضب کی شگفتہ معلوم ہوتی تھی۔ اُس کے رخسارے سُرخ ہو رہے تھے۔ چہرہ پر مُسکراہٹ تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے کوئی بیش بہا خزانہ اُس کے ہاتھ لگ گیا۔ وہ راوی کی طرف جا رہی تھی مگر گھڑی گھڑی پیچھے مُڑ مُڑ کر دیکھتی تھی۔ اور کہتی تھی۔ اے ہے شامی جی نہیں دکھائی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دیتے ہ

ہم بتا چکے ہیں کہ شام بڑی ظرف کا آدمی تھا۔ بے شک عاشق کے دل میں صبر نہیں ہوتا اور شام کے دل میں بھی نہ تھا۔ اُس کا جی چاہتا تھا۔ کہ پاربتی کے پیچھے پیچھے راوی تک جاوے اور اُس کے ساتھ ہی ساتھ واپس آئے۔ مگر وہ کہتا تھا کہ جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ عشق چھپتا نہیں ایسی ہی باتیں اُن سے ظاہر ہوتی ہیں۔ لوگ کم ظرف خود ہوتے ہیں۔ چھپانا خود نہیں جانتے اور غریب عشق کو مفت بدنام کرتے ہیں۔ میں انشاء اللہ نہ خود بدنام ہوں گا نہ پیاری پاربتی کو بدنام ہونے دوں گا ؛

شام کی طرح پاربتی کا دل نہ تھا۔ عورتوں کا دل بڑا ہی نرم ہوتا ہے۔ اور ان کے دل پر جو بات جم جاتی ہے۔ وہ پتھر کی لکیر ہو جاتی ہے۔ پاربتی اُس کا نمونہ تھی۔ بیشک پاربتی راوی کی طرف جا رہی تھی۔ مگر اُس کا دل شام کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ راستہ میں چلتے چلتے ہزاروں ہی ٹھوکریں اُسے لگتی تھیں +

کرپی: " پاربتیئے نی تینوں کی ہو گیا وے۔ رب دے واسطے توں ذرا ہوش کر " (پاربتی اری تجھے کیا ہو گیا ہے بھگوان کے لئے ذرا ہوش کر)

پاربتی: " نی کیوں میں تے چنگی بھلی آں " (ری کیوں۔ میں تو اچھی بھلی ہوں)

کرپی: " چنگی بھلی سواہ وے۔ گھڑی گھڑی پچھے مُڑ مُڑ کے پئی ویکھ دی اے۔ تے ہزاروں ٹھیڈے پئی کھاندی اے " (اچھی بھلی خاک ہے۔ گھڑی گھڑی پیچھے پھر پھر کر دیکھتی ہے اور ہزاروں ٹھوکریں کھا رہی ہے)

پاربتی: " ہاں نی کہندی تاں سچ ہیں۔ مینوں پیارے شام نظر نہیں آوندے " (ہاں ری کہتی تو سچ ہے۔ مجھے پیارے شامی دکھائی نہیں دیتے) +

کرپی: " نی پاربتیئے۔ ہوش کر اتنا غم نہ کر " (اری پاربتی ہوش کر۔ اس قدر غم ابھی سے نہ کر) +

پاربتی: " اج شامی جی دے وچھوڑے دا مینوں جتنا افسوس ہے۔ ساری عمر وچ کدی نہ ہو یا سی۔ اُس دی صورت میرے چت وچ بس گئی ہے۔ کیوں نی کرپیئے شام کہیا گو پیارا جوان ہے۔ کہیا دل سوز اور کیڈی محبت والا ہے۔ پیارے شام بس ایہو ہی تہاڈا پیار ہے تسیں ساڈے نال نہ آئے " (آج شامی جی کی جدائی سے جس قدر رنج مجھ کو ہوا ہے۔ ساری عمر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کبھی نہیں ہوا۔ آہا اس کی صورت میرے من میں کیسی ہوئی ہے۔ کیوں اری کرپی شام
کیسا پیارا جوان ہے۔ آہا وہ کتنا دل سوز اور کس قدر محبت کرنے والا ہے پیارے شام بس
یہی تمہاری اُلفت ہے۔ تم ہمارے ساتھ نہیں آتے)

کرپی:۔ "ہاں نی پاربتئے شام ڈاڈھا ہی بانکا اور بڑے پیار والا بندہ وے۔ پر تیرے
وانگر نادان نہیں۔ توں تے انہاں گلاں نال آپ بدنام ہوویں گی نالے مینوں بدنام کریں
گی۔ بھگوان دے واسطے اپنی ہوش سنبھال" (ہاں پاربتی۔ شام بڑا ہی بانکا۔ اور بڑے اُلفت
والا آدمی ہے۔ مگر تیری طرح بے وقوف نہیں ہے۔ تو تو ایسی باتوں سے خود بھی بدنام ہوگی
اور مجھے بھی بدنام کرے گی۔ بھگوان کے لئے اپنی ہوش حواس درست کر)

پاربتی:۔ "نہ بھیناں ہُن مَیں کجھ نہ آکھاں گی۔ توں کھفے ہونی ایں"۔ (نہیں بہن اب میں
کچھ نہ کروں گی تو خفا ہوتی ہے)

کرپی:۔ "نا۔ گلاں کرن واتے کوئی ڈر نہیں۔ پر گھابری گھابری مڑ مڑ کے پچھاں
نوں نہ دیکھ۔ لوکاں نوں شک پے جائے گا۔ ہاں نی ایہ توں دس اج تیریاں شام نال کی کی
گلاں ہوئیاں"۔ (نہیں۔ ذکر کرنے کا کچھ ڈر نہیں۔ مگر گھبرائی گھبرائی پیچھے مُڑ مُڑ نہ دیکھ لوگوں
کو شبہ ہوگا۔ ہاں یہ تو بتا۔ آج تیری اور شام کی کیا کیا باتیں ہوئیں)

عورتیں اپنے ارادے میں بیشک بہت پختہ ہوتی ہیں۔ مگر اُن کے دل میں کوئی بات
ہضم نہیں ہوتی۔ اور خاص کر ایسی ہم جنس کے ساتھ جو کسی قدر دوست اور ہمراز۔ پاربتی
نے اپنا سارا کچا چٹھا سُنا دیا۔

کرپی:۔ "بس توں تاں ہُن شام دی ہو چکیئیں"۔ (بس تو تو اب شام کی ہو چکی)

پاربتی:۔ "ہاں نی مَیں اوسے دی ہاں۔ اوسے دی لئی جمی ساں"۔ (ہاں رہی میں اُسی کی
ہوں۔ میں اُسی کے لئے پیدا ہوئی تھی)

کرپی:۔ "جے تیرے لالے نوں خبر لگ گئی۔ تد کی کریں گی"۔ (اگر تیرے باپ کو خبر ہوگئی تو
کیا کرے گی)

پاربتی:۔ "کیہ ہے ہائے نی میرا لالا نہیں جاندا۔ جو جوان لڑکیاں دا دل کیہا ہوندا اے
اسے تاں میں میری شام دے نال پاک محبت وے۔ تے ایہ اینویں ای رہے گی۔ جد تک
اساڈا رسم وانگ ویاہ نہ ہو جائے۔ میرے لالے نوں اختیار ہے جو مرضی چاہے کری

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پر میں شام نوں کدے نہ چھڈاں گی۔ پر تیرے نوں لاج نہ لگن دیاں گی۔ (ہائے افسوس میرا باپ نہیں جانتا تھا۔ کہ جوان لڑکیوں کا دل کیا چاہتا ہے۔ اب تک میری شام سے پاک محبت ہے اور یہ محبت پاک رہے گی۔ جب تک کہ ہماری باقاعدہ شادی نہ ہو جائے۔ میرے باپ کو اختیار ہے۔ جو چاہے سو کرے۔ مگر میں شام کو نہ چھوڑوں گی۔ نہ چھوڑوں گی۔ ہاں خاندان کو بھی لاج نہ آنے دوں گی)

کرپی:۔ "اس تھیں ودھ ہور ٹبر دی کی بدنامی ہوسی جو توں اپنا ور آپے ڈھونڈھیا"۔ (اس سے زیادہ خاندان کی اور کیا بدنامی ہو گی کہ تو نے اپنا خاوند آپ ڈھونڈا)

پاربتی:۔ "ناں ناں۔ ایہ اساڈی اگلی پرانی رسم ہے۔ بڑے بڑے راجیاں مہاراجیاں دیاں دھیاں اپنا ور آپ چُن دیاں سن۔ کیا سوامبر دی رسم توں نہیں جاندی۔ تینوں خبر نہیں راجہ رام چندر جی نوں انہاں دی پیاری ستیا نے آپے پسند کیتا سی"۔ (نہیں۔ نہیں۔ یہ ہماری قدیم رسم ہے۔ بڑے بڑے راجہ مہاراجاؤں کی بیٹیاں اپنا خاوند اپنے حسب پسند آپ چُنا کرتی تھیں۔ کیا سوامبر کی رسم کو تو نہیں جانتی۔ تجھے خبر نہیں کہ رامچندر جی کو ان کی پیاری اور چاہتی بیوی ستیا نے خود پسند کیا تھا)

کرپی:۔ "تاں میتوں یقین نہیں آوندا ایہ اساڈی اگلی رسم ہووے۔ بھلا اج تک کدے ہووے کہ کواری کڑیاں اپنا کھصم آپے تلاش کرن۔ ایہ تاں بڑی نک وڈھائی دی گل اے"۔ (نہیں مجھے یقین نہیں آتا۔ کہ یہ ہماری قدیمی رسم ہو۔ بھلا کہیں آج تک کبھی ہوا ہے۔ کہ کنواری لڑکیاں اپنے خاوند خود تلاش کرتی ہیں۔ یہ تو بڑی نک کٹی کی بات ہے)

پاربتی:۔ "بے شک اج کل دے زمانے وچ ایہ نک وڈھائی دی گل ہے۔ کیوں لوکاں نے اپنی اگلی رسم چھڈ دتی ہے۔ بہتیاں رواجی گلاں نوں اپنا دھرم جان لیا وے پر اصل وچ ایہ بالکل اساڈے پاک مذہب دے برابر ہے"۔ (بے شک آج کل کے زمانہ میں یہ نک کٹی کی بات ہے۔ کیونکہ لوگوں نے اپنے قدیمی دین کو بالکل چھوڑ دیا ہے بہت سی رواجی باتوں کو اپنا مذہب سمجھ لیا ہے۔ مگر اصل میں یہ بالکل ہمارے پاک دیدوں کے موافق ہے)۔

کرپی:۔ "توں بھی تاں اج کل دے زمانہ دی ہیں۔ تے ایس زمانے دی گلاں تے تینوں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ٹرنا چاہیئے"۔ (تو بھی تو آج کل کے ہی زمانہ کی ہے اور اس زمانہ کی باتوں پر تجھے چلنا چاہیئے)

**پاربتی:** "۔ اوہو پر جتنا اصلی دھرم دے برابر ہو سکے گا۔ چلاں گی۔ پر میں لوکاں نوں دساں گی کہ اُنہاں نوں کی کرنا چاہیئے۔ میں سوامبری رسم نوں دوئی واری جواواں گی۔ ہور دساں گی کہ ہندواں دیاں کنیاں اُتے کی کی ظلم ہوندے نیں۔ جوان جوان تے پیاری پیاری مورتاں نکے نکے بالاں نوں دتیاں جاندیاں نیں۔ تے بالک بالک تے موہنی موہنی مورتاں اسیاں اسیاں ورھے دے بُڈھیاں نوں دتیاں جاندیاں نیں۔ ایہ ایسے کر کے ہی ہے کہ اگلے طریق تے چلنا چھڈ دتا ہے"۔ (ہاں جس قدر اصلی مذہب کے موافق ہوئیں اس پر چلوں گی۔ مگر میں لوگوں کو بتلا دوں گی۔ کہ اُن کو کیا کرنا چاہیئے۔ میں سوامبری کی رسم کو پھر زندہ کروں گی۔ اور دکھاؤں گی۔ کہ ہندو لڑکیوں پر کس قدر ظلم ہوتے ہیں۔ جوان جوان اور پیاری پیاری صورتیں چھوٹے چھوٹے بچوں کے حوالہ کی جاتی ہیں۔ اور بالک بالک اور موہنی موہنی تصویریں اسی اسی برس کے بڈھوں کو دی جاتی ہیں۔ یہ وجہ اسی سبب سے ہے کہ پرانے قاعدوں پر چلنا چھوڑ دیا ہے)"!

**کرپی:** "۔ توں کیہیاں گلاں کرنی ایں۔ اُنہاں باتاں دا دل وچہ وسواس نہ لیا۔ ویں شام دے نال پیار کرنے نوں تینوں کوئی روک دا نہیں۔ پردے نال روز سویر توں اُنہوں مل لیا کر"۔ (تو کیسی باتیں کرتی ہے۔ ایسی باتوں کا دل میں خیال نہ لا۔ شام کے ساتھ محبت رکھنے سے تجھے کوئی نہیں روکتا چُپ کے سے ہر روز صبح کو اُسے مل لیا کر)

**پاربتی:** "۔ افسوس نی کرپیے جس ویلے توں ایہ گلاں کردی ہیں۔ تیرا دل نہیں کنبدا۔ نی بھگوان ہر تھاں موجود نے۔ دنیا کولوں تے اسیں لکا سکنیاں واں۔ پر بھگوان کولوں کجھ لکیا نہیں رہندا۔ نا۔ نا۔ ایہ میں کدی نہ کراں گی۔ میری محبت پوتر ہے تے ہمیشہ ایسے طرح رہسی۔ میرا وَر اِکو ہوسی۔ تے بےشک اوہ پیارا شام ہی ہوسی"۔ (افسوس ہے کرپی جس وقت تو یہ باتیں کرتی ہے تیرا دل نہیں کانپتا۔ اری بھگوان ہر جگہ موجود ہے دنیا کے آدمیوں سے تو ہم چھپا سکتی ہیں۔ مگر بھگوان سے کچھ پوشیدہ نہیں رہ سکتا نہیں نہیں میں یہ ہرگز نہ کروں گی۔ میری محبت پاک ہے۔ اور ہمیشہ ایسی ہی رہے گی۔ میرا خاوند ایک ہی ہوگا۔ اور بےشک وہ پیارا شام ہی ہوگا)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

درحقیقت کرپی کو اس بات کی بڑی پرواہ نہ تھی۔ کہ پاربتی شام سے دوستی رکھے یا باقاعدہ شادی کرے۔ مگر اُسے خیال تھا کہ اگر باقاعدہ شادی ہوگئی تو یہ جو دونو طرف سے تحفے اُڑاتی ہوں۔ پھر نہ ملا کریں گے۔ اسی واسطے وہ چاہتی تھی۔ کہ شام اور پاربتی کی دوستی رہے ÷

مگر پاربتی بہت نیک لڑکی تھی۔ اگر جا آٹھ۔ یا چھ برس کے بچے کے ساتھ اُس کی شادی ٹھیرتی۔ تو وہ کبھی شام کی طرف خیال نہ کرتی۔ مگر اب اُس کی آنکھوں اور دل میں شام ہی شام تھا۔ وہ ضرور چاہتی تھی کہ شام کے ساتھ اُس کی شادی ہو۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی چاہتی تھی۔ کہ کسی طرح اُس کے باپ کی بدنامی نہ ہو ÷

کرپی: "ہلا بھیناں۔ تینوں اختیار ہے۔ پر ساری برادری وچہ تیرے پیو دی نموشی ہوسی"۔ (اچھا بہن تجھے اختیار ہے۔ مگر تمام برادری میں تیرے باپ کی بدنامی ہوگی)

پاربتی: "ہاں نی میں تاں ایہو چاہنی ہاں کہ بینوں پیارا شام ملے۔ پر میرے پیو دا نک نہ وڈھیا جاوے"۔ (ہاں کرپی۔ یہی تو چاہتی ہوں۔ کہ پیارا شام مجھے ملے۔ اور میرے باپ کی نک کٹی بھی نہ ہو)۔

یہ لڑکیاں اس قسم کی باتیں کرتی ہوئیں راوی پر پہنچیں۔ دن خوب نکل آیا تھا۔ بہت سے مرد عورت راوی سے نہا کر آرہے تھے۔ مگر یہ باتوں میں ایسی محو تھیں کہ انہیں کسی کی مطلق خبر ہی نہ تھی۔ اتنے میں ایک آواز سے چونکیں:۔

ایک آواز: "ہے نی کڑیو۔ ہن تائیں تسیں کتھے رہیاں۔ کرپیئے توں تے گھر تھیں وڈے ویلے نکلی سائیں"۔ (ہیں اری لڑکیو۔ تم اب تک کہاں تھیں۔ اری کرپی تو تو گھر سے بہت سویرے نکلی تھی)۔

کرپی: "اے چاچا۔ پاربتی دے گھر چر لگ گیا۔ تے نالے راہ دے وچہ چر لگا"۔ (اے چچا پاربتی کے ہاں دیر ہوگئی تھی۔ اور کچھ راہ میں دیر ہوگئی)

پاربتی (بدیں خیال کہ کرپی راز نہ ظاہر کردے) جلدی سے بولی:۔

پاربتی: "راہ وچہ اک سپ بیٹھا ہویا سی۔ اسیں دونویں ڈردے ماریاں اوہدے کولوں نس گئیاں۔ اوہ جہیڑا وڈا پپل دا بوٹا ہے اُس دے ہیٹھاں بیٹھ گئیاں ساں۔ جد دن خوب چڑھ آیا تے بندے آون جاون لگے۔ تد ایدھر آئیاں۔ جد توں دور نکل گیوں۔ تد اساں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تینوں ڈٹھاسی۔ تے تینوں آواز بھی دتی سی پر توں نا سُنی" (ہم نے وہاں ایک سانپ بلا تھا۔ ہم دونوں اُس سے ڈر کر بھاگ گئیں۔ اور وہ جو بڑا سا بیپل کا درخت ہے اُس کے نیچے بیٹھ گئی تھیں۔ جب خوب دن نکل آیا اور لوگ اِدھر اُدھر آنے جانے لگے۔ تب ہم اِدھر آگئیں۔ جب تو دور نکل آیا ہم نے تجھے دیکھا۔ آواز بھی دی تھی تو نے نہیں سُنی)

مصر:۔ ہاں میں نہ سُنیا ہوسی۔ کُڑیو بہت سویرے نہ آیا کرو۔ کیڑے پتنگے دا ڈر ہوندا ہے" (ہاں میں نے نہ سُنا ہوگا۔ لڑکیو بہت سویرے نہ آیا کرو۔ کیڑے پتنگے کا خوف ہوتا ہے)

پاربتی:۔ "ایہ تے اجو ہی دکھالی دتا سی۔ تے ایس ویلے کُجھ لوگ اگے چلے گئے سی" (یہ تو آج ہی دکھائی دیا تھا۔ اور اس وقت کچھ لوگ آگے چلے گئے تھے)۔

مصر:۔ "ہلا جاؤ۔ تے اشنان کر کے گھر جاؤ۔ دن بہت چڑھ گیا ہے۔ پھیر دُھپ بہتی ہو جاسی" (اچھا جاؤ اور اشنان کر کے گھر چلی جاؤ۔ دن بہت چڑھ گیا ہے۔ پھر دھوپ زیادہ ہو جائے گی)

کرپی:۔ "وے چاچا نہا آیا ایں۔ تے ہُن گھر چلیاں ایں" (ارے باپ تو نہا کر گھر چلا ہے)

مصر:۔ "آہو" (ہاں)

یہ مصر جے رام کرپی کا باپ تھا۔ یہ بڑا گھاگ تھا۔ خوب سمجھتا تھا کہ ان کا راستہ میں اس قدر دیر لگانا خالی از علت نہیں ہے۔ وہ خوب جانتا تھا کہ راوی پر نہانے کے بہانہ سے سینکڑوں وعدے پورے ہوتے ہیں۔ بہت دفعہ اُس نے خود بھی لوگوں کے ایسے کام کئے تھے۔

اب جو اُس کی لڑکی اور اُس کے ججمان کی لڑکی (یعنی کرپی اور پاربتی) اس کام میں شریک ہوئیں۔ تو اُسے اور بھی زیادہ فکر ہُوا۔ اُس نے سوچا کہ کل صبح چھپ کر اُن کے ساتھ آنا چاہئے۔ اور دیکھنا چاہئے کہ کیا معاملہ ہے۔

چنانچہ اسی واسطے اُس وقت اُس نے اُن لڑکیوں کو زیادہ بُرا نہ کہا۔ اور بڑی بے پروائی ظاہر کی۔

مصر چلا گیا۔ اور اُن لڑکیوں نے نہانا شروع کیا۔ وہ نہاتی تھی اور باتیں کرتی جاتی تھیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پاربتی: "کرپیئے۔ ایہ گل چنگی ہوئی۔ تیرے پیونے ساانوں باغ وچ نہیں دیکھیا"۔ (کرپی یہ بات اچھی ہوئی کہ تیرے باپ نے ہمیں باغ میں نہیں دیکھا)

کرپی: "اِسنوں انہاں گلاں دی کی خبر۔ ایہ بیچارہ بےخبر جیہا منکھ ہے"۔ (اسے ان باتوں کی کیا خبر۔ یہ بیچارہ بےخبر سا آدمی ہے)

پاربتی: "ہاں نی۔ کجھ بہتا تاں نہیں سوجھر گیا۔ دیکھیا اِی۔ میں کیسا دم دتا وے۔ بالکل یقین ہو گیا سو۔ پر نی ویکھ لئیں تینوں کل سویر تھیں نہ آنے دیسی"۔ (ہاں ری کچھ بہت تو نہیں دھمکایا۔ میں نے کیسا دم دیا ہے۔ بالکل اُسے یقین ہی ہو گیا ہے۔ مگر کرپی۔ دیکھ لینا۔ اب کل سے تجھ کو سویرے نہیں آنے دے گا)

کرپی: "نا۔ پاربتی۔ میرا پیو ڈاہڈا بھولا منکھ ہے۔ اُسنوں اَج دی گل کل تیک یاد نہیں رہندی"۔ (نہیں۔ پاربتی۔ میرا باپ بڑا بھولا آدمی ہے۔ اُسے آج کی بات کل تک یاد بھی نہیں رہتی)۔

پاربتی: "بھلا پھیر کل نوں بھی سویر تھیں آویں"۔ (اچھا پھر کل بھی سویرے ہی سے آئیو)

کرپی: "کیوں کل فجر بھی شام آسی"۔ (کیوں کل بھی شام آئے گا)

پاربتی: "ہاں نی آسی۔ کرپیئے۔ توں سچ دسیں توں شام کولوں گھُستے ہیں"۔ (ہاں آئے گا۔ کیوں کرپی سچ کہیو۔ تو کیا شام سے ناراض ہے)

کرپی: "نا۔ نا۔ اوس وچارے نے میرا کی وگاڑیا اے۔ اوتے بڑا پیارا بانکا جوان ہے۔ پر ہاں توں جو کہنی ایں کہ اُس نال ویاہ کرانگی۔ ایہ گل مینوں چنگی نہیں لگ دی"۔ (نہیں نہیں۔ اُس بےچارے نے میرا کیا بگاڑا ہے۔ وہ تو بڑا بانکا جوان ہے۔ مگر ہاں یہ جو تو کہتی ہے کہ اُس سے شادی کروں گی۔ یہ بات مجھے اچھی نہیں معلوم ہوتی)

پاربتی سمجھ گئی کہ لالچ بُری بلا ہے۔ اُسے خیال ہے کہ اُدھر سے شام سے دوستی رہیگی اِدھر سے میرے ہاتھ لگے گا۔ اور اُودھر سے چھ برس کے بچے کے ساتھ اِس کی شادی ہوگی اُدھر سے باپ کا ہاتھ لگے گا۔ اُس نے سوچا کہ لالچی کو لالچ ہی میں رکھو۔

پاربتی: "نا۔ نی میں تاں ہسدی ساں۔ بھلا ماں پیو دی مرجی بغیر کڑیاں ویاہ کرسکدیاں نے سوہنی کرپیئے۔ بھلکے سویرے آویں تینوں کجھ دیاں گی"۔ (نہیں سدی میں تو ہنستی تھی۔ بھلا ماں باپ کے بغیر کہیں لڑکیاں شادی کر سکتی ہیں۔ اچھی کرپی۔ کل سویرے سے آئیو میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تمہیں کچھ دوں گی)

کرپی: "نا بھینا۔ مینوں تیرا کجھ نہیں لوڑیدا۔ مَیں تے ایہ شام دے روپے بھی نہیں لیندی ساں"۔ (نہ بہن مجھے تیرا کچھ نہیں چاہئیے۔ مَیں تو یہ شام کے روپے بھی نہیں لیتی تھی)

پاربتی: "نا بھینا۔ ایہجیہی گلاں نہ کر۔ انہاں دے کپڑے بنا لئیں"۔ (نہ بہن۔ ایسی باتیں نہ کر۔ اِس کے کپڑے بنا لینا)

یہ لڑکیاں نہا کر باہر نکل آئیں اور بہمن سے پیشانی پر ٹیکا لگوا کر شہر کی طرف روانہ ہوئیں۔ شہر کی اور بہت سی لڑکیاں اُن کے ساتھ ہولیں۔ اس واسطے راستہ میں باتیں کرنے کا اتفاق نہیں ہُوا۔ جدا ہوتے وقت پاربتی نے کرپی سے کہا:۔

پاربتی: "کرپیئے۔ میری گل یاد رکھیں"۔ (کرپی میری بات یاد رکھیو)

کرپی: "کیہڑی گل"؟ (کون سی بات)

پاربتی: "اجے تُنے بُھل گیوں"۔ (ابھی سے بُھول گئی)

کرپی: "توں مینوں کیہڑی گل آکھی سی"؟ (تو نے مجھے کونسی بات کہی تھی)

پاربتی: "ایہ نہیں آکھیا سی کہ کلھ سویرے آویں"۔ (یہ نہیں کہا تھا کہ کل سویرے آئیں)؟

کرپی: "اے نی۔ ایہ تے معمولی گل ہے"۔ (یہ تو ایک معمولی بات ہے)

پاربتی: "اڑیئے۔ تیرا پیو پُچھے۔ تے کُجھ نا دسیں"۔ (اری تیرا باپ پوچھے تو کچھ نہ بتائیو)

کرپی: "لے۔ ایہ بھی بھلا کوئی دسن والی گل ہے"۔ (پاربتی تو کیسی باتیں کرتی ہے بھلا یہ بھی کوئی بتانے والی بات ہے)

کرپی اپنے گھر روانہ ہوئی۔ اور پاربتی اپنے ہاں چلی گئی۔ آج پاربتی کی کچھ عجیب حالت تھی۔ کبھی تو وہ بہت خوش معلوم ہوتی تھی۔ کبھی اُس کے رُخسار سے چمکتے تھے کبھی وہ خیالات میں ڈوبی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ اور اُس کا رنگ زرد پڑ جاتا تھا۔ اُس کی ماں کو یہ حالت دیکھ کر کئی طرح کے خیال پیدا ہوئے۔ اور اُس نے اپنے خاوند سے اس امر کا تذکرہ کیا۔ مگر اُس نے کچھ توجہ نہ کی ٭

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

# رنگ میں بھنگ

جے رام مصر راوی سے نہا کر گھر کی طرف چلا۔ اور سوچنے لگا کہ کیا معاملہ ہے کرپی کی اُسے کچھ پرواہ نہ تھی۔ کیونکہ اُس کا بیاہ ہو چکا تھا۔ اُسے خیال تھا کہ اگر پاربتی کا چلن خراب ہو گیا۔ تو اُس کا ناطہ نہ ہو گا۔ اور اس سے اُس کو نقصان ہو گا۔ کیونکہ چھوٹے لڑکے کے باپ نے اُسے پاربتی کا ناطہ کرانے کی شرط پر سو روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہوا تھا۔ اِس اُلٹ پھیر میں وہ گھر آیا۔ کرپی کی ماں روٹی پکا رہی تھی۔ وہ مصرانی مصرانی کرتا اُس کے پاس گیا۔ مصرانی نے حیران ہو کر اُس سے پوچھا:۔

مصرانی: "کی اے" (کیا ہے)

مصر: "کرپی گھروں آج کس ویلے گئی سی"؟ (کرپی گھر سے آج کس وقت گئی تھی؟)

مصرانی: "اجے سویرہی سی۔ انھیرا ہی ہیا سی" (ابھی سویر ہی تھی۔ خوب اندھیرا تھا)

مصر: "اُہو۔ اجے تن بجے ہوں گے"؟ (ہاں۔ کوئی تین بجے تھے)

مصرانی: "ہاں کوئی تن ہی بجے ہوں گے۔ کیوں اُس نوں کی ہویا"؟ (ہاں کوئی تین ہی بجے ہوں گے۔ کیوں اُسے کیا ہوا)

مصر: "کجھ نہیں۔ چنگی بھلی ہے۔ پر میں حیران ہاں کہ اوہ سویرے ست بجے راوی تے پہنچی سی۔ کھبر نہیں راہ وچہ کتھے رہی"۔ (کچھ نہیں۔ اچھی بھلی ہے۔ مگر میں حیران ہوں کہ وہ صبح کے سات بجے راوی پر پہنچی تھی۔ خبر نہیں راستہ میں کہاں رہی)

مصرانی: "اُس کولوں پچھنا سی"۔ (اُس سے پوچھنا تھا)

مصر: "پچھیا سی۔ اوہ چپ کر گئی۔ پر پاربتی نے آکھیا کہ راہ وچہ اک سپ بیٹھا ہویا سی اُس تھیں ڈردی ماریاں اک پپل دے بوٹے دے ہیٹھ بیٹھ رہیاں ساں"۔ پوچھا تھا وہ تو کچھ چپ سی ہو گئی۔ مگر پاربتی نے کہا کہ راستہ میں ایک سانپ تھا۔ اُس سے ڈر کر دیر تک ایک پیپل کے درخت کے نیچے بیٹھ گئی تھیں۔)

مصرانی: "ہے ہے۔ بھگوان نے چنگی کیتی۔ جے میری دھی نوں سپ نہیں لڑیا"۔ (ہے ہے۔ بھگوان نے اچھا کیا۔ کہ میری بچی کو سانپ نے کاٹا نہیں)۔

مصر: "کملئے۔ کیہا سپ۔ بینوں اُنہاں کڑیاں دا کھوف ہے"۔ (کرپی کی ماں۔ کیسا سانپ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مجھے ان لڑکیوں کا خدشہ ہے)

مصرانی (ڈر کر) : "کی کھوف ہے۔ ہاں وڈے ویلے جاندیاں نے سپ اٹھوئیں داڈر ہے"۔ (خوف زدہ ہو کر۔ کیا خدشہ ہے۔ ہاں بہت سویرے جاتی ہیں۔ سانپ۔ بچھو کا کھٹکا ہے)؟

مصر: "کیہا سپ بچھو۔ مینوں ڈر ہے کہ کسے دے نال اُنہاں دوستی نہ لائی ہووے۔ کیوں جے راہ وچ بڑے بدمعاش لُنڈے پھردے نے"۔ (کیسا سانپ بچھو۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں کسی سے اُنہوں نے دوستی نہ لگالی ہو۔ کیونکہ راستہ میں بہت سے ایسے بدمعاش پھرتے ہیں)

مصرانی: "نے۔ دوستی۔ میری کرپی اجیہی نہیں"۔ (دوستی۔ نہیں میری کرپی ایسی نہیں ہے)

مصر: "نہیں۔ کرپی تے ایہو جیہی نہیں۔ اُس دا تا ایڈا اکھیال بھی نہیں۔ پر جے کر پاربتی دا چلن کھراب ہو گیا۔ تاں ساڈا بڑا نقصان ہو سی"۔ (نہیں کرپی تو ایسی نہیں ہے اُس کا تو چنداں خیال بھی نہیں۔ مگر اگر پاربتی کا چلن خراب ہو گیا۔ تو پھر ہمارا بڑا نقصان ہو گا)۔

مصرانی: "ہاں جیکر اُہناں ساہوریاں نوں کھبر ہو گئی۔ تاں پھیر اوہ کاہنوں ناطہ کرن گے"۔ (ہاں۔ اگر اُس کے سسرال میں خبر ہو گئی۔ تو پھر وہ کیوں ناطہ کریں گے)

مصر: "ہور کی۔ اوہ تے وڈے اشراف تے امیر آدمی نے"۔ (اور کیا۔ وہ تو بڑے اشراف اور امیر آدمی ہیں)

مصرانی: "منڈے دے پیو نے تینوں سو روپیہ دین نوں آکھیا سی"۔ (لڑکے کے باپ نے تجھے سو روپیہ دینے کئے تھے)

مصر: "ہاں سو روپیہ تاں صرف ناطہ کرانے دے۔ ہور کھبر نہیں کی مل سی۔ دونویں پاسے موٹیاں چڑیاں ہین"۔ (ہاں سو روپیہ تو صرف ناطہ کرانے کا اور خبر نہیں کیا کچھ ملے دونوں طرف موٹی چڑیاں ہیں)

مصرانی: "کرپی نوں پچھاں کی گل اے"۔ (کرپی سے پوچھوں کیا بات ہے)

مصر: "ناہ مصرانی کرپی جیہی بھولی نہیں۔ تو بالکل گل نہ کریں اوہ کسے نوں دسے گی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں اک ترکیب سوچی ہے۔" (نہیں مصرانی۔ کرپی ایسی بھولی نہیں ہے۔ تو بالکل ذکر نہ کیجیو۔ وہ ہرگز نہ بتائے گی۔ میں نے ایک ترکیب سوچی ہے)

مصرانی:۔" اوہ کی اے۔" (وہ کیا ترکیب ہے)

مصر:۔" بھلکے وڈے ویلے جد کرپی نہاون نوں جائے گی میں اُس دے پچھے پچھے جاواں گا ویکھاں گا جو کی گل اے۔" (کل صبح کو جب کرپی نہانے کے لئے جائے گی میں اُس کے پیچھے جاؤں گا۔ اور دیکھوں گا کہ کیا معاملہ ہے)

مصرانی:۔" ہاں ٹھیک ہے۔ میں بھی ایہو ہی آکھن والی ساں۔" (ہاں ٹھیک ہے۔ میں بھی یہی کہنے کو تھی)

قریب ۹ بجے کرپی آئی۔ اُس کے چہرہ پر بشاشت تھی۔ اور کیوں نہ ہوتی۔ وہ روز اُسے پانچ روپیہ روز ملتے تھے۔ اور پچاس روپیہ کی سونے کی آرسی پارتی سے لے چکی تھی۔ اور کل کے لئے پھر اُس نے وعدہ کیا تھا۔ اور شام سے تو اُسے پوری اُمید تھی کہ پانچ روپے دے گا۔ اُس خوشی کو اُس کے ماں باپ دونوں نے تعجب کی نظر سے دیکھا انہیں اس کے چلن پر شبہ ہوا:۔

دوسری صبح کو رات کا وقت تھا۔ کرپی اُٹھی۔ اور کپڑے وغیرہ پہننے لگی:۔

مصرانی:۔" نی کرپئے کی کرنی ایں؟" (اری کرپی کیا کرتی ہے)

کرپی:۔" نی اماں راوی جانی ہاں۔" (اے ماں۔ راوی جاتی ہوں)

مصرانی:۔" اجے ہنے ایں۔ اجے تاں اک بجیا اے۔" (ابھی سے ہی ابھی تو ایک بجا ہے)۔

کرپی:۔" اِک میں ناں سمجھیا سویر ہوگئی۔" (ایک میں تو سمجھی تھی کہ صبح ہوگئی)

مصرانی:۔" اجے سویر کتھے۔" (ابھی صبح کہاں)

کرپی پھر اپنی چارپائی پر لیٹ رہی۔ مگر بالکل نہ سوئی اُسے خیال تھا کہ اگر سوگئی تو خبر نہیں دو گھنٹے کے بعد آنکھ کھلے یا نہ کھلے۔ اُس کے جاگتے جاگتے دو بجے۔ اور اُس نے دیکھا کہ اُس کی ماں سوگئی۔ قریب ڈھائی بجے ہوں گے۔ وہ اُٹھ بیٹھی۔ اور کپڑے پہنکر تیار ہوگئی:۔

مصر:۔" کرپئے کتھے چلی ایں؟" (کرپی کہاں جاتی ہے)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کرپی: "سویر ہون والی ہے ۔ راوی جاؤنگی ... بیگ روشن ہونے کو ہے ۔ راوی جاؤنگی،

مصر: "اجے تاں بڑا انہیرا ہور ہیا ہے" ۔ ابھی تو بڑا اندھیرا ہو رہا ہے)

کرپی: "نا ۔ چار بجے ہیں ۔ اَج کجھ بدل جیہا ہے" ۔ (نہیں چار بجے ہیں ۔ آج کچھ بادل ہو رہا ہے)

مصر چُپ رہا ۔ اور کرپی پاربتی کے پاس چلی ۔ وہ بڑی دیر سے اُس کا انتظار کر رہی تھی ۔ جھٹ پٹ دونو ندی کی طرف روانہ ہوئیں ٭

جے رام مصر اپنی جورو کو جگا کر اُن کے پیچھے پیچھے چلا ۔ یہ دونو باتوں میں ایسی محو تھیں کہ انہیں کسی کی خبر ذرا نہ تھی ۔ اگر باتیں نہ بھی کرتیں ۔ تب بھی جے رام کی خبر اُن کو ذرا نہ ہوتی ۔ کیونکہ وہ اُن سے بہت دور تھا ۔ مگر برابر تاک لگائے چلا آرہا تھا ٭

پاربتی: "ہُن کی بجیا ہے"؟ (اب کیا بجا ہے)

کرپی: "تن بجنے والے نے ۔ میرا پیو آکھداسی کہ اجے رات بہت ہے ۔ اجے نہ جا ۔ پر مَیں آکھیا نہیں بدل ہے ۔ چار بج چکے نے" ۔ کوئی تین بجنے والے ہیں ۔ میرا باپ تو کہتا رہا کہ ابھی بہت رات ہے ۔ ابھی نہ جا ۔ مگر مَیں نے کہا کہ نہیں بادل ہے چار بج چکے ہیں)

پاربتی: "سچ تیرا پیو جاگدا سی ۔ پر چاچا سُتا پیا سی ۔ چاچی جاگ پئی سی" ۔ (سچ تیرا باپ جاگ رہا تھا ۔ مگر چچا تو سویا پڑا تھا ۔ چچی جاگ پڑی تھی)

کرپی: "تیری چاچی نے تینوں کجھ نہیں آکھیا"؟ (تیری چچی نے تجھے کچھ نہیں کہا)

پاربتی: "نہیں ۔ ایہو ای کہندی سی ۔ سپ اٹھوئیں دا کھیال رکھیں" ۔ (نہیں یہی کہتی تھی ۔ لڑکی ۔ سانپ بچھو کا خیال رکھیو)

غرض یہ لڑکیاں ایسے ہی راز و نیاز کی باتیں کرتی حضوری باغ پہنچیں ۔ اندھیرا ہو رہا تھا ۔ اور دور سے آدمی بہت کم نظر آتا تھا ٭

پاربتی: "مَیں جانتی ہاں ۔ شامی جی بھانویں اجے نہیں آئے" ۔ (مَیں جانتی ہوں شاید شامی جی ابھی نہیں آئے)

کرپی: "اجیہی گل نہیں ۔ جرور آگئے ہوں گے" ۔ (ایسی بات نہیں ضرور آگئے ہونگے)

پاربتی: "کِدرے وکھالی تے نہیں دیندے ۔ بھلا اوہ امیر آدمی نے ۔ اجے کتھوں اُٹھے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہون گے"۔ (کہیں دکھائی تو دیتے نہیں۔ بھلا وہ امیر آدمی ہیں۔ ابھی کہاں اٹھے ہوں گے)

کرپی :- "شاید اجے نہ جاگے ہون۔ پر کل تاں ساتھوں پہلاں ہی آگئے سن۔ آئی اِنہاں بوٹیاں پچھے ویکھیئے" (شائد ابھی نہ اُٹھے ہوں۔ مگر کل تو وہ ہم سے پہلے ہی آگئے ہوئے تھے۔ آؤ ری ان درختوں کے پیچھے دیکھیں)

شام آج تین بجے سے پہلے باغ میں پہنچ گیا تھا۔ اور سب طرف اُن کو ڈھونڈ کر ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ اُسے رات بھر نیند نہ آئی تھی۔ صبح کا وقت تھا۔ باغ کا سماں تھا۔ ذرا کی ذرا اُس کی پلک جھپک گئی تھی۔ مگر اُن لڑکیوں کی آہٹ سے وہ چونک اُٹھا اور جب آگے بڑھیں۔ تو یہ شعر زبان سے کہتا اُن کے سامنے آیا ؎

جس کا دل دلبر میں ہو۔ اس کو کب آتی ہے نیند
کروٹیں لیتے ہی لیتے صاف اُڑ جاتی ہے نیند

پاربتی کی خوشی کے مارے آواز بند ہوگئی۔ کیونکہ اُسے پورا یقین ہوگیا۔ کہ شام اُس کا عاشق صادق ہے *

کرپی :- "اوہو۔ شامی جی تاں پہلوں موجود ہین"۔ (آہا شامی جی تو پہلے ہی سے موجود ہیں)

شام :- "اور نہیں۔ تم سمجھتی تھیں کہ سو رہے ہیں"؟

پاربتی :- "امیراں کولوں کجھ دُور نہیں"۔ (امیر آدمیوں سے کچھ بعید تو نہیں)

شام :- "پھر تم کیوں نہ سوئیں"؟

پاربتی :- "میں تاں وچاری گریبنی ہاں"۔ (میں تو بیچاری غریبنی ہوں)

شام :- "اچھا تو بس میں امیر ہوں۔ نہیں میں تو آپ سے زیادہ بیچارہ غریب آدمی ہوں"۔

پاربتی اور شام یہ باتیں کرنے لگے۔ کرپی بہانہ سے وہاں سے ٹل گئی۔ جے رام اُن کی تاک میں لگا آرہا تھا۔ ایک درخت کی آڑ میں کھڑا ہو کر اُن کی سب باتیں سننے لگا *

پاربتی نے شام کے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے۔ اور شام نے اُسے کمر سے پکڑ لیا۔ اور نہایت محبت سے باتیں کرنے لگے *

پاربتی :- "مینوں اج ساری رات نیندر نہیں پئی"۔ (مجھے آج ساری رات نیند نہیں آئی)۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شام:- "جی ہاں۔ آپ کو تو کرپی اُٹھانے والی ہے۔ آپ تو خوب بے فکر ہو کر سوئی ہو گی
مگر میں تو ساری رات جاگتا رہا ہوں۔"

پاربتی:- "پیارے شام تساں اپنے نوکر نوں کیوں نہ آکھ چھڈیا سی۔ اوہ تہانوں جگا دیندا
تسیں سوں رہندے۔ افسوس۔ تہانوں دنے کالج نوں بھی جانا ہوسی" (پیارے شام
تم نے اپنے نوکر سے کیوں نہ کہہ دیا۔ کہ وہ جگا دیتا۔ تم سو گئے ہوتے۔ افسوس تمہیں
ابھی دن کو کالج بھی تو جانا ہوگا)

شام:- "میری جان۔ پاربتی تم سچ کہتی ہو۔ نوکر سے میں نے کہہ دیا تھا۔ مگر ان لوگوں کا
کچھ بھروسا نہیں۔ سارے دن کام کاج کر کے بہت سا کھا کر تھک کر سو جاتے ہیں۔
پھر آنکھ کھل گئی تو جگا دیا۔ ورنہ خیر۔ یہ لوگ کچھ وقت کی قدر نہیں کرتے۔"

پاربتی:- "اے میں واری تسیں ساری رات نہیں سُتّے۔ اتے دن نوں کالج جانا ہوسی"
(ہائے میں قربان۔ تم ساری رات جاگتے رہے اور دن کو کالج جاؤ گے)

شام:- "پیاری کچھ پرواہ نہ کرو۔ میں اوّل رات سے سو گیا تھا۔ میری نیند کافی بھر
گئی ہے۔"

پاربتی:- "سناؤ۔ تہاڈے امتحان وچ ہُن کتنے دن رہندے ہین" (سنائیے۔ اب تمہارے
امتحان میں کتنے دن باقی رہتے ہیں)

شام:- "امتحان میں تو ابھی آٹھ مہینے باقی ہیں۔"

پاربتی:- "اوہو۔ اجے اٹھ مہینیاں تک سانوں اُڈیکنا پوے گا" (اوہو ابھی آٹھ ماہ
تک ہم کو انتظار کرنا پڑے گا)

شام:- "کیا پیاری۔ کیسا انتظار"

پاربتی:- "کجھ نہیں۔ کل کرپی دا پیو سانوں دریا تے مل پیا سی۔ پچھدا سی اینی دیر کتھے لائی
جے۔ میں بہانہ کر کے اُسنوں ٹال دتا سی" (کچھ نہیں۔ کل کرپی کا باپ ہم کو دریا پر مل گیا تھا۔
پوچھتا تھا کہ تم اتنی دیر کہاں رہیں۔ میں نے بہانہ کر کے اُسے ٹال دیا تھا)

شام:- "پھر اُس نے تمہارے باپ سے تو جا کر نہیں کہا۔"

پاربتی:- "میں جانی آں کہ کل تے اُس نے کجھ نہیں آکھیا۔ پر مینوں تاں ڈر لگ دا ئے
اِک نہ اِک دن میرے لالے نوں خبر ہو جاسی۔ تاں پھر شامی جی میں تہاڈی صورت ویکھن

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نوں ترسدی رہواں گی۔ کھبر نہیں۔ میرا کی حال ہوسی یا نہ ہوسی" (نہیں میں جانتی ہوں کہ اُس نے کل تو کچھ نہیں کہا۔ مگر مجھے بھی خوف ہے کہ کسی نہ کسی دن ضرور میرے باپ کو خبر ہو جائے گی۔ اور پھر (شام کا ایک۔ بوسہ لے کر) پیارے شامی جی۔ میں تمہاری شکل دیکھنے کو بھی ترستی رہوں گی۔ خبر نہیں میرا کیا حال ہو یا نہ ہو)

شام نے بیتاب ہو کر پاربتی کو گلے سے لگا لیا۔ اور اُس کے بیشمار بوسے لیکر کہنے لگا:۔

(جے رام اس وقت نہایت غصے کی حالت میں تھا۔ کئی دفعہ اُس نے ارادہ کیا۔ کہ آگے بڑھ کر شام کے دس بیس جوتے لگا دے۔ اور پاربتی اور کرپی کو سیدھا کرے۔ مگر اُسے نامناسب معلوم ہوا۔ اس واسطے کہ وہ پہلے اُن کی تجاویز کو سُن لے۔

شام:۔ "کیوں جانی۔ تمہارا باپ تم سے کچھ محبت نہیں کرتا؟"

پاربتی:۔ "نا جانی دلوں تے بڑی محبت کردائے۔ پر ڈاہڈا سخت اے۔ ایس کرماں مارے مصر دے آکھے لگ چھیتی پینداے" (نہیں پیارے دل سے تو بہت محبت کرتا ہے مگر بہت سخت ہے۔ اور اس کم بخت کُتے مصر کے کہنے میں فوراً آجاتا ہے)

شام:۔ "اگر اُسے خبر ہوگی۔ تو کیا کرے گا؟"

پاربتی:۔ "ہور کی کرسی۔ کسے اک کوٹھڑی دے اندر مینوں بند کر دیوے گا۔ نہ کھان نوں دیسی نہ پین نوں۔ بھکھی تے پیاسی تھوڑے دناں وچہ ہی مر جاواں گی" (اور کیا کرے گا کسی کوٹھڑی میں مجھے بند کر دے گا۔ نہ کھانے کو دے گا۔ نہ پینے کو۔ بھوکی اور پیاسی چند روز میں ہی مر جاؤں گی)

شام:۔ پیاری پاربتی۔ یہ تو بڑی بے رحمی کی بات ہے۔ کیا تمہاری ماں بھی ایسی ہی سخت ہے؟"

پاربتی:۔ "ناں شامی پیارے۔ اُس جیہی تاں دنیاں وچہ کوئی رحم والی زنانی نہیں۔ اوہ تے میرے نال ڈاہڈا پیار کردی اے۔ پر میرے چاچے کولوں بڑی ڈردی اے۔ اوہ جد کدے غصے ہوندا اے۔ تاں مار مار دیاں ٹنگاں باہاں بھن چھڈدا اے" (نہیں شامی جی پیارے۔ اُس کے برابر تو دنیا میں کوئی رحم دل عورت نہ ہوگی۔ وہ تو مجھ سے محبت کرتی ہے۔ مگر میرے چچا سے وہ بھی بہت ڈرتی ہے۔ کیونکہ جب وہ غصے ہوتا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہے تو مار مار کر اُس کے ہاتھ پیر توڑ ڈالتا ہے "

شام (او بس۔ او اے بیسٹ) "بڑا بے رحم آدمی ہے۔ مگر کیا تمہاری ماں اس سے ڈرتی ہے کہ کھانے تک تم کو نہ دے گی"؟

پاربتی: "نے ناں۔ شامی پیارے۔ روٹی پانی کیوں نہ دیوے گی۔ پر تسیں خیال کردے ہو جے تسیں مینوں نہ دیسو گے۔ تاں میں کھاواں پیواں گی؟ ناں کدے نہیں۔ بھکھی تریہائی مرجاواں گی۔ پیارے تسیں خوش رہنا۔ مینوں یاد نہ کرنا۔ میں تہانوں قسم دیندی ہاں" (نہیں شامی جی پیارے۔ کھانے پینے کو کیوں نہ دے گی۔ مگر کیا تم خیال کرتے ہو۔ کہ اگر تم مجھ کو نہ دکھائی دو گے۔ تو میں کھاؤں پیوں گی نہیں۔ ہرگز نہیں۔ بھوکی پیاسی مرجاؤں گی۔ پیارے تم خوش رہنا۔ اور مجھے ذرا یاد نہ کرنا۔ میں تمہیں قسم دیتی ہوں (آہستہ سے رونے لگی) :۔

جے رام مصر جو درخت کی آڑ میں سب کچھ سُن رہا تھا۔ اس محبت کو دیکھ کر حیران ہو گیا اور پاربتی کے رونے سے اُس کا دل کچھ پگلا۔ مگر اُسے اپنے مفاد کا زیادہ خیال تھا اُس کے دل میں آیا کہ شام کو مار کر بھگا دے۔ اور پاربتی کو سمجھائے۔ مگر اُس نے اپنے دل میں کہا کہ نہیں ذرا اور ٹھہر جاؤں۔ دیکھوں تو سہی کیا کیا تجویز کرتے ہیں :۔

شام نے نہایت زور سے پاربتی کو گلے لگایا۔ اُس کے آنسو پونچھے۔ بار بار اُس کے منہ کو چوما۔ اور کہا:۔

شام: "پیاری پاربتی۔ میرا جان مال سب کچھ تمہارے لئے حاضر ہے۔ آؤ آؤ میرے ساتھ چلو۔ میرے غریب خانہ کو اپنے رُخ منور سے روشن کرو۔ میں بے شک فی الحال ایک غریب طالب علم ہوں۔ مگر نہ ایسا کہ متحمل نہ ہو سکوں۔ میرا نوکر خدمت کو حاضر ہے۔ فی الحال آپ کو چھ سات ماہ تکلیف ہو گی"

پاربتی: "شامی پیارے۔ انہاں گلاں دا وسواس نہ کرو۔ مینوں نوکر دی جرورت نہیں۔ میں اپنا تے تہاڈا سب کم اپنی ہتھیں کرسکاں گی۔ میں چنگی رسویا ہاں۔ اچھا دسو جی۔ مجنوں نہ ہلو۔ پیارے وسواس نہ کرو۔ مینوں تکلیف نہ ہوسی۔ جیکر اک ویلے کھان نوں بھی نہ ملے تد بھی تہاڈا دیدار ویکھ کے جی سکنی ہاں" (شامی پیارے اس بات کا کچھ خیال نہ کرو۔ مجھ نوکر کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنا اور تمہارا کام اپنے ہاتھ سے کرسکتی ہوں۔ میں بہت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عمدہ رسویا ہوں۔ بہت عمدہ درزی۔ نہایت محنتی خدمت گار۔ پیارے مت خیال کرو کہ مجھے تکلیف ہوگی۔ اگر ایک وقت کھانے کو بھی نہ ملے تب بھی تمہارے دیدار پر جی سکتی ہوں)

شام: "رام رام۔ پاربتی۔ تم کیا کہتی ہو۔ بھگوان نہ کرے۔ کھانا اور کپڑا غاطر خواہ تم کو اور تمہارے غلاموں کو حاضر ہے۔ تمہارا شام گو غریب طالب علم ہے مگر بالکل گیا گذرا نہیں ہے۔ پچاس روپیہ ماہوار باپ سے لیتا ہوں۔ اور اٹھارہ روپیہ ماہوار کالج سے وظیفہ پاتا ہوں"۔

پاربتی: "او ہو۔ شامی جی۔ ایناں تاں سانوں کافی نالوں بھی جیادہ ہے میں تاں ایس وچوں دو تہائی تہاڈے کھرچ نوں بھی دے سکنی ہاں"۔ (او ہو۔ شامی جی۔ اس قدر تو ہم کو کافی سے بھی زیادہ ہے۔ میں تو اس میں سے دو تہائی صرف تمہارے خرچ کو بھی دے سکتی ہوں)

شام: "میری پیاری۔ میں ایسا لٹیرا اور حریص نہیں ہوں۔ میرا کالج کا وظیفہ میرے واسطے کافی ہے۔ اور والد کے پاس سے جو کچھ ملتا ہے۔ وہ سب تمہارے واسطے حاضر ہے۔ کہو کہو جلدی کہو۔ کب میرے ویران گھر کو آباد کرو گی"۔

پاربتی: "شامی جی پیارے تسیں بڑے فیاض ہو۔ پر ایہ کارج چھیتی دا نہیں۔ سوچ سمجھ لو"۔ (او ہو۔ شامی جی پیارے تم بہت فیاض آدمی ہو۔ مگر یہ کام جلدی کا نہیں ہے سب نشیب و فراز سوچ لو)

شام: "میری جان نشیب و فراز کیا۔ مجھے کچھ ضرورت نشیب و فراز سوچنے کی نہیں ہے۔ میری تو جان تک تمہارے واسطے حاضر ہے۔ کیا تم کو میری طرف سے ابھی اطمینان نہیں ہے"۔

پاربتی: "نا۔ ایہہ نہ آکھو۔ مینوں تہاڈے تے انبار دی کجھ لوڑ نہیں"۔ (ایک بوسہ لے کر) (نہیں ایسا نہ کہو۔ مجھے تم پر اعتبار کی کچھ ضرورت نہیں ہے)

شام (بوسہ کا جواب دے کر): "پھر کیا نشیب و فراز کہتی ہو؟"

پاربتی: "شامی پیارے۔ چھیتی بڑے وچہ کم کھراب ہو جاندا ہے۔ جیہڑا منکھ سوچ نال کم کردا ہے تے پچھوں اسنوں دکھ اٹھانا نہیں پیندا۔ تے جے کر دکھ پیے بھی جائے تاں کھشی نال سہندا ہے"۔ (شامی پیارے جلدی سے کام خراب ہو جاتے ہیں جب آدمی سوچ سمجھ کر کوئی کام کرتا ہے تو پھر اس سے دکھ نہیں اٹھاتا۔ اور اگر اٹھانا بھی پڑ جائے تو خوشی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri
سے برداشت کرتا ہے)
شام:۔ "میری پیاری جان پاربتی۔ تم یہ کیا چبا چبا کر باتیں کرتی ہو۔ تمہارے واسطے مجھے سب کچھ منظور ہے۔ کیا تم یہ خیال کرتی ہو۔ کہ میرے باپ کو خبر ہوگی تو وہ میرا خرچ بند کر دے گا۔ او کچھ پرواہ نہیں۔ اِس وقت میرا اپنا ڈھائی ہزار روپیہ سونگ بنک میں موجود ہے۔ جو کچھ باپ نے دیا وہ برابر جمع کرتا رہا ہوں۔ پر میشر نے چاہا تو جلد امتحان میں پاس ہو کر گورنمنٹ سے جگہ لیتا ہوں۔ تم اِس کا فکر نہ کرو۔ ہاں معلوم ہوتا ہے تم کو مجھ سے کچھ محبت نہیں ہے۔ تم اپنا فکر کرتی ہو؟"
پاربتی:۔ "ہاں میں عورت۔ زنانی ذات ہاں۔ اپنی پریت دا بیان نہیں کر سکدی۔ ہاں پر شامی پیارے۔ مَیں اَج بھی تہاڈی۔ کل بھی تہاڈی۔ جے تسیں مینوں دھکے بھی دیو گے۔ تد بھی تہانوں نہ چھڈاں گی۔ پر مینوں کھیال ایہ وے کہ کوئی مقدمہ تہاڈے پچھے نہ بنالیں۔ جس دے وچہ تہاڈی بے عجبتی ہووے۔" (آنکھوں میں آنسو لاکر) ہاں میں عورت ذات ہوں۔ اپنی محبت کا اظہار اچھی طرح نہیں کر سکتی ہوں۔ مگر شامی پیارے میں آج بھی تمہاری ہوں۔ کل بھی تمہاری۔ اگر مجھے دھکے بھی دو گے۔ تو بھی تم کو نہ چھوڑوں گی۔ مگر مجھے خیال ہے۔ کہ کوئی مقدمہ وغیرہ تمہارے برخلاف نہ بنایا جاوے جس میں تم کو بےعزت اور بدنام ہونا پڑے)
شام:۔ "پیاری۔ اگر تم میرے ساتھ ہو۔ تو میرا کچھ نہیں بگڑ سکتا۔"
پاربتی:۔ "مَیں سو واری آکھ بیٹھی ہاں۔ کہ مَیں تہاڈی گولی ہاں۔ مینوں تساں تھیں انکار نہیں بھری سبھا دے وچہ آکھ دیساں جو میں اپنی مرجی نال گئی ہاں۔" (میں سو دفعہ کہہ چکی ہوں۔ کہ مَیں تمہاری لونڈی ہوں۔ مجھے تم سے انکار نہیں۔ بھری سبھا میں کہہ دونگی کہ میں اپنی مرضی سے گئی ہوں)
شام:۔ "پھر کچھ پرواہ نہ کرو (گلے میں بائیں ڈال کر) آؤ چلو۔ گھر چلیں۔"
پاربتی:۔ "ناں شامی جانی۔ جے مَیں ایسے طرح چلی گئی۔ تے کد تیک گل لکی رہسی اک نہ اِک دن جرور کھل جاسی۔ برادری دے وچہ کھبر ہووے گی۔ میرا پیو بےعجتی دے ماریاں کجھ کھا کے مر جائے گا۔" (نہیں شامی جانی۔ اگر میں اسی طرح چلی گئی تو کب تک بات چھپی سکتی ہے ایک دن پھوٹ نکلے گی۔ برادری میں خبر پھیل جائے گی۔ میرا باپ بےعزتی کے جب
CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کچھ کھاکر مر جاوے گا)

شام:۔"پھر پیاری بدنامی تو ایک دن ضرور ہوگی۔ میری تمہاری اور ہمارے والدین کی"۔

پاربتی:۔" دے پیارے کوئی اہیہی ترکیب نہیں جس تھیں ایہ بدنامی نہ ہووے"۔ (کیوں پیارے کوئی ایسی ترکیب نہیں۔ جس سے یہ بدنامی نہ ہو)

شام:۔"ہاں۔ ایسی بھی ترکیب ہے۔ دس آدمی اگر برا کہیں گے۔ تو بیس اچھا بھی کہیں گے"۔

پاربتی:۔" ہاں۔ ہاں۔ وہ ترکیب ٹھیک ہووے گی۔ اوہ کیہڑی ہے؟ (ہاں۔ ہاں وہ ترکیب ٹھیک ہوگی۔ وہ کیا ہے)

شام:۔"ہم دونو علیحدہ علیحدہ ستیانند اگنی ہوتری کے پاس جائیں اور برہمو بن جائیں پھر ایک دوسرے کے ساتھ آپس میں موافقت پیدا کر کے شادی کر لیں"۔

پاربتی:۔" ہاں پیارے شامی۔ ہے تاں ٹھیک۔ میرا لالہ برہمو دھرم دی تعریف کردا ہوندا اے میں بھی انہاں لوکاں دی نیکیاں دا بہت حال سنیا ہے۔ آکھدے نے سوامی جی بہت دیوتا ہین"۔ (ہاں۔ ہاں پیارے شامی ہے تو ٹھیک۔ میرا باپ بھی برہمو مذہب کی بہت تعریف کیا کرتا ہے۔ اور میں نے بھی ان لوگوں کی نیکیوں کا بہت کچھ حال سنا ہے۔ کہتے ہیں۔ سوامی جی بڑے دیوتا آدمی ہیں)

شام:۔"بیشک۔ بیشک۔ سوامی جی تو بڑے دیوتا ہیں۔ انہوں نے ملک سے بدی کا تخم اکھاڑنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ ہمارا کام چونکہ ملک اور قوم کے لئے مفید ہے وہ دل وجان سے ہماری امداد کریں گے"۔

پاربتی:۔" ہلا پیارے۔ اسیں ہن چھیتی اس دا بندوبست کراں گے۔ پر ویاہ کدوں کروگے امتحان دے پچھے"؟ (اچھا پیارے۔ اب جلدی ہم اس کا بندوبست کریں گے۔ پھر شادی کب کروگے۔ امتحان کے بعد)

شام:۔"اوہو۔ جانی۔ تم بڑی بے رحم ہو۔ امتحان کے بعد۔ امتحان میں تو ابھی ۸ یا ۹ ماہ کی دیر ہے۔ اس قدر انتظار کس سے ہوگا"؟

پاربتی پھر کدوں۔"؟ (پھر کب)

شام:۔"میری جان۔ بیس پچیس دن کے بعد ڈھائی مہینے کی چھٹی ہوگی۔ بس چھٹی ہوتے ہی"۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پاربتی: "ہلا پیارے - میں اپنی چیز بست سانبھ لاں - پھر دو چار دن پچھے تہاڈے نال چلاں گی - دیکھو ہُن گل پکی ہو گئی ہے۔" (اچھا پیارے - میں اپنا مال اسباب سنبھال لوں - پھر دو چار دن بعد ایک دن تمہارے ساتھ چلونگی - دیکھو بات پختہ قرار پاگئی ہے)

شام: "ہیں ہیں - پاربتی پیاری - کیا تم مجھے بچہ سمجھتی ہو - کہ میں بات سے پھر جاؤں گا۔"

پاربتی: "ناں - ناں - رام رام - میں تے تہاڈے نال ہسنی آں - ہلا پیارے ہُن دن نکلن والا ہے - جیوندے رہانگے تاں کل پھیر ملانگے - نالے پھیر تہانوں دساں گی جو میں کی انتجام کیتا ہے۔" (نہیں نہیں - رام رام - میں تو تم سے ہنستی ہوں - اچھا پیارے اب دن نکلنے کو ہے - جیتے رہے تو کل پھیر ملینگے - اور میں تم کو بتادونگی کہ میں نے کیا انتظام کیا ہے)

شام: "خبردار جانی - تم گھر سے کچھ اسباب نہ لانا - رام کی دیا سے سب کچھ موجود ہے - جاؤ اب پرمیشر تمہارا نگہبان ہے - آؤ چلتے وقت ذرا گلے سے تو لگ جاؤ۔"

بزرگوں نے سچ کہا ہے "دیوار ہم گوش دارد - آہستہ لب بجنباں"۔ جوان عاشق و معشوق یہ رازو نیاز کی باتیں کر رہے تھے - اور جے رام درخت کے پیچھے کھڑا سُن رہا تھا - کئی دفعہ وہ کچکچیاں باندھتا چُپ رہا - اور خوب دھیان سے اُن کی تجویز سُنتا رہا - پہلے تو وہ سوچ رہا تھا - کہ بالکل خاموش رہے - اور اگلے دن پاربتی کے باپ کو سب کچھ دکھائے مگر جب بوسہ بازی کی تڑاخ تڑاخ آواز آنے لگی - تو اُس سے نہ رہا گیا - جھٹ درخت کے پیچھے سے کہتا ہُوا نکلا:-

مصر جے رام: "اوئے سالیا ہندوستانی شیطاناں - توں بھلے مانساں دیاں دھیاں نوں کھراب کردا ئیں - ٹھیر کھاں - میں تینوں دیکھ تے سہی ہُنے ٹھیک بناناہاں"۔ (اے ہندوستانی شیطان - کیوں تو اشرافوں کی بیٹیوں کو خراب کرتا ہے - ٹھیر تو سہی - دیکھ میں تجھے ابھی درست کرتا ہوں)

یہ کہا اور جوتا اُتار کر چلا:-

جے رام کی آواز پہچان کر پاربتی "ہائے میں مر گئی - ہائے میں مر گئی" کہتی ہوئی بھاگی اور بیس قدم کے فاصلہ پر جاکر بیہوش ہو کر گر پڑی ✦

مصر جی چاہتے تھے کہ شام کے جوتے لگادیں - اُس نے داؤں بچایا - اور مصر جی کو کمر سے پکڑ کر سر سے بلند کر زمین پر دے مارا - اور اُن کے سینہ پر بیٹھ گیا ✦

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مصر :۔ ہائے رے رے ۔ ہائے ووڑ و اوۓ ۔ مار سُٹیا ۔ مار سُٹیا“ (ہائے رے رے ۔ دہائی ہے ۔ دوڑیو مار ڈالا ۔ مار ڈالا)

شام :۔ ”چپ شیطاناں“ ۔

ایک مٹھی خاک کی بھر کر شام نے مصر جی کے مُنہ میں ڈالدی اور دو تین معقول تھپڑ رسید کئے ۔

مصر :۔ ”اوۓ بھگوان تینوں گارت کرے ۔ ناں مار“ ۔ (او بھگوان تجھے غارت کرے نہ مار)

شام :۔ ”ہاتھ جوڑ کر دھیرے ۔ نہیں ماردوں گا“ ۔

آہستہ سے گلے پر ہاتھ رکھا ۔

مصر ہاتھ جوڑنے لگا ۔

شام نے مصر کی پگڑی اُتاری اور نہایت اطمینان سے مصر جی کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے اور کہا کہ جب تک میں یہاں سے چلا نہ جاؤں آواز نہ نکالیو ۔ اگر ذرا بھی کُسکا تو تیرا گلا گھونٹ دونگا ۔

مصر :۔ ”میری کیا مجال جیکر حکم ہووے ۔ تاں کل سویر تائیں اینویں ہی ایتھے پیا رھواں“ ۔ میری کیا مجال ۔ کیا طاقت ۔ اگر حکم دو تو کل صبح تک یونہی یہاں پر پڑا رہوں (چپ چپ)

شام نرائن دہلی کا رہنے والا تھا ۔ کوئی بنیا برہمن ۔ کریں ۔ بلکہ چھتری ۔ اُس کا باپ پُرانے فیشن کا آدمی تھا ۔ وہ خود بڑا کشتی جوان تھا ۔ اور اُس نے شام نرائن کو بچپن ہی سے کثرت پر لگایا ہوا تھا ۔

گو آج کل شام کو اپنی پڑھائی سے بہت کم فرصت ملتی تھی ۔ تاہم پانسو ڈنڑ اور پانسو جوڑی کے ہاتھ اُس کے ناغہ نہ ہوتے ۔ وہ بہت مضبوط بدن تھا ۔ اُس کے سکول فیلو اُسکی طاقت کے سبب اسکو سام کہا کرتے تھے ۔ بیشک اگر شام کا باپ پُرانے زمانہ کا نہ ہوتا جب کہ تمام دہلی کے شریف ہندو مسلمان کثرتیں کرتے تھے ۔ بدن بناتے تھے ۔ طاقتیں پیدا کرتے تھے ۔ تو وہ بھی آج کل کے تمام لڑکوں کی طرح میرٹھ دیا ہوتا ۔ اور آج کے دن اس ذلیل سے برہمن کی وہ جُوتیاں کھاتا ۔ کہ اس کی کھوپری پر ایک بال نہ رہتا ۔

اب سُنئے کہ مصر جی مہاراج چُپکے پڑے تھے ۔ شام پاربتی کے پاس گیا نبض دیکھی دل دیکھا معلوم کیا کہ کچھ خوف اس پر طاری ہوا ہے ۔ اس کے ہاتھ پاؤں کو ہلایا ۔ ذرا ذرا دبایا ۔ اُسے ہوش آیا ۔

پاربتی (آنکھیں کھولتے ہی) :۔ ”ہائے شامی جی ۔ تہانوں کتے سٹ تاں نہیں لگی“ ۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رہا ہے شامی جی تمہارے کہیں چوٹ تو نہیں لگی)

شام:۔ "او نہیں پیاری چوٹ کیسی مجھے تو ذرا سا دھکّا تک نہیں لگا۔"

پاربتی:۔ "مصر جی کدھر گئے"؟ (مصر جی کہاں گئے)

شام:۔ "مصر جی سامنے پڑے خاک پھانک رہے ہیں۔"

پاربتی:۔ "بھگوان دے واسطے شامی پیارے تسیں اتھوں ہُن دوڑ جاؤ۔ ایہ نہ ہووے کہ تہاڈے اُوتے کوئی مصیبت پے جاوے۔" (ذرا سنبھل کر۔ بھگوان کے لئے شامی جی پیارے تم یہاں سے اب بھاگ جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ تم پر کوئی آفت آ پڑے)

شام:۔ "او پیاری مت پرواکرو۔ یہ چھتری پوت ٹلنے والا نہیں ہے۔ مصر جی تو اگر کل تک بات کر جائیں۔ تو میرا ذمہ۔ آؤ۔ اُٹھ کھڑی ہو جاؤ۔ آؤ میرے ساتھ چلو۔ بس اب ضرور چلو۔ ورنہ مَیں سمجھتا ہوں۔ کہ اب تم پر آفتیں ٹوٹیں گی۔"

پاربتی:۔ "میں سبھو کجھ برداشت کر لیساں پر جیکر اس ویلے تہاڈے نال لگی چلاں تاں تسیں کسے مصیبت وچہ پھس جاؤ گے جاؤ پیارے۔ جاؤ ہُن اتھوں نس جاؤ۔ بھگوان تہاڈا راکھا ہے جے پرمیشر نے ملایا تاں کل نوں پھیر ملساں۔ نہیں تاں جد دوں پرمیشر کرپا کرن گے ویکھنا اپنی گولی پاربتی نوں بھلا نہ دینا جیکر کرپی پھر جائے تاں میری گھر دی چوبڑی کولوں تہانوں پتہ لگ جاسی۔" (میں سب کچھ برداشت کر لوں گی۔ مگر اس وقت اگر تمہارے ساتھ چلی جاؤں۔ تو تم کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ جاؤ۔ پیارے جاؤ۔ اب یہاں سے دوڑ جاؤ۔ بھگوان تمہارا نگہبان ہے۔ اگر پرمیشر نے ملایا تو کل پھر ملوں گی۔ ورنہ جب ایشر کرپا کریں گے۔ دیکھنا اس لونڈی پاربتی کو کہیں بھول نہ جانا۔ اگر کرپی پھر جاوے تو میرے مکان کی چوبڑی سے تم کو کچھ نہ کچھ پتہ مل جائے گا)

یہ کہکر پاربتی زار زار روئی۔ اور ہمارا بہادر شام بھی اُسکے گلے سے لگ کر رو پڑا۔ کرپی ایک درخت کے نیچے سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ مگر اندھیرے میں اُسے دکھائی نہیں دیا کہ اُس کا باپ زمین پر خاک پھانک رہا ہے۔ وہ درختوں کے پیچھے سے پھر کر آئی اور پاربتی سے کہنے لگی:۔

کرپی:۔ "کیوں پاربتیے میں کہندی نہیں ساں۔ جو بہتا چر گلاں نہ کریا کر چل ہُن تے بس کر تے آدریا تے دوڑ چلیے۔" (کیوں پاربتی مَیں کہتی نہ تھی کہ تو بہت دیر باتیں نہ کیا کر چل اب تو بس کر۔ آدریا پر دوڑ چلیں)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پاربتی (سسکیاں بھر کر): "ہچھا بھینان۔ میرا ہتھ پھڑ" (اچھا بہن میرا ہاتھ پکڑ)

یہ دونو لڑکیاں دریا کی طرف روانہ ہوئیں۔ ہمارا بہادر شام اُن کو جاتا ہُوا نہایت حسرت سے دیکھتا رہا۔ جب یہ باغ سے نکل گئیں۔ تو شام مصر جی کے پاس آیا۔ وہ ہاتھ جوڑے زمین پر پڑا تھا۔ مُنہ میں خاک تھی۔ کچھ بول نہ سکتا تھا۔ شام نے ایک اور مٹھی خاک کی بھر کر اُس کے مُنہ میں ڈال دی اور اپنی چھڑی کو مضبوط ہاتھ میں پکڑ کر گھر کی طرف روانہ ہُوا۔ اور گلیوں میں سے چکر کھاتا ہُوا اطمینان سے گھر میں داخل ہو گیا۔

## آزاد ہوئے

سورج نکل آیا۔ کوؤں کی کائیں کائیں سُنائی دینے لگی۔ پھولوں پر بلبلیں چہچہانے لگیں۔ طوطوں کے جُھنڈ اُڑنے شروع ہوئے۔

مالیوں کی ہرے کی آوازیں آنے لگیں۔ لوگوں کی آمد و رفت زیادہ ہو گئی۔

بیچارہ دال بھاجی کے کھانے والا مصر آنکھیں بند کئے چُپکا پڑا ہے۔ ہاتھ جوڑے ہوئے ہیں ڈر کے مارے آنکھیں نہیں کھولتا۔ ایک مالی کا لڑکا اِدھر سے گذرا۔ پاؤں کی آہٹ سُنکر مصر اَور دبک گیا۔ کہ شائد شام ہو تو مردہ سمجھ کر چھوڑ دے۔

مالی کا لڑکا دوڑا دوڑا اپنے باپ کے پاس گیا۔

لڑکا: "پیو پیو۔ بوٹیاں دے ہیٹھ اک بندہ مویا پیا ئے" (باپ رے باپ۔ ان درختوں کے نیچے اک آدمی مرا پڑا ہے)

مالی: "مویا پیا۔ مویا پیا اے۔ اوئے مُنڈے توں کی کہنا ایں" (مرا پڑا۔ مرا پڑا ہے او لڑکے تو کیا کہتا ہے)

لڑکا: "ہاں ہاں۔ مویا پیا اے۔ کسے نے اوہدے ہتھ پیر بنھ دتّے ہوئے نے۔ مینوں تاں اُس نوں ویکھ کے ڈر آ گیا اے" (ہاں ہاں بالکل مرا پڑا ہے۔ کسی نے اُس کے ہاتھ پاؤں باندھ دئے ہیں۔ میں تو اُس کو دیکھ کر ڈر گیا ہوں)

مالی: "ربا کھیر ہووے کون حرامدا پتر مار کے سُٹ گیا ہے ہُن اساڈی شامت آوے گی۔ جاہ۔ اوے مُنڈیا اللہ دتے نوں کھبر کر آ" (یا الٰہی خیر باشد۔ خبر نہیں کون حرام کا بچہ مار کر پھینک گیا ہے۔ اب ہماری شامت آئے گی۔ جا لے لڑکے اللہ دتا کو خبر کر)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لڑکا:- "اللہ دتیا میرا پیو تینوں سدّدا اے" (اللہ دتا میرا باپ تم کو بُلاتا ہے)۔

اللہ دتا:- "کی اوے منڈیا کی کہنا ایں" (کیا ہے او لڑکے کیا کہتا ہے)۔

لڑکا:- "باگ وچہ اِک بندہ مویا پیا اے" (باغ میں ایک آدمی مرا پڑا ہے)۔

اللہ دتا:- "کھیر ہووے سہی۔ بندہ مویا پیا اے" (یا الٰہی خیر ہو آدمی مرا پڑا ہے)۔

لڑکا:- "ہاں اوے چھیتی کر۔ میرا پیو تینوں چھیتی بلاؤندا اے" (ہاں جلدی کر میرا باپ تم کو بلاتا ہے)

مالی لڑکا۔ اللہ دتا تینوں مِل کر مصر کے پاس آئے اور اُسنے بے حس و حرکت دیکھ کر ڈر گئے۔

اللہ دتا:- "اوے کرم دیناں۔ بڑا گجب ہویا۔ ایہ تاں بالکل مردہ ہے سارے مالی پکڑے جانگے دن چڑھ پیا تے ہنے پلس آجاوے گی" (او کرم دین۔ بڑا غضب ہوا۔ یہ تو بالکل مردہ ہے تمام مالی پکڑے جاویں گے۔ دن نکل آیا تو ابھی پولیس آجاوے گی)۔

کرم دین:- "پھر یار دس کی صلاح کریئے کسے حرام دے پُتر نے سانوں پھاہے دوانا چاہیا اے" (پھر یار۔ بتلا اب کیا تدبیر کریں۔ کسی حرام کے بچے نے ہم کو پھانسی مروانا چاہا ہے)

اللہ دتا:- "ایس تھاں تھیں ہُن نس چلیئے" (اس جگہ سے اب بھاگ چلیں)

کرم دین:- "ہوں۔ ہوں۔ جیکر نس گئے تاں جرور پھڑے جاواں گے" (ہاں ہاں۔ اگر بھاگ گئے تو ضرور ہی پکڑے جائیں گے)۔

اللہ دتا:- "او یار بھجدے تاں ہُن اسیں کسے طرح نہیں۔ آؤ نیڑے چلکے تے ویکھیئے" (او یار۔ بھاگ تو اب ہم کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ آؤ۔ اس کے نزدیک چلکر تو دیکھیں)۔

یہ مالی آگے بڑھے مصر اُنکے پاؤں کی آواز سے چونکا۔ جھٹ ہاتھ اونچے کر لئے اور کہنے لگا۔

مصر:- "نا مار اوے نا مار۔ تینوں رام کھوئے۔ تیر الشیپؔ فراز مار یا جائیں تاں مر گیا جالم ہُن تاں کر پا کر" (او مت مار او مت مار۔ تجھے بھگوان کھوئے مت ماریں تو بالکل مر گیا۔ ظالم اب تو رحم کر) (چھپ چھپ)۔

مالی دھک سے رہ گئے:-

لڑکا:- "بھوتنا اوے بھوتنا" (بھوت۔ بھوت)

لڑکا یہ کہتا ہوا بھاگ گیا۔

اللہ دتا:- "اوے توں کیہڑا ہیں" (او تو کون ہے بے)؟

مصر:- "رام رے رام۔ اوے ہُن تاں بس کر۔ میرے وچہ تے ہُن ست بھی باقی نہیں رہیا"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(پھپ پھپ) رام رے رام - او - اب تو بس کر - اب تو میرے بدن میں دم بھی باقی نہیں رہا) - (پھپ پھپ) ٭

کرم دین: "اوے توں کیہڑا ہیں - تے کی کہنا ایں؟" (او تو کون ہے - اور کیا کہتا ہے؟)

مصر: "میں گریب بہمن ہاں - کجھ نہیں کہندا - بس کر - پرمیشر دے واسطے ہن مینوں نہ مار" (پھپ پھپ) - (میں غریب مصر ہوں - کچھ نہیں کہتا - بس کر - پرمیشر کے واسطے اب مجھے نہ مار) - (پھپ پھپ)

کرم دین: "اوے اسیں تے نہیں ماردے - جیکر آکھیں تے تیریاں ٹنگاں باہواں کھولدئیے" (او - ہم تو نہیں مارتے - اگر کہیں - تو تیرے ہاتھ پاؤں کھول دیں)

مصر (ہتھ بنھ کے): "کھولدیو" (پھپ پھپ) (ہاتھ جوڑ کر) کھول دو) - (پھپ پھپ)

مالیوں نے مصر کے ہاتھ پاؤں کھولدئیے - اور اُس کو اُٹھا کر بٹھایا - اُس نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا نہ شام ہے نہ پاربتی - دو مالی پاس کھڑے ہیں - دن خوب نکل آیا تھا - مصر نے منہ سے مٹی نکالی - مالی اُسے اُٹھا کر کنوئیں پر لے گئے - وہاں جاکر مصر جی نے کلی کی - منہ ہاتھ دھویا - دو چار گھونٹ پانی کے پیئے - ذرا دم میں دم آیا - اب حالت کا خیال کرنے لگا ٭

مالی: "مصر جی سناؤ تہاڈے اُتے کی ورتی؟" (مصر جی - سناؤ تم پر کیا بیتی) ٭

مصر: "اے بھائیو تسیں کجھ نہ پُچھو - میرے کول کجھ نکدی سی - دو لچیاں نے ویکھ لیا سی - میں راوی اُتے اشنان کرن چلیا ساں - جالماں نے مینوں مار مار میریاں وکھیاں بھن چھڈیاں نے - ہائے ہائے - میرے کولوں تاں تُرن بھی نہیں ہوندا - جالم سبھو کجھ لے گئے" - راجی بھائیو کچھ نہ پوچھو - میرے پاس کچھ مال نقدی تھا - دو بدمعاشوں نے دیکھ لیا تھا - راوی پر نہانے جاتا تھا - ظالموں نے مجھے خوب مارا کہ میرا سینہ اور پسلیاں ٹوٹ گئیں - ہائے ہائے مجھ سے تو چلا بھی نہیں جاتا - ظالم سب کچھ میرے سے چھین کر لے گئے) ٭

مالی: "اے ربا - دھاڑوی دن دھاڑے - مصر جی تساں نے رولا نہ پایا" (یا خدا - خدا ڈاکہ دن دھاڑے - مصر جی تم چیخے بھی نہیں تھے) ٭

مصر: "وہاں نوں تاں میں خوب مار دیا رہیا - پھر تاں اوہ کوئی سو پنجاہ نکل پئے - جالماں نے میرا منہ میٹ لیا - ٹنگاں باہواں بنھ دتیاں - تے پھر بڑا ہی مار یا - پھر کی بولا ناسی"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رنہیں دو کو تو میں خوب مارتا رہا۔ پھر تو وہ کوئی سو پچاس نکل آئے۔ ظالموں نے میرا منہ بند کر دیا۔ ہاتھ پاؤں باندھ دیئے۔ اور پھر بہت ہی مارا پھر گیا چیختا تھا)

مالی: "کی کچھ لے گئے۔ دیکھو تاں کوئی مالی تے نہیں سی۔" (کیا کچھ لے گئے۔ دیکھو تو کوئی مالی تو نہیں تھا)

مصر: "رام رام۔ مالی تاں ڈاہڈے بھلے مانس ہین۔ اوہ تا کوئی ہندوستانی سن میرے ہتھوں کڑیاں دی جوڑی تے پندراں روپئے روک لے گئے نے۔" (رام رام۔ مالی تو بڑے اشراف ہیں۔ وہ تو کوئی ہندوستانی تھے۔ میرے ہاتھوں سے کڑوں کی جوڑی اور پندرہ روپے نقد لے گئے ہیں)

مالی: "کڑے۔ کڑے کاہدے سن؟" (کڑے کس چیز کے تھے)

مصر: "سونے دے۔ کل ہی تے میں نوں اک ججمان نے دتے سن۔" (سونے کے تھے۔ اور کل ہی تو مجھے ایک ججمان نے دیئے تھے)

مصر مالیوں کو دم دے کر گھر کی طرف روانہ ہوا۔ مالی خوش ہوئے۔ کہ آفت سے محفوظ رہے۔ دونوں نے شکرانہ کے دو دو نفل پڑھے۔

مصر دل میں سوچنے لگا کہ پہلے اپنے گھر جاؤں یا پاربتی کے باپ سے ملوں۔ غصہ تو اُسے ایسا آرہا تھا کہ سیدھا پاربتی کے باپ کے پاس جائے۔ مگر اُس نے سوچا کہ مصرانی کی صلاح لینی چاہئے۔ کبی بھی ابھی گھر نہیں آئی ہوگی۔ جب وہ آگئی تو اُس کے سامنے ایسی بات چیت نہ ہوسکیگی۔ پس وہ سیدھا اپنے گھر گیا۔ مصرانی کی شکل دیکھ کر وہ کچھ پاگل سا ہو گیا۔

جھٹ ایک چارپائی پر لیٹ ہائے ہائے کرنے لگا۔ مصرانی دوڑی دوڑی اسکے پاس آئی۔

مصرانی: "کبی دے پیو کی ہویا؟" (کبی کے باپ کیا ہوا)

مصر: "اے نی میرے ہتھ پیر گھٹ۔ ہائے۔ ہائے۔" (اری میرے ہاتھ پاؤں دبا۔ ہائے ہائے)

مصرانی: "کیوں توں اج سویل ہی سویل ہل وہندا آیا ہیں۔" (کیوں تو آج سویرے ہی سویرے کہیں ہل جوت کر آیا ہے)

مصر: "ہائے نی میں تاں اج مر گیا۔" (ہائے اری میں آج مر گیا)

مصرانی: "دے دس بھی۔ تاں تینوں ہویا کی؟" (ارے بتا بھی کہ تجھے ہوا کیا؟)

مصر: "اے نی میں اج ہاگ گیا ساں۔ کھتری دی کڑی پاربتی اک ہندوستانی نال گلاں پئی کردی سی۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مینوں ویکھ کے گستہ آیا تے میں اُسنوں پھڑ لیا۔ اتنے وچہ کوئی پندراں ویہہ ہندوستانی ہور نکل آئے۔ تے میرے اگے پچھے چمڑ گئے۔ چاہندے سان جو مینوں مار سن۔ میں پنجاں چھیاں نوں تے ہتھاں تے اٹھاں دساں نوں لتاں نال ماریا۔ اُس حرامی نوں جس دے نال کڑی گلاں کر دی سی اُسنوں تاں اینا ماریا جے اوتھے نہیں مویا تاں گھر جا کے ضرور مر گیا ہوئیگا"۔ (راسی آج میں باغ گیا تھا۔ کھتری کی بیٹی پاربتی کسی ایک ہندوستانی کے ساتھ کچھ باتیں کر رہی تھی مجھے دیکھ کر غصہ آگیا اور میں نے اُس کو پکڑ لیا۔ اتنے میں کوئی پندرہ بیس ہندوستانی اور نکل آئے۔ اور میرے آگے پیچھے چمٹ گئے۔ چاہتے تھے کہ مجھے مار ڈالیں۔ میں نے پانچ چھ کو تو ہاتھوں اور آٹھ دس کو لاتوں سے مار کر ایک طرف پھینکدیا۔ اور اس حرامی کو جس کے ساتھ لڑکی باتیں کر رہی تھی۔ اتنا مارا کہ اگر وہاں نہیں مرا تو گھر جا کر ضرور ہی مر گیا ہوگا)۔

مصرانی:- ہے رے میرے بہادر مصر۔ دس پندراں ویہہ منکھاں نوں توں اکلیاں نے مار کے نسا دتا۔ تاں توں اج ڈاہڈا ہی تھک پیا ہووینگا"۔ (واہ رے میرے بہادر مصر۔ دس پندرہ بیس آدمیوں کو تم اکیلے ہی نے مار کر بھگا دیا۔ تب تو تم آج بہت ہی تھک گئے ہوگے)۔

مصر:- ناں۔ مصرانی۔ کجھ اجیہا نہیں تھکیا۔ ارجن بھیم دی اولاد کدی تھک دی ہے۔ ہاں ٹنگاں باہواں پیڑ کر دیاں ہین۔ ہوں۔ ہوں۔ جرا دبیں تاں"۔ (نہیں مصرانی کچھ ایسا نہیں تھکا بھلا ارجن بھیم کی اولاد بھی تھکتی ہے۔ ہاتھ پاؤں دکھنے لگے۔ اوں اوں۔ ذرا دباؤ تو سہی)

مصرانی (ٹنگاں گھٹدی ہوئی) "ہے بھلا توں کی گلاں سنیاں"۔ (ٹانگیں دباتی ہوئی) بھلا کیا کیا باتیں تو نے سنیں)۔

مصر:- اک گل ہووے تاں دساں۔ اُس نے تے گلاں دے پل بنھ دتے۔ گل ایہ وے پاربتی دو چوں دناں پچھے اوہدے نال نس جائیگی"۔ (ایک بات ہو تو بتاؤں۔ اُس نے تو باتوں کے پل باندھ دیئے۔ مختصر یہ ہے کہ پاربتی دو چار روز کے بعد اُس کے ساتھ بھاگ جاوے گی)۔

مصرانی:- "نس جاسی۔ مصر جی ایہ تسیں کی آکھدے ہو"۔ (بھاگ۔ بھاگ جاویگی مصر جی یہ تم کیا کہتے ہو)۔

مصر:- ہاں۔ ہورکی۔ اوہ دو دیں تے اجیہا گلاں کر دے سان جیویں کنجری تے اوہدا یار اساں تے کدے اج تک نویں لاڑی تے لاڑے نوں ایہ جیہاں گلاں کردیاں نہیں ڈٹھا۔ اک دوجے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نوں اچھا پیار کرتے سان۔ جو چپا چٹ دی آواز نال سارا باگ گنب ویسی "۔ (ہاں۔ اور کیا وہ تو آپس میں ایسی باتیں کرتے تھے۔ جیسے ایک رنڈی اور اس کا یار۔ ہم نے تو آج تک کبھی کسی نئے دولہا دولہن کو بھی ایسی باتیں کرتے نہیں دیکھا۔ وہ تو ایک دوسرے کو ایسا پیار کرتے اور چومتے تھے کہ چٹاخ چٹاخ کی آواز سے سارا باغ گونج اٹھا تھا)

مصرانی: "منہ جمدے سن ہائے انہاں دا منشک مارہا جائے۔ انہاں دی جیبھ پٹی جائے کواری کنیاں تے ایہ گلاں۔ رام رام کیہو جیہے ویلے آپہنچے نے کلجگ دیاں گلاں جو سنیاں جاندیاں سن۔ اوہ سچ نکلیاں۔ ہائے لہڑا۔ کرپی بھی تاں نال سی" (منہ چومتے تھے ہائے ان کا منشک مارا جائے۔ ان کی جیبھ کھٹر جائے۔ کنواری لڑکی اور یہ باتیں۔ ارے رام رے رام کیسے زمانے آ گئے ہیں۔ کلجگ کی باتیں جو سنی جاتی تھیں۔ وہ سچ ہی نکلیں۔ ہائے میری کرپی بھی تو پاربتی کے ساتھ ہی تھی)

مصر: "کنیاں۔ اجے اوہ کنیاں ہی رہ گئیاں۔ کھبر نہیں کتنے مسٹنڈے ہنڈائے ہوئن گے ہائے کرپی نوں بھی برباد کیتا ہوسی۔ پر آج کرپی تے نال نہیں سی۔ نہیں جے رام دی دھی اجیہاں گلاں والی نہیں۔ اوہ چنگی دھی اے" (کنیا۔ ابھی وہ کنیا ہی رہ گئی۔ خبر نہیں کتنے دیکھ چکی ہوگی۔ ہاں کرپی کو بھی برباد کیا ہوگا۔ مگر آج کرپی تو ساتھ نہیں تھی۔ نہیں جے رام کی بیٹی ایسی باتوں میں شامل ہونیوالی نہیں۔ وہ بڑی اچھی بیٹی ہے)

مصرانی: "کرپی جاندی تاں پاربتی نوں نال لیکے ویسے" (کرپی جاتی تو پاربتی کو ساتھ لے کر بہے)

مصر: "ہاں کل دوہاں نوں اکٹھیاں ہی دیکھیا سی۔ پر اج تے کرپی دا کدھرے پتہ نہیں سی نہیں اوہ ڈاہڈی نیک کڑی ہے۔ اجیہے ویلے اوہ الگ ہو گئی ہوسی" (ہاں کل تو دونو کو ساتھ ہی دیکھا تھا۔ مگر آج کرپی کا کہیں نشان نہ تھا۔ نہیں وہ بڑی نیک لڑکی ہے ایسے موقعہ پر وہ ضرور علیحدہ ہو گئی ہوگی)۔

مصرانی: "ہائے ہائے جیکر پاربتی نس گئی تاں اساڈا بڑا نقصان ہوسی۔ اوس چھوٹے منڈے دے پیو نے تا چھرف ناطہ کروان دے اتے سو روپے دینے آکھے سان۔ کھبر نہیں ویاہ کی کجھ ہتھ لگ دا" (ہائے ہے اگر پاربتی بھاگ گئی تو ہمارا بڑا نقصان ہوگا۔ اس چھوٹے لڑکے کے باپ نے تو صرف ناطہ کرا دینے کے ہی سو روپے دینے کہے ہوئے ہیں۔ اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خبر نہیں بیاہ کے موقع پر گیا ملتا۔)

مصر: "ہاں تو سچ کہنی ایں۔ پھیر دس اُہن میں کی کراں"؟ (ہاں تو سچ کہتی ہے۔ پھر بتلا اب میں کیا کروں)

مصرانی: "پارتی دے پیو کول جاہ تے ساریاں گلاں اُسنوں سُنا۔ ہنے بند و بست ہو جاوے تاں چنگا ہے۔ نہیں تے جیکر پارتی نس گئی۔ تاں ہتھ ملنے پین گے۔" (تو پارتی کے باپ کے پاس جا۔ اور ساری باتیں اُسے سُنا۔ ابھی بند و بست ہو جائے تو اچھا ہے۔ ورنہ اگر پارتی بھاگ گئی تو ہاتھ ملنے پڑیں گے)

مصر: "ہاں ایہو ای تاں میں تیرے کولوں پُچھدا ساں۔ ہلا ذرا ٹھہر جا۔ اُس دی ہٹی تے جاواں گا تے اونہوں سارا حال اُسنوں سناواں گا۔" (ہاں یہی تو میں تجھ سے پوچھتا ہوں۔ اچھا ذرا ٹھیر کر اُس کی دُکان پر جاؤں گا۔ اور وہاں سب حال اُسے سُناؤں گا)

مصرانی: "ہاں جیڈی چھیتی ہو سکے۔ اُس دا بند و بست کر۔ ہر بھگوان تاں بڑا عزت والا ہے۔" (ہاں جس قدر جلدی ہو سکے اُس کا بند و بست کرنا چاہیئے۔ ہر بھگوان تو بڑا عزت والا آدمی ہے)

مصر: "بیشک بڑی عزت والا حیا والا ہے جیکر اُس نوں کھبر لگ گئی تاں کڑی نوں جانوں مارے بگیر نہ چھڈسی۔" (ہاں بیشک بڑی عزت اور بڑے حیا والا ہے۔ اگر اُسے خبر ہو گئی تو بیٹی کو جان سے مارے بغیر نہ چھوڑے گا)

مصرانی: "ہائے ہائے جے جانوں مار چھڈیا تاں سانوں کی ملسی"؟ (ہائے ہے اگر جان سے مار دیا تو ہمیں کیا ملے گا)۔

مصر: "ناں ناں۔ میں ایس طرح آکھاں گا۔ جو او سُن کے صرف خبر گیری کرے تے اوہنوں جانوں نہ مارے راوی تے جان تھیں روکے۔ تو کھاطر جماں رکھ اپنا پھائدہ نہ چھڈاں گا۔" (نہیں نہیں میں اس طرح کہوں گا کہ صرف خبر داری کرے اور اُس کو جان سے نہ مارے۔ فقط راوی پر جانے سے روکے۔ تو خاطر جمع رکھ میں اپنا فائدہ نہ چھوڑوں گا)۔

## چُغلی اور سزا

مصرانی مصر کو دباتی رہی۔ تھوڑی دیر میں گری بھی آ گئی۔ باپ کو چار پائی پر دیکھ حیران

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوگئی - کیونکہ اُس کے گنت بیٹھتے ہوئے اُسے نہیں دیکھا تھا - اور نہ پاربتی نے اُسے بتلایا تھا۔ مصر بھی اس کی شکل دیکھ کر چُپ کا سا ہوگیا - کہ کہیں بھید نہ کھُل جائے۔ مصرانی نے آواز دیکر بیٹی کو کہا کہ "آ اپنے باپ کے ہاتھ پاؤں دباویں بازار سے تھوڑا سا دودھ لے آؤں"۔ کرپی باپ کو دبانے لگی:-

مصر: "کرپیئے اج توں پاربتی دے نال گئی سائیں"۔ (کرپی - آج تو پاربتی کے ساتھ گئی تھی)

کرپی: "نا - گھروں تاں نال ہی گئی ساں - پر راہ دے وچ ہور کڑیاں مل پیاں سن میں اُنہاں وچوں اک دے نال اگے چلی گئی ساں - پاربتی دوجیاں دے نال گلاں کردی پچھے رہ گئی سی"۔ (نہیں گھر سے تو پاربتی کے ساتھ ہی گئی تھی - مگر راستہ میں کچھ اور لڑکیاں مل گئی تھیں میں اُن میں سے ایک کے ساتھ آگے چلی گئی تھی - اور پاربتی دوسریوں کے ساتھ باتیں کرتی پیچھے رہ گئی تھی)

مصر: "پاربتی کسے منکھ دے نال گلاں کردی ہوئی ہے"؟ (پاربتی کسی آدمی سے باتیں کیا کرتی ہے)

کرپی: "کیہڑا منکھ میں تے کدے نہیں ڈٹھا"۔ (کون آدمی - میں نے تو کبھی نہیں دیکھا)

مصر: "اک بندہ آکھدا سی کہ پاربتی اک جوان ہندوستانی نال گلاں کردی ہوندی ہئے"۔ (ایک آدمی کہتا تھا کہ پاربتی ایک نوجوان خوبصورت ہندوستانی کے ساتھ باتیں کیا کرتی ہے)

یہ سُن کر کرپی کچھ جھینپی سی ہوگئی - اُسے خیال ہُوا کہ شائد مصر نے خود دیکھ لیا ہے - قریب تھا کہ سب کچھ بتا دے - مگر اُس نے اپنے تئیں سنبھالا - اور بات بنا کر یوں کہا:-

کرپی: "ناں بیو - پاربتی ایہو جہی تے نہیں - ہاں اک دو وار تھیں اک ہندوستانی جوان منڈا ساڈے پچھے پچھے کردا ہے - کل اساں اُسنوں بڑیاں گالیاں دتیاں سن - پر پاربتی نے اُس نال کوئی گل نہیں سی کیتی - پاربتی تے ڈاہڈی نیک کڑی اے - کسے نے ایویں جھوٹھ موٹھ آکھ چھڈیا ہونا ایں - ہاں گالاں بیشک کڈھیاں سن"۔ (نہیں باپ پاربتی تو ایسی نہیں ہے - ہاں دو ایک روز سے ایک ہندوستانی جوان لڑکا ہمارے پیچھے پیچھے آیا کرتا ہے - اسی واسطے کل ہم نے اس کو بہت سی گالیاں بھی دی تھیں - مگر پاربتی نے اُس کے ساتھ بالکل کوئی بات ہی نہ کی تھی - پاربتی تو بڑی اشراف لڑکی ہے - کسی نے یونہی جھوٹ کہہ دیا ہوگا ہاں گالیاں بیشک نکالی تھیں)

مصر تھا بڑا اخرانٹ - فوراً سمجھ گیا کہ کرپی اُس سے فریب کرتی ہے فوراً یہ بھی شک

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوگئی چُپ ہوگیا کہ ایسا نہ ہو۔ پاربتی کو خبر کرے اور دونو ملکر کوئی بات گھڑ لیں ۔

گھنٹہ بھر بعد مصرانی بھی اندر آئی۔ اور ایک کٹورے میں کچھ گرم سا دودھ۔ ذرا سی شکر ڈال کرلے آئی۔ اور مصر جی کو پلا دیا۔ گرم دودھ کے پینے سے مصر جی کو ہوش آیا انگڑائی لے کر کھڑا ہو گیا۔ مصرانی کہتی بھی رہی کہ رسوئی چھک کر جائیو۔ مگر وہ کچھ ایسی جلدی میں تھا۔ کہ کچھ نہ سُنا چل دیا۔ دوڑا دوڑ المگٹی بازار میں آیا۔ ہر بھگوان دکان پر بیٹھا ہوا تھا مصر کو دیکھ کر بولا:۔

ہر بھگوان: ”آؤ او مصر۔ رام رام۔ وس گھر بار سب بکھیر تے ہے۔ راجی این۔ انندایں“ (آؤ مصر جی آؤ۔ رام رام رام رام کہئے گھر باہر سب خیریت تو ہے۔ اور راضی خوشی ہو)

مصر: ”ہاں آپ دی کرپا سب انند ہے“ (ہاں آپ کی کرپا سے سب سُکھ چین ہے)

ہر بھگوان: ”دسّو اوس تھاندی بھی کچھ خبر ہے“ (بتلائیے۔ وہاں کی بھی کچھ خبر ہے)

مصر: ”کتھوندی۔ پاربتی دے سوہریاں دی“ (کہاں کی پاربتی کے سُسرال کی)

ہر بھگوان: ”آہو۔ اوسے جگہ دی“ (ہاں اُسی جگہ کی)

مصر: ”آہو۔ اجے کل اوتھوں وا اک بندہ آیا سی۔ کہندا سی۔ ہور ہور تھانواں تھیں کنّے ای ناطے آؤندے نے۔ پر مُنڈے دا پیو بالکل انکار کر دیندا ئے“ (ہاں ابھی کل ایک آدمی اس جگہ سے آیا تھا۔ کہتا تھا کہ اور اور جگھوں سے کتنے ہی ناطے آتے ہیں۔ مگر لڑکے کا باپ بالکل انکار کر دیتا ہے)

ہر بھگوان: ”اج کل کُڑیاں بہت ہو گئیاں نے۔ چنگا گھر ملنا مشکل ہے۔ تُسیں چھیتی نال جا کے رسم کر آؤ۔ ایہ نہ ہووے جو کدھر ناطہ رُک جاوے“ (مصر جی آج کل لڑکیوں کی اس قدر کثرت ہو گئی ہے۔ کہ اچھا گھر ملنا مشکل ہے آپ جلدی سے جا کر رسم کر آئیے۔ ایسا نہ ہو کہ ناطہ رُک جائے)

مصر: ”شاہ جی پہلاں اپنے گھر دا بندوبست تاں کر لو“ (شاہ جی۔ پہلے اپنے گھر کا تو بندوبست کر لو)

ہر بھگوان: ”گھر کا بندوبست کی۔ تُہاڈی دیا نال جے تُسیں ہُن چاہو تاں شادی دا بندوبست ہو سکدا ئے۔ تے ناطہ دا بندوبست تے کجھ گل ہی نہیں“ (گھر کا بندوبست کیسا آپ کی کرپا سے اگر آپ چاہیں تو اسی وقت شادی کا تدارک ہو سکتا ہے اور ناطہ کا بندوبست تو کچھ بات ہی نہیں)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مصر: "ناں-نال میں اس بندوبست دے لئی نہیں کہندا-ایہ تاں بھگواندی کرپا نال تہاڈے اگے کجھ بڑی گل نہیں-پر میں تاں گھر دے بندوبست نوں کہندا ہاں" (نہیں-تمہیں میں اس بندوبست کے واسطے آپ کو نہیں کہتا ہوں-یہ تو بھگوان کی کرپا سے آپ کے آگے کچھ بڑی بات نہیں-مگر میں تو گھر کے بندوبست کو کہہ رہا ہوں)

ہر بھگوان: "ہور کی گھر دا بندوبست کہندے ہو-بھگوان اوہ ویلا لیاوے گھر دا بھی بندوبست ہو جائے گا" (اور کیا-مکان کا بندوبست کہتے ہو-بھگوان اپنی دیا سے وہ وقت لائے-مکان کا بھی بندوبست ہو جائے گا)

مصر: "ناں شاہ جی گھر دا بندوبست نہیں-اپنی کڑی دا بندوبست کرو" (نہیں شاہ جی مکان کا بندوبست نہیں-اپنی لڑکی کا بندوبست کرو)

ہر بھگوان: "ناطے واسطے تسیں بندوبست کر آئے ہو-لیڑا-لتّا-داج سبھو کجھ تیار ہے-جد اوہ ویلا ہوسی-سب بندوبست ہو جاوے گا" (ناطہ کے واسطے آپ تجویز کر آئے ہو-کپڑا لتّا دان داج وغیرہ سب کچھ تیار ہے-اور جب وہ وقت ہوگا سب بندوبست ہو جائے گا)

مصر: "شاہ جی-اپنی کڑی دی چال چلن دا بندوبست کرو-اُس دیاں گلاں ایہو جیہا ہین-کہ جنہاں نہیں سارے جگ وچہ تہاڈی بدنامی ہووے گی" (ساہ جی-اپنی بیٹی کے چال چلن کا بندوبست کرو-اس کی باتیں ایسی ہیں کہ جن سے تمام جہان میں تمہاری رسوائی ہوگی)

پاربتی کا باپ مصر کے مُنہ سے اتنی بات سُن کر آگ بگولا ہو گیا-اور نہایت طیش میں آکر بولا:-

ہر بھگوان: "جگ ہنسائی-ایہ کی مصر جی تسیں ایہ کی کہندے ہو-اُسکر تہاڈی کُڑی بھی تاں اُساں نال ہوندی اسے" (رسوائی-سارے جہان میں رُسوائی-مصر جی تم یہ کیا کہتے ہو-آخر تمہاری لڑکی بھی تو اُس کے ساتھ ہوتی ہے)

مصر: "آہو-شاہ جی-میری لڑکی بھی نال ہوندی ہے-تدے تاں مینوں ایہ حال معلوم ہویا وے" (ہاں ساہ جی-میری لڑکی بھی ساتھ ہوتی ہے-جب ہی تو مجھے یہ حال معلوم ہوا ہے)

ہر بھگوان: "مصر جی-کری بی تہانوں آکھیا ہوسی" (مصر جی-کری نے آپ سے کہا ہوگا)

مصر: "نہیں شاہ جی-اَج سویرے میں آپے ڈٹھا سی" (نہیں ساہ جی آج صبح میں نے خود دیکھا تھا)

ہر بھگوان: "ہلا مصر جی تساں کی ڈٹھا" (اچھا مصر جی آپ نے کیا دیکھا)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مصر: "کل ایہ دونویں کڑیاں (پاربتی اور کرپی) دیر دے نال راوی تے گیاں سن۔ ایس واسطے مینوں شبہ پے گیا۔ تے اج میں سویلے ہی جس ویلے کرپی گھروں نکل پئی اُس دے پچھے پچھے ہولی ہولی حجوری باگ تیک گیا۔ اوتھے میں اپنی اکھیاں نال پرمیشر جانے انہاں اکھیاں دے نال تہاڈی کڑی نوں اک ہندوستانی دے نال گلاں کردی ڈٹھا۔" (کل یہ دونو لڑکیاں (پاربتی اور کرپی) بہت دیر سے راوی پر گئی تھیں۔ اِس واسطے مجھے شبہ ہوا چنانچہ میں آج سویرے ہی جس وقت کرپی گھر سے نکلی گھر سے چلا۔ اور اُن کے پیچھے پیچھے آہستہ آہستہ حضوری باغ پہنچا۔ وہاں جاکر میں نے اپنی آنکھوں سے بھگوان جانے اپنی ان آنکھوں سے دیکھا کہ تمہاری لڑکی ایک ہندوستانی کے ساتھ باتیں کر رہی تھی)

ہر بھگوان: "گلاں کردی سی مصر جی تساں کیوں نہ اُس ویلے نہاں مار دتا۔ بھگوان جانے میں اُسنوں جیوندا نہ چھوڑساں۔" (باتیں کرتی تھی۔ مصر جی آپ نے کیوں نہ اُس وقت اُسے وہیں مار دیا۔ بھگوان جانے میں اُسے ہرگز زندہ نہ چھوڑوں گا)

مصر: "شاہ جی۔ ایہ جان تھیں مارسٹن دا راج نہیں۔ ایہ انگریجی عملداری اے۔ پر تُسیں کجھ ہور بندوبست کرو۔" (ساہ جی یہ جان سے مار دینے کا راج نہیں ہے۔ یہ انگریزی عملداری ہے۔ مگر ہاں کچھ اور بندوبست کرو)

ہر بھگوان: "مصر جی۔ تُساں اوس ویلے کُجھ نہ آکھیا۔" (مصر جی۔ آپ نے اُس وقت کچھ نہ کہا)

مصر: "کیوں نہیں سی آکھیا۔ اوس ہندوستانی نوں کھوب جُتیاں لایاں سن۔ کڑی نس گئی سی۔ نہیں تاں مَیں اوسنوں بھی ماردا۔" (کیوں نہیں کہا تھا۔ اُس ہندوستانی کو تو خوب جوتے لگائے تھے۔ لڑکی دوڑ گئی تھی ورنہ مَیں اُسے بھی مارتا)

ہر بھگوان: "چلّو مصر جی گھر چلئے۔ پاربتی دی ماں کدے نہ منسی جے مَیں پاربتی نوں کجھ آکھساں تاں اوہ میرے نال لڑے بھڑے گی۔ آؤ میرے نال چلو تسیں اُسنوں متّ دینا۔" (آؤ مصر جی گھر چلیں۔ پاربتی کی ماں ہرگز کبھی بھی یقین نہیں کرے گی۔ اگر پاربتی کو مَیں کچھ کہوں گا۔ تو وہ مجھ سے لڑے گی۔ آؤ میرے ساتھ چلو۔ آپ اُسے سمجھانا)

ہر بھگوان اور مصر دوکان سے چلکر گھر آئے۔ پاربتی مصر کی شکل دیکھ کر کانپ اٹھی ٹھیک ویسا ہی حال تھا جیسا کہ ایک قصائی چھری ہاتھ میں لے کر غریب بکرے کے سامنے جاتا ہے اور بھیڑ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حیران اور سرگردان ہو جاتی ہے۔ بیقرار اور مضطر ہو جاتی ہے۔ مگر ظالم قصائی کے ہاتھ سے رہائی کی صورت نظر نہیں آتی ٭

ناظرین! اگر تمہاری سرشت میں خدا نے محبت کی چاشنی دی ہے تو تم پاربتی کے دل کی کیفیت کا خوب اندازہ خود ہی کر لو ٭

پیاری پاربتی۔ موہنی پاربتی کا رنگ فق ہو گیا۔ دل دھڑکنے لگا۔ ایک رنگ آتا اور ایک جاتا تھا۔ اُسے اپنی تکلیف کا خیال بہت کم تھا۔ اگر خیال تھا تو صرف شام سے نہ مل سکنے کا خیال تھا۔ وہ کہتی تھی کہ شام پیارے کے درشن بغیر میں کس طرح جی سکوں گی۔ اگر شام جی دو دن مجھ کو نہ دکھائی دیئے تو میں جیتی ہی مر جاؤں گی ٭

وہ ڈرتی تھی کہ نامراد مصر اپنی تکلیف کے سبب جو صبح کو شام کے ہاتھ سے وہ اُٹھا چکا تھا۔ میرے باپ کو شام کے برخلاف کسی مقدمہ کے اُٹھانے پر آمادہ نہ کرے۔ آخر وہ رضی برضا ہو کر خاموش ہو گئی۔ اور بڑے استقلال سے کسی نتیجہ کا انتظار کرنے لگی ٭

پاربتی کا باپ جب گھر میں داخل ہوا۔ اُس کی آنکھوں میں خون برستا تھا۔ چہرہ سُرخ تھا ماتھے پر تیوڑی کے بل پڑے ہوئے تھے۔ آواز بھاری پڑ گئی اور غصہ کے سبب وہ قریباً اپنے آپ سے باہر تھا ٭

نہایت غصہ سے اُس نے پاربتی کی ماں کو بُلایا۔ اور کہا:۔

**ہر بھگوان:** "سُن بھگوان دیئے۔ خُوب کن کھول کے سُن۔ دیکھ مصر کی کہندا اے"
(سُن بھگوان وئی سُن۔ اور خوب کان کھول کر سُن۔ دیکھ مصر جی کیا کہتے ہیں)

**بھگوان دئی:** "دسو مصر جی مہاراج۔ پھرماؤ کی حکم اے" (سُناؤ مصر جی مہاراج۔ فرماؤ کیا حکم ہے۔

**مصر:** "اپنی کُڑی دا بندوبست کرے۔ دیکھ اسیں تے اوس دا ناطہ ڈھونڈدے پھرنے ہاں تے ایہ سور آپے ہی یار لبھدی پھردی اے۔ اج سویلے میں اوہنوں اک ہندوستانی نال گلاں کردی پھڑیا اے" (دیکھو۔ اپنی بیٹی کا بندوبست کر۔ دیکھ ہم تو اُس کا ناطہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ اور یہ خود بخود ہی یار تلاش کرتی پھرتی ہے۔ آج بڑی سویرے میں نے اس کو ایک ہندوستانی سے باتیں کرتے پکڑا ہے)

پاربتی کی ماں غصّے کے مارے کانپنے لگی۔ اگر اُس کا خاوند موجود نہ ہوتا تو وہ ضرور مصر جی کا مُنہ نوچ لیتی۔ اُس نے غصہ کی آواز سے کہا:۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھگوانڈئی:- "مصر جے رام۔ رام دا ناں لو کے اشرافاں دیاں دھیاں تے ایہ جیہے الزام لانے چنگے نہیں۔ آکھر تیری دھی بھی تاں میری کُڑی دے نال جاندی ہوندی اسے۔ اوس کوئی یار تلاش کیتا ہوسی۔ اوہ دے یار میری کُڑی نوں کیوں سونپ نائیں؟" (مصر جے رام رام کا نام لے رام کا۔ اشرافوں کی لڑکیوں پر ایسے الزام لگانے اچھے نہیں۔ آخر تمہاری بھی تو بیٹی ہے۔ میری لڑکی کو تو تمہاری لڑکی لے جایا کرتی ہے۔ اُس نے کوئی یار تلاش کیا ہوگا۔ اس کے یار میری بیٹی کو کیوں سپرد کرتے ہو)

پاربتی کی ماں نے مصر پر ایسی جھاڑ ڈالی۔ کہ اگر شرم والا ہوتا تو وہیں مر رہتا۔ مگر جے رام کو تو شرم چھو بھی نہیں گئی تھی۔ نہایت بے شرمی سے بولا:-

مصر جے رام:- "لو ویکھو۔ شاہ جی اُو ہو گل ہوئی جیہڑی تُسیں کہندے ساؤ۔ پاربتی دی ماں نوں یقین نہیں جے آوندا" (لو دیکھو۔ ساہ جی۔ وہی بات ہوئی۔ جو تم کہتے تھے۔ کہ پاربتی کی ماں بالکل یقین نہ کرے گی)

ہر بھگوان پہلے ہی سے آگ بگولا ہو رہا تھا۔ مثل مشہور ہے "اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ" مصر کی بات سن کر بالکل آپے سے باہر ہو گیا۔ ایک لکڑی پاس پڑی تھی۔ اٹھالی اور اناپ شناپ بھگوانڈئی کو مارنا شروع کیا۔

ہر بھگوان:- "حرامدی کنجریئے۔ توں ایں ہی میری کُڑی نوں چھنال بنایا اے۔ تے توں ای میری عجت برباد کردتی اے۔ کھلو۔ جانی کتھے ایں۔ ویکھ میں اج تیرا پاپ کڈھناں ہاں" (حرامزادی بیسوا۔ تو نے ہی میری لڑکی کو چھنال بنایا ہے۔ اور تو نے ہی میری عزت برباد کر ڈالی ہے۔ ٹھیر جا جاتی کہاں ہے۔ دیکھ میں آج تیرا پاپ نکالتا ہوں)

بھگوانڈئی بڑے استقلال سے لکڑیاں کھا کر روتی جاتی تھی۔ اور مصر کو بے شمار گالیاں دیکر کہہ رہی تھی:-

بھگوانڈئی:- "وے مصر تینوں بھگوانڈی کار۔ وے مصر تیری جڑھ پٹی جائے۔ تیرے دادے دی داہڑی وچہ ہگیا" (اے مصر تجھے بھگوان کی مار۔ اے مصر بھگوان تیری بیخ کنی کرے۔ تیرے دادے کی ڈاڑھی میں ہگوں)

ماں کے رونے کی آواز سن کر پاربتی دوڑتی ہوئی اُس کے پاس آئی اور ماں کو پٹتا دیکھ زار و قطار رونے لگی۔ ہر بھگوان نے بھگوانڈئی کو چھوڑا اور پاربتی پر لکڑی لے کر آیا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہر بھگوان: "حرامدی چھنال۔ توں میری عزت گال دتی اے۔ نویں نویں یار ڈھونڈن لگیوں ہاں تینوں ہندوستانی پسند آوندے نے۔ ویکھ تیرا عشق ہُن کڈھناہاں" (حرامزادی چھنڈال تو نے میری عزت برباد کر ڈالی ہے۔ نئے نئے یار تلاش کرنے لگی ہے۔ ہاں تجھ ہندوستانی بہت پسند آتے ہیں۔ ویکھ تیرا عشق اب میں نکالتا ہوں)

بیچاری پاربتی۔ سوہنی پاربتی مثل تصویر حیران رہ گئی۔ بے رحم باپ نے اُسے اس قدر مارا کہ بیہوش ہوکر گر پڑی۔ سنگدل باپ نے ذرا نہ بچایا۔ بھگوانڈی بیٹی پر آن گری +

بھگوانڈی: "پہلاں مینوں مار سٹ۔ پچھوں اسنوں ماریں" (پہلے مجھے مار ڈال پیچھے اس کو مار لو)

اگر بھگوانڈی اس طرح نہ کرتی تو ہر بھگوان پیاری پاربتی کو ضرور مار ڈالتا +

ہر بھگوان نے جورو کو مار کر ایک طرف ہٹایا۔ بیٹی کے ہاتھ پاؤں باندھے اور سسکتی ہوئی کو ایک کوٹھڑی میں ڈال دیا۔ اور ایک لاہوری تالا باہر سے کوٹھڑی کو لگا کر کنجی خود لے لی + رونے پیٹنے کی آواز سے تمام محلہ میں شور مچ گیا۔ لوگ گھروں سے دوڑے دوڑے نکلے۔ مگر ہر بھگوان نے گھر کی اندر سے کنڈی لگا رکھی تھی۔ لوگوں نے باہر سے آوازیں دینی شروع کردیں

مصر: "شاہ جی ہُن بس کرو۔ شاہ جی ہُن بڑی بہادری نہ دکھالو۔ شاہ جی ہُن اپنے گُصّے دی تلوار میان کرو۔ شاہ جی تہاڈی سپاہ گری ویکھ لئی اے۔ باہر آؤ پلیس آگئی اے" (شاہ جی اب بس کرو۔ شاہ جی اب اتنی جوانمردی نہ دکھاؤ۔ شاہ جی اب اپنے غصّے کی تلوار میان کرو۔ شاہ جی اب تمہاری سپاہ گری دیکھ لی ہے۔ باہر آؤ پولیس آگئی ہے) +

ہر بھگوان گھر سے باہر نکلا۔ لوگوں نے ہرچند سبب پوچھا مگر اُس نے اوٹ پٹانگ باتیں بتا دیئے۔ لوگ سمجھا بجھا کر اُسے دکان پر لے گئے۔ مصر مردود۔ خوش خوش کامیاب اپنی جورو کے پاس روانہ ہُوا +

## جُستجو

ہمارا بہادر شام مصر کو خاک پھانکا کر گھر کی طرف روانہ ہُوا۔ گو راہ میں وہ خوف زدہ ہو کر گذرا مگر جس وقت اپنے مکان میں داخل ہوگیا مصر کی طرف سے مطمئن تھا۔ اُس نے بہت جلد اپنے کپڑے بدل ڈالے اور لیس دار گول ٹوپی اتار کر پگڑی باندھ لی +

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کالج کا وقت ہوا۔ اور ہمارا ہیرو اپنی ڈیوٹی اور لکچروں میں ہمہ تن مصروف ہو گیا۔ بے شک ظاہر بین آدمی اُس کی نسبت یہی کہہ سکتا تھا۔ کہ وہ اپنی تعلیم میں دل و جان سے مشغول ہے مگر ناظرین اگر تم نے کبھی دل لگایا ہے۔ اگر سچی اور پاک محبت کے بیج نے تمہاری طبیعتوں میں جڑ پکڑی ہے۔ تو تم شام نرائن کی حالت کا اندازہ بخوبی کر سکو گے۔ گو ظاہر میں وہ اپنے تئیں بہت بناتا تھا۔ مگر درحقیقت وہ بالکل بےچین تھا۔ وہ ہر وقت کچھ نہ کچھ سوچتا معلوم ہوتا تھا کبھی کبھی بیٹھے بیٹھے اچھل پڑتا۔ اکثر پھریاں لیتا۔ کالج کا وقت تو گذار آیا۔ گھر آیا تو یار دل نے کنّا لیا تھا آدمی ظرف والا۔ یاروں کو بتا بتا یا۔ رات کو لمپ جگا کر کچھ پڑھنے لگا۔ مگر پڑھنا کیا تھا۔ یاروں کو فریب دینا تھا۔ اُسی وقت جمائیاں آنے لگیں۔ انگڑائیاں لینے لگا۔ آخر کتاب سے مُنہ ڈھانپ کر کُرسی پر سو گیا۔ دراصل وہ سوچ رہا تھا کہ کل کس طرح پاربتی سے ملاقات کرے۔ کبھی کہتا مصر کم بخت نے پاربتی کے باپ سے نہ کہہ دیا ہو۔ کبھی کہتا مصر اپنے ساتھ اپنے حمایتی نہ لایا ہو۔ کبھی کہتا پیاری پاربتی دیکھیں کل ملتی بھی ہے یا نہیں۔ ان خیالات میں وہ غرق تھا۔ کہ اُسے نیند آ گئی ❊

عشق بھی ایک ایسا مسمریزم ہے۔ جس کا ثانی دنیا میں نہیں عاشق حقیقی کو اگر ہم ملہم کہیں تو بیجا نہیں۔ عاشقِ صادق اگر عاشق الٰہی ہے۔ تو خدا کے سب راز اس پر عیاں ہو جاتے ہیں اور اگر عاشق انسان ہے تو اپنے معشوق کے حالات سے ضرور واقف ہوتا ہے ❊

شام نرائن کی جونہی آنکھ لگی۔ کیا دیکھتا ہے کہ مصر پاربتی کے باپ کو لے کر اُس کے گھر گیا ہے۔ پاربتی کے باپ نے اُس کی محبوبہ کے مار مار کر ہاتھ پاؤں توڑ دیئے ہیں۔ اور اُس کی مُشکیں باندھ کر ایک تاریک کوٹھڑی میں ڈال دیا ہے۔ پیاری پاربتی درد کی حالت میں شام کا وظیفہ جپ رہی ہے۔ اور کہتی ہے کہ شامی پیارے تم کو کیا خبر کہ تمہاری چہیری پاربتی پر کیا بیت رہی ہے۔ تم صبح کو حسب معمول باغ میں آؤ گے۔ پیارے ہوشیار ہو کر آنا ہے۔ بے رحم۔ بے ایمانوں سے بچنا۔ میں یقیناً تم کو نہ ملوں گی۔ ظالموں کے پھندے میں پھنس گئی ہوں۔ یہ نہ سمجھنا کہ تم کو بھول گئی۔ پیارے زیست کی کوئی امید نہیں۔ اگر جیتی رہی تو تم سے ضرور مل جاؤں گی۔ اور اگر مر گئی تو پیارے تم سلامت رہنا مجھ کو کبھی بھول کر بھی یاد نہ کرنا۔ ہاں بھگوان کے لئے میرا کہا سُنا معاف کرو ❊

یہ دردناک خواب دیکھتے ہی شام نرائن چونک پڑا۔ لمپ بڑھا، مردہ سی شکل بنا کر چارپائی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پر جا لیٹا۔ وہ اپنی خواب پر غور کرتا تو بے چین ہو جاتا تھا کہ میرا خواب کبھی سچا نکلا تھا۔ ضرور پیاری پاربتی پر آفت نازل ہوئی ہوگی۔ ضرور صبح کو دس بیس گنڈے مجھ سے بدلہ لینے آویں گے۔ ہائے پاربتی۔ جانی پاربتی۔ پیاری پاربتی۔ میں کس طرح تم کو اس عذاب سے نجات دلواؤں۔ یہ سب کچھ تم پر میرے سبب سے ہی گذرا اور گذر رہا ہے ؂

اب شام نرائن کو یہ فکر ہوا کہ صبح کو باغ کس طرح جائے۔ ممکن ہے کہ اس کا خواب جھوٹا ہو صرف وہم و خیال ہو۔ اور پیاری پاربتی باغ میں ملے۔ پس اس نے ایک تدبیر سوچی اور مطمئن ہو کر سو گیا مگر ؎

جس کا دل لبوں میں ہو۔ اسکو کب آتی ہے نیند
کروٹیں لیتے ہی لیتے صاف اڑ جاتی ہے نیند

تھوڑی دیر میں پھر جاگ اٹھا۔ یار لوگ سوئے پڑے تھے۔ گھڑی دیکھی بارہ بج چکے تھے پھر لیٹ گیا کروٹیں بدلتا رہا۔ اور کہتا رہا ؂

کل شب وصل میں کیا جلد بجے تھیں گھڑیال
آج کیا مر گئے گھڑیال بجانے والے

جوں توں کر کے تین بجے ہمارا ہیرو اٹھا۔ چپکے سے صندوق کھولا۔ ایک انگریزی جوڑہ نکالا پتلون واسکٹ پہنی۔ کالر اور نکٹائی کو درست کیا۔ صندوق سے ایک پوڈر نکال منہ پہ ملی۔ شیشہ دیکھا خوب خوش ہوا۔ آہا۔ اب تو گنڈوں کی خوب خبر لوں گا۔ ایک انگریزی ہیٹ سر پر دھری چھڑی ہاتھ میں لی۔ رائڈنگ بوٹ پہن چپکے سے گھر سے نکلا۔ اور رپ رپ کرتا باغ کی طرف چلا تھا۔ قدرتی نقش و نگار چہرہ مہرہ کا درست تھا۔ رنگ آگے ہی سفید تھا پوڈر ملی۔ انگریزی لباس پہن خاصہ یورپین بن گیا۔ راستہ میں جس نے دیکھا جھک کر سلام کیا پولیس کے سپاہی چوکنے ہو گئے۔ کسی نے سمجھا ڈپٹی کمشنر بہادر شب گشت فرما رہے ہیں کسی نے کہا پولیس کے کپتان صاحب ہیں۔ لوگوں میں قیل و قال ہونے لگا۔

ہمارا شام سیدھا حضوری باغ پہنچا۔ موقع پر پہنچ کر ٹہلنے لگا۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا تھا۔ کہ کہیں پیاری پاربتی دکھائی دیں۔ تھوڑی دیر میں اس نے پانچ چھ آدمی اس طرف آتے دیکھے۔ ڈٹ کر کھڑا ہو گیا۔ پاس آئے تو دیکھا تو جے رام مصر اور پانچ گنڈے اس کے ساتھ ہیں۔ اور سب کے ہاتھ میں لکڑیاں ہیں۔ اور کچھ باتیں کر رہے ہیں۔ واقعی وہ شام کو مارنے آئے تھے۔ مگر ایک انگریز کو وہاں ٹہلتا دیکھ کر بڑے حیران ہوئے۔ جھک کر سلام کیا اور کنی کترا کر جانے لگے ؂

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شام :۔ "ول ٹم کون لوگ ہے؟"

مصر:۔ "حجور اسیں ہندو لوگ ہاں۔ دریا تے نہاون چلّے ہاں"۔ (حضور ہم ہندو لوگ ہیں۔ دریا پر نہانے چلے ہیں)

شام :۔ "ہاں۔ ڈریا جاتا ہے۔ وَل ہم کو رپورٹ ہُوا۔ کہ کل اس جگہ کھون (خون) ہُوا۔ ٹم بٹا سکتا ہے؟"

مصر :۔ "نہیں حجور ہم کجھ نہیں جاندا"۔ (نہیں حضور ہم کچھ نہیں جانتا) ۔

شام :۔ "او بوڈیول۔ کالا آدمی۔ ٹروج (روز) ٹم اس ٹرف (طرف) آتا ہے۔ اور چھپاتا ہے"۔

مصر:۔ "نہیں حجور کل ہم اس پاسے بالکل نہیں آیا"۔ (نہیں حضور۔ کل ہم اس طرف بالکل نہیں آئے)۔

شام :۔ "پولس بڑا کھراب۔ بڈماش۔ وڈی کھاتا ہے۔ ہم کو بٹاتا ہے مجرم کا پتہ نہیں۔ اور ٹم لوگ کو نہیں پکڑتا"۔ (پولیس بڑا خراب۔ بدمعاش۔ رشوت کھاتا ہے۔ ہم کو بتاتا ہے کہ مجرم کا پتہ نہیں اور تم لوگوں کو نہیں پکڑتا) ۔

سب ہندو مل کر:۔ "نہیں حجور نہیں۔ اسیں مجرم بالکل نہیں"۔ (نہیں حضور نہیں ہم مجرم بالکل نہیں)

شام :۔ "ول ڈیکھو یہاں کوئی پولس مَین ہے؟" (ول دیکھو یہاں کوئی پولیس کا آدمی ہے)۔

ہندو:۔ "اچھا حجور ہُنے ویکھنے ہاں"۔ (اچھا حضور ابھی دیکھتے ہیں)

جے رام مصر اور باقی گنڈے سپاہی کو دیکھنے کے بہانہ سے شام کے سامنے سے ٹل گئے۔ اور جب دروازہ کے باہر نکلے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے ۔

شام نے اُنکو بھاگتے ہوئے دیکھا اور خوب کھل کھلا کر ہنسا۔ تھوڑی دیر بعد کرپی اُدھر سے گذری وہ کچھ ایسی ڈری ہوئی تھی۔ کہ اُس نے مطلق اُس طرف منہ کر کے بھی نہ دیکھا۔

شام چکّر لگا کر کرپی کے سامنے آیا۔ کرپی اُس کی شکل دیکھ کر ڈر گئی۔ مگر وہ ہائے ہائے کرتی ہوئی بھاگ گئی۔ ہر چند شام نے کرپی کرپی کہہ کر پکارا۔ مگر وہ ہائے ہائے کرتی ہوئی بھاگتی رہی۔ شام نے دیکھا کہ کالج کا وقت نزدیک آگیا ہے۔ وہ کالج کی طرف روانہ ہُوا۔ ایک واقف کی دوکان پر انگریزی ٹوپی اُتار کر رکھ دی۔ اور جیب سے ترکی ٹوپی نکال پہن لی۔ اور اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ بہت مایوس تھا کہ پیاری پاربتی کا کچھ پتہ نہ لگا۔

اور انگریزی لباس کی تعریف کرتا۔ مگر ساتھ ہی اُس کے یہ بھی کہتا۔ کہ بعض موقعہ اس سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کام خراب بھی ہو جاتا ہے ہائے اگر یہ لباس نہ ہوتا تو آج پاربتی کا حال معلوم ہو جاتا۔
اُس نے جُوں توُں کر کے دن کاٹا۔ شام کے وقت وہ اپنے دھوبی کے پاس گیا۔ پھٹا کرتہ۔ ایک تہ بند۔ میلی سی پگڑی باندھ۔ ایک لکڑی ہاتھ میں لے چونے منڈی کی طرف چلا ........

جب پاربتی کے مکان کے نزدیک پُہنچا۔ تو نہایت دردناک آواز سے چلانے لگا:۔

"مسافر ہوں۔ پردیسی ہوں۔ کل سے بھوکا ہوں"؟

شام پاربتی کے مکان سے بخوبی واقف نہ تھا۔ گو بہت کچھ پتہ جانتا تھا۔ آواز لگانے سے اُس کا مطلب یہ تھا۔ کہ کہیں پاربتی اُس کے آواز کو پہچان لے۔ اور فقیر کو بھیک ڈالنے کے بہانہ سے باہر نکلے۔ مگر یہ سب کچھ اُس کا خیال ہی تھا۔ اگرچہ پاربتی کو کچھ شک بھی ہُوا۔ مگر وہ بے بس تھی۔ ہاتھ پاؤں ٹوٹے ہوئے تھے۔ دو دن سے کچھ کھایا پیا نہیں تھا۔ کوٹھڑی میں بند تھی۔ اور پر قفل لگا ہُوا تھا۔ شام ایک دروازے پر کھڑا ہو کر چیختا رہا۔ اندر سے کسی نے جواب نہ دیا۔ دو عورتیں گلی میں سے گذریں شام کو دیکھ کر ایک عورت بولی:۔

عورت: "بھائی کسی ہور بوہے تے جاکے منگ۔ اِنہاندے تاں دو تِناں دِناں تھیں پرلو پے گئی ئے"
(بھائی کسی اور دروازے پر جاکر سوال کر۔ اِن کے ہاں تو اب دو تین روز سے قیامت ہو رہی ہے)

دوسری عورت: "کیوں اِنہاندے گھر کی ہویا وے"؟ (کیوں ان کے گھر کیا ہُوا ہے)؟

پہلی: "نی کل ساری گلی وچہ شور پیا ہویا سی۔ ہر بھگوان نے وچاری بھگواندئی نوں ماریا اے۔ پھر کنیاں پاربتی نوں اجیہا ماریا سو جو نمانی دی ہڈیاں پسلیاں بھن چھڈیاں سو" (اری کل سارے محلہ میں شور مچا ہُوا تھا۔ کہ ہر بھگوان نے بیچاری بھگواندئی کو بڑا مارا ہے۔ اور پھر کنواری پاربتی کو ایسا مارا کہ اُس بیچاری کی تمام ہڈیاں تک توڑ ڈالی ہیں) ؛

دوسری: "ہے ہے نی ایہ ہر بھگوان نوں کی بنی"؟ (کیوں۔ یہ ہر بھگوان کو کیا سوجھی)؟

پہلی: "سُنیاں ہے دھی ماندے نال لڑدی ہوندی سی۔ پیو نے کئی واری موڑیا۔ آخر لاچار ہو کے کل اُس نے دوہاں ماںواں دھیاں نوں ماریا۔ انہاندے گھر دی چوہڑی آکھدی سی۔ کُڑی نوں پیو نے کوٹھڑی دے اندر بند کر چھڈیا ہے۔ تے کُڑی نے کل تھیں کجھ کھادا پیتا بھی نہیں"۔ (سُنا ہے کہ بیٹی ماں سے لڑا کرتی تھی۔ لڑکی کے باپ نے کئی دفعہ منع کیا۔ آخر کل اُس نے لاچار ہو کر دونو ماں بیٹی کو مارا۔ ان کے ہاں کی چوہڑی کہتی تھی کہ لڑکی (پاربتی) کو باپ نے ایک کوٹھڑی میں بند کر چھوڑا ہے۔ اور اُس نے کل سے کچھ کھایا پیا بھی نہیں)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دوسری: "ہے ہے نی ہر بھگوان بڑا جالم ہے۔ اڑیئے محلّہ والیاں نے اوہنوں نہ ہٹکیا!" (او ہو۔ ہر بھگوان بڑا ظالم ہے۔ اے ہے اری محلّہ والوں نے بھی اُس کو نہیں روکا) ‌:۔

پہلی: "ناں نی! اوس نے اندر دل گھر دا کنڈا مار رکھیا سی۔" (نہیں اری۔ اُس نے اندر سے مکان کا کنڈا لگا رکھا تھا) ‌:۔

شام بڑی غور سے ان عورتوں کی باتیں سُن رہا تھا جب اُس نے سُنا کہ پاربتی کو اُس کے باپ نے ایسا مارا کہ اُس کے ہاتھ پیر توڑ دیئے اور اُسے کوٹھڑی میں باہر سے قفل لگا کر بند رکھا ہے۔ تو وہ قریباً بیہوش ہو گیا۔ آخر اپنے تئیں اُس نے سنبھالا۔ اُسے یاد آیا۔ کہ پاربتی نے کہا تھا کہ میرے گھر کی چوہڑی سے میرا پتہ لیجیو ‌:۔

یا الٰہی اس گھر کی مہترانی کہاں رہتی ہے۔ کدھر جا کر دیکھوں۔ دو ایک آدمیوں سے پوچھا بھی کسی نے جواب نہ دیا۔ قریب دس بجے گھر آیا۔ یار حیران تھے کہ شام کو کیا ہو گیا ہے۔ ہر چند اُس سے پوچھتے تھے۔ مگر وہ جواب نہ دیتا تھا ‌:۔

شام خیالات میں غرق پلنگ پر لیٹا۔ وہ کہتا تھا کہ میرا خواب چھوٹا تھوڑا ہی تھا۔ ہائے میری جان پاربتی۔ تم پر کیا کیا بیتی ہائے تم مجھ سے اب کیونکر ملو گی۔ تمہارے کارن میں نے تو بھیس بھی بدلے۔ ہائے پیاری ہر وقت تم میری نظروں میں ہو۔ میری موہنی۔ میرے سبب سے تم کو بڑا دُکھ پہنچا ‌:۔

جس دن شام کی اول ملاقات ہوئی تھی۔ اتوار کا دن تھا۔ سوموار منگل کے دن اُن کی گہری ملاقاتیں ہوئیں۔ بُدھ کے روز شام نے بھیس بدلے۔ اور جمعرات۔ جمعہ۔ سینچر کو وہ بہت تلاش کرتا رہا۔ مہترانی کا کچھ پتہ نہ لگا ‌:۔

سینچر کی شام کو اُس نے سوچا کہ کل اتوار ہے۔ کالج سے فرصت ہے صبح سے پاربتی کے محلہ میں جا بیٹھا۔ کوئی چوہڑی آتی جاتی دکھائی دے۔ تو اُس سے پوچھوں۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی وہ چہرے منڈی پہنچا۔ گلی میں ایک جگہ چھپ رہا ‌:۔

قریب سات بجے اُسے ایک چوہڑی دکھائی دی۔ شام اُس کے پاس گیا۔ اول ایک روپیہ اُسے دیا۔ اور پوچھا:۔

شام: "بے مہترانی تمہیں خبر ہے۔ ہر بھگوان کوئی ساہوکار اس محلہ میں رہتا ہے؟"

چوہڑی: "ہاں میاں۔ رہندا ئے۔ ایس سامنے والے مکان وچ۔" (ہاں میاں رہتا ہے اس سامنے والے مکان میں)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شام: "اُس کے کتنے بچے ہیں؟"

چوہڑی: "کتنے بچے کیا؟ بس اُس کی کڑی تھی۔ سو وہ بھی ......"

شام: "ہاں وہی ساہوکار جس کی ایک لڑکی ہے۔ بے مہترانی تم کچھ بات چھپا سی گئیں۔ اُس لڑکی کو کیا ہوا؟"

چوہڑی: "لالہ ہونا کی سی۔ چار دہاڑے ہوئے۔ نمانی نوں پیو نے ڈاہڈا ماریا۔ تے پھر کھان پین نوں کجھ نہ دتا۔ اج وڈے ویلے وچاری مر گئی لے۔" (لالہ ہونا کیا تھا۔ چار روز ہوئے باپ نے بیچاری کو بُرا مارا۔ اور پھر کھانے پینے کو کچھ نہ دیا۔ آج بڑی سویرے بیچاری مر گئی ہے)

شام (اپنے تئیں بہت سنبھال کر): ۔ "اوہو۔ تجھے تو ساہ جی سے کچھ روپیہ لینے تھے۔ مگر تم نے تو بڑے غم کی بات سنائی۔"

چوہڑی: "ہاں حجور گھر دی ہی گل ہے۔ جوان کڑی ویکھن دے لائق۔ وچاری دا ابھے ویاہ وی نہیں ہویا سی۔ میں جانتی ہاں کھبرے ہر بھگوان اج تہانوں نہیں مِل سکدا۔" (ہاں حضور غم کی بات ہے جوان لڑکی دیکھنے کے قابل تھی۔ کمبخت بیچاری کی ابھی شادی بھی نہیں ہوئی تھی میں جانتی ہوں شاید ہر بھگوان آج تم سے نہیں مِل سکے گا۔)

شام: "بے مہترانی۔ ساہ جی اور اُن کی عورت کو بیٹی کے مرنے کا رنج نہیں۔"

چوہڑی: "لالہ کیوں نہیں اُس دی ماں تاں ایہو کہندی ہے۔ میں تھانے جانی ہاں میری دھی نوں مار مار بھکھی رکھ رکھ۔ زہر کھوا کے مار سٹیا سو۔ لالہ اُس دے سامنے ہتھ بنھدائے تے آکھدائے الیشر دے واسطے میری عجت رکھ لے۔" (لالہ کیوں نہیں۔ اُس کی ماں تو یہی کہتی ہے کہ میں تھانہ میں جاتی ہوں۔ میری بیٹی کو مار مار۔ فاقہ دے دے کر اور زہر کھلا کر مار ڈالا ہے۔ اب لالہ اُس کے آگے ہاتھ باندھ رہا ہے۔ اور کہتا ہے کہ بھگوان کے لئے میری عزت رکھ لے)

شام: "ساہ جی کب تک فارغ ہو جائیں گے؟"

چوہڑی: "ابھے تاں اُنہاں نے کڑی دے مرن دی تلاع بھی نہیں کیتی۔ صلاح کر رہے ہین کہ اوہدے مرن دی کھبر شام ویلے دیئے تے اُس دے بعد نوں مڑھیاں لیجائیکے انھیرے انھیرے پھوک ساڑ آویئے۔" (ابھی تو اُنہوں نے لڑکی کے مرنے کی اطلاع بھی نہیں دی۔ شائد تجویز کر رہے ہیں کہ شام کے وقت اُسکے مرنے کی خبر دیں۔ اور رات کے وقت اس کی لاش کو مرگھٹ لیجائیں اور اندھیرے اندھیرے ساڑ پھونک کر فارغ ہو جائیں۔)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شام :۔ "اچھا بی مہترانی اب ساہ جی سے کل ملیں گے"۔

شام نے جب مہترانی کے مُنہ سے سنا کہ پاربتی مرگئی ہے۔ وہ غش کھا جانے کو تھا کہ اس نے اپنے تئیں سنبھالا۔ چوہڑی سے بھید لیکر وہ شہر کے باہر آیا اور حضرت شاہ محمد غوث صاحب قدس سرہٗ کے مزار مبارک پر گیا۔ اور نہایت عاجزی اور زاری سے یوں دعا مانگی:۔

"یا غوث الثقلین حضور کو خوب معلوم ہے کہ مجھ کو پاربتی پیاری سے پاک محبت ہے پاک محبت۔ بالکل پاک۔ ذرا بھی ناپاکی کا دھبہ نہیں۔ میں اُس کو اپنے رواج کے موافق اپنی زوجہ بنانا چاہتا تھا۔ زوجہ نہیں اپنی انیس و غمگسار۔ دمساز۔ رفیق جلیس دلفگار"۔

"یا غوث ظالموں نے پیاری پاربتی پر ہی نہیں بلکہ مجھ پر بھی سخت ظلم کیا ہے۔ میری جان کو مار ڈالا ہے۔ مجھ کو بے جان بنا دیا ہے۔ میرا مال و متاع سب چھین لیا ہے۔ مجھ کو بے خانماں کر دیا ہے یا حضرت میری جان کو مجھے واپس دیجئے۔ اگر یہ نہ ہو تو آخری دیدار تو دکھا دیجئے۔ یا پیر ظالموں کو تباہ و برباد کیجئے۔ ظلم کا مزہ چکھا دیجئے"۔

شام نرائن اگرچہ ذات کا ہندو اور انگریزی خوان تھا۔ اور اس پر طرہ یہ کہ میڈیکل کالج کا پڑھنے والا۔

مگر وہ کچھ ایسی صاف دلی اور درد سے مزار مبارک مقدس پر رویا کہ روتے روتے بیہوش ہو گیا۔

آدھ گھنٹہ کے بعد وہ وہاں سے اُٹھا۔ کنوئیں کا ٹھنڈا پانی پیا۔ ہاتھ مُنہ دھویا اور اپنی طرف غور کیا تو معلوم ہُوا کہ دل میں استقلال ہے اضطراب بالکل دور ہو گیا ہے۔ دل میں کہنے لگا:۔

اچھا پیاری محبوبہ کا آخری دیدار ہو یا نہ ہو۔ اس خون کا بدلہ لئے بغیر ظالموں سے ہرگز نہ رہوں گا۔ ہاں ظالم مارا گیا تھوڑا تھا جو زہر بھی دیدیا۔ ظالم مصر، شیطان مصر۔ یہ سب کچھ تیری کارستانی ہے۔ اچھا اگر جیلخانہ کے سامنے پھانسی نہ دلواؤں۔ تو چھتری کا پوت نہیں۔

وہ مستقل مزاج ہو کر اُٹھ بیٹھا۔ اور انارکلی میں مرزا جبار بیگ خفیہ پولیس کے انسپکٹر کے پاس پہنچا۔ یہ مرزا صاحب دہلی کے رہنے والے تھے۔ خود بھی نوجوان تھے۔ اور اپنے وطن کے نوجوان تعلیم یافتہ لوگوں سے انہیں کمال محبت تھی۔ وہ اپنے کام میں بہت محنت کرتے تھے۔ کئی دفعہ مرتے مرتے بچے۔ مگر سرکاری کام میں اُنھوں نے جان کی بھی پرواہ نہ کی۔

مرزا صاحب:۔ "آیئے آیئے لالہ جی کیسے آنا ہُوا"؟

شام "(شام آنکھوں میں آنسو بھر کر) آپ کو ایک تکلیف دینے آیا ہوں"۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مرزا: "تکلیف مت پروا کرو۔ جلد کہو خیر تو ہے۔ تم روتے کیوں ہو؟"

شام: "جناب خیر نہیں۔ اگر مدد کرو تو بیان کروں۔"

مرزا: "شام نرائن۔ مت خیال کرو۔ کہ میں مسلمان ہوں۔ بخدا تم کو اپنا بھائی سمجھتا ہوں۔ تم میرے وطن کے لائق جوان ہو۔ دہلی کا نام تم لوگوں سے ہے۔ قسم پیدا کنندہ کی۔ اگر جان مانگو تو حاضر ہے اور اگر مال درکار ہے تو جلد کہو۔ کیا چاہیئے۔"

شام: "خدا آپ کو خوش رکھے۔ میں آپ کو اپنا بزرگ سمجھتا ہوں۔ آپ کی جان آپکو مبارک رہے مال آپکو آپ کا سلامت۔ میں صرف آپکے عہدہ کی طرف سے تھوڑی سی مدد مانگتا ہوں۔"

مرزا: "او۔ مائی ڈیر۔ مت رنجیدہ ہو۔ جلد کہو۔ کیا کام ہے۔ اس میں تکلیف کیا۔ یہ تو میرا فرض منصبی ہے۔ میں تو اُلٹا آپ کا ممنون ہوں گا۔"

شام: "آپ کو تکلیف ہوگی۔ کچھ جستجو فرمانی پڑے گی۔"

مرزا: "نہیں کچھ تکلیف نہیں۔ کیا کہیں ہزار پانسو آدمیوں سے مقابلہ ہے؟"

شام: "نہیں جناب نہیں جناب۔"

مرزا صاحب نے فوراً اُٹھکر باناتی تمنچہ کمر میں ٹھونسا۔ اور پیش قبض آگے اڑس لی۔ اور فرمانے لگے:۔

مرزا: "شام جلدی بولو جلدی۔ میں بالکل تیار ہوں۔"

شام: "حضرت آپ اس قدر نہ گھبرائیے۔ کوئی ایسا بڑا معاملہ نہیں۔"

مرزا: "مرد خدا۔ پھر کچھ مُنہ سے بھی نکالے گا یا نہیں۔"

شام نے روکر اپنا قصہ یوں بیان کرنا شروع کیا:۔

شام: "حضرت مرزا صاحب۔ پچھلے اتوار کو علے الصباح میں دریائے راوی پر جا رہا تھا۔ رستہ میں تقدیراً ایک ماہرو سے دوچار ہو گیا۔ عشق کا تیر کلیجہ سے پار ہو گیا۔ وہ میری اور میں اُس کا دل دادہ ہُوا باہم شادی کا اقرار ہُوا۔

دوسرے دن راز و نیاز کی باتوں میں ایک مصر نے ہمیں پکڑا۔ اس شیطان کو میں نے اس کی پگڑی سے ہی خوب سا جکڑ کر مٹی میں رگڑا۔

مصر نے اس کے باپ کو جا بتلایا۔ اور اس نے میری محبوبہ کو از بس پٹوا کر ایک کوٹھڑی میں بند کر کے باہر سے تالا لگا دیا۔ اور دو تین روز تک کھانا پینا مطلق بند کرا کے اخیر زہر کھلا دیا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہائے مرزاجی۔ ہائے مرزاجی۔ آج میری پیاری جانِ جہان سے سفر کرکے ہمیشہ کیلیئے داغ مفارقت سے میرا کلیجہ کو چیر گئی ہے۔ مرزاجی وہ میری معشوقہ تھی بالکل پاک۔ بدنیتی کا مطلق خیال نہ تھا۔ ہائے میں اب کس طرح زندگی بسر کرسکوں گا۔ جب تک ظالموں کا دودھ چلو لہو نہ پی لوں۔"

مرزا:۔"بس کرو ڈیر شام بس کرو۔ زیادہ نہ گھبراؤ۔ اگرچہ بے سوچے سمجھے کسی کی عزت میں ہاتھ ڈالنا مشکل ہے۔ مگر تمہارے واسطے میں سب کچھ کروں گا۔ اسی وقت ڈپٹی انسپکٹر کو بلاتا ہوں۔ تمہاری محبوبہ کی لاش تم کو دکھاتا ہوں۔ اور ہسپتال میں بھجواتا ہوں۔"

شام:۔"نہیں مرزاجی ابھی نہیں۔ ظالم پولیس والوں سے مل جاویں گے۔ رشوت دیدینگے ڈپٹی انسپکٹر آپ کو بتادیں گے۔ اور خود افسر مزے اڑائیں گے۔ پھر ہم ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔"

مرزا:۔"شام پھر تجویز کیا کریں؟"

شام:۔"ایک آدمی اُن کے دروازہ پر خفیہ تعینات کیجئے۔ جس وقت لاش کو لے کر باہر نکلیں وہ آدمی آپ کو خبر دے۔ آپ دو چار پولیس کے آدمی لے کر فوراً خود جائیے۔ اور جس وقت لاش کو جلانے کے لیئے چتا پر رکھیں۔ اس وقت سب مجرموں کو گرفتار کر لیجئے۔ اور اُن کو بالکل فرصت نہ دیجئے۔"

مرزا:۔"او یس۔ او یس۔ اِٹ اِز ویری گڈ پلین ڈیر شام! ایسا ہی ہوگا۔ بالکل ایسا۔ تم خبردار رہنا رات کو تمہاری محبوبہ افسوس مردہ کی لاش تمہارے کالج کے احاطہ میں ہوگی۔ دیکھو شام خود بھی مدد کرنا۔ کہیں مجھے ہی بدنام نہ کرانا۔"

شام:۔"دل و جان سے۔"

## مُردہ چھوٹنے کی تجویز

ہر بھگوان بڑا غصہ والا آدمی تھا۔ وہ جورو اور بیٹی سے بہت محبت کرتا تھا۔ مگر غصہ کی حالت میں وہ کسی کا آشنا نہ بنتا تھا۔ اُس کا غصہ دنوں نہیں بلکہ مہینوں رہا کرتا تھا۔

آج چار پانچ دن ہونے کو آئے۔ اس نے اپنی بیوی سے بات تک نہیں کی۔ اور بیٹی کی بابت تو یہ بھی نہ پوچھا کہ مر گئی ہے یا جیتی۔

بھگوان دئی اپنے خاوند کی نہایت ہی فرمانبردار اور بھلی مانس عورت تھی۔ وہی تھی جو ایسے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سخت طبیعت آدمی کیساتھ گزارہ کرتی تھی۔ جب ہر بھگوان گھر سے باہر جاتا تو وہ اپنی بیٹی کو دیکھتی اور چپکے سے اُسے کچھ کھلاتی پلاتی۔ اور جب ہر بھگوان کے آنے کا وقت ہوتا اُسی طرح تالا لگا دیتی۔ اُسے ڈر تھا۔ کہ ایسا نہ ہو ظالم مجھے بھی مارے اور لڑکی کو جان سے گذار دے +

خدا معلوم پاربتی کس قسم کی لڑکی تھی۔ کہ اتنے دن جیتی رہی۔ جولائی کے مہینہ کی گرمی الامان الامان۔ وہ رات دن ایک تنگ کوٹھڑی میں پڑی رہتی۔ اس کی ماں اُسے کھلاتی پلاتی مگر وہ صرف دانہ دکا ہی کھاتی تھی۔ ہر وقت شام اس کی نظروں میں رہتا تھا۔ درحقیقت وہ اس کے خیال میں لگی تھی۔ اُسے اپنے مرنے کا بہت رنج نہ تھا۔ مگر بڑی آرزو تھی کہ ایک دفعہ شام کو دیکھے ؛

سنیچر کے دن کچھ آدمی ہر بھگوان کی دکان پر سونا چاندی کا کسی قدر اسباب لائے اور اونے پونے اُسے دیکر چلے گئے۔ اس نے اپنے مطلب کے لئے ایک سنار سے سانٹھ ملا رکھی تھی۔ جھٹ گلاس ڈلوا کر ڈلیاں بنوالیں۔ اور تول تال کر دیکھا تو دو سو روپیہ کا نفع معلوم ہوا۔ وہ بہت خوش ہوا۔ اور نہایت خوشی خوشی گھر آیا۔ جورو سے نہایت محبت سے پیش آیا بھگواندئی یہ دیکھ کر حیران ہوگئی۔ مگر عورت تھی بڑی سمجھ دار۔ جھٹ اتنا سا بہانہ پا اس کی خاطر تواضع کرنے لگی آخر ایک موقعہ دیکھ کر بولی:۔

بھگواندئی: "لالہ جی۔ تساں مغل پٹھاناں دی لڑائی سنی ہوئی اے؟ (لالہ جی۔ تم نے مغل پٹھانوں کی لڑائی سنی ہوئی ہے) ؛

ہر بھگوان: "بھوجی۔ اوہ کیہڑی؟ روس روم دی لڑائی سُنی سی" (بھوجی۔ وہ کونسی؟ روم روس کی لڑائی تو سُنی تھی) ؛

بھگواندئی: "لالہ جی۔ اک بات یا کہانی اے" (لالہ جی ایک کہانی ہے) ؛

لالہ: "بھوجی اوہ سناؤ۔ کیہڑی کہانی ہے۔ تہانوں تے بڑیاں کہانیاں آوندیاں نے" (بھو جی سناؤ وہ کیا کہانی ہے۔ تمہیں تو بڑی کہانیاں آتی ہیں) ؛

بھو: "ہاں میرے پیکے اوسے گلی وچہ اک پٹھانی رہندی سی۔ اوس ایہنوں سُنائی سی" (ہاں میرے میکے اسی ٹولہ میں ایک پٹھانی رہتی تھی۔ اُس نے مجھے سنائی تھی) ؛

لالہ: "ہاں پاربتی دی ماں۔ سناؤ کی سنیاں سی" (ہاں بھوجی۔ پھر سناؤ۔ کیا سنائی تھی) ؛

بھو: "گل کر دے نے اک کھانصاحب دی دھی بڑی نیک سی۔ اُس دے کتنے سارے بال بچے سن

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اک دن کھانصاحب اپنی نوکری تے گئے ہوئے سن۔ ایہ وچاری کھچڑی رنھدی سی بچے بھکھ دے مارے رودن لگے۔ کھچڑی اجے کچّی سی۔ اُبال دی آواز آوندی سی۔ بچیاں نوں پرچان واسطے وچاری آکھن لگی، دیکھو مغل پٹھے لڑ دے ہین۔ ایسے طرح بچیاں نوں کجھ دیر ورچاوندی رہی شام ویلے کھانصاحب نوکری تھیں آئے۔ بچے چمبڑ گئے۔ تے آکھن لگے اج اساں مغل پٹھاناں دی لڑائی ڈٹھی ہے۔ کھانصاحب تے نرے کھاں (خاں) ہی تھے۔ سنیاں سار سڑ بل کے اگ بگولا ہو گئے۔ اور وچاریا جو زنانی بدکار ہے مغل پٹھان یاراں نوں بلایا ہوسی دونویں اک دوسرے نال لڑے ہوسن۔ جھٹ پٹ تر دار (تلوار) کھچ کے اک اجیہا ہتھ ماریا کہ زنانی وچاری دی دھون وڈھی گئی۔ ہن کھانصاحب نوں بچے بھی آپوں سانبھنے پئے گئے۔ اکدن کھچڑی پکاوندے سان۔ پانی نوں اُبال آیا۔ کھدبد دی آواز آون لگی بچے آکھن لگے۔ بابو جی بابو جی۔ مغل پٹھاناں دی لڑائی ہورہی اے۔ ہیو نے پتر انہوں دا پچھیا کیتھے ہوندی ہے۔ بچیاں نے توڑی دیول اشارہ کیتا۔ آکھیا ایہ اماں نے دسیا سی۔ اوس ویلے کھاں صحب نوں اپنی گلطی دا پتہ لگا۔ کھاں ہوری بھیر رودن پٹن لگے۔ ہائے میری بیوی ہائے میری نیک بیوی۔ میں تینوں اپنے ہی ہتھیں حلال کیتا دے۔ ہائے تینوں کی کھبری ہاسے میں تیرے کولوں کجھ پچھیا بھی ناں۔

ترجمہ۔ کہتے ہیں ایک خانصاحب کی عورت بڑی نیک تھی۔ اُس کے کئی بال بچے تھے۔ ایک دن خانصاحب نوکری پر گئے ہوئے تھے۔ یہ بیچاری کھچڑی پکا رہی تھی۔ بچے بھوک سے رونے لگے۔ کھچڑی ابھی کچّی تھی کھدبد کی آواز آ رہی تھی بچوں کو بہلانے کے لئے بیچاری کہنے لگی۔ دیکھو مغل پٹھانوں کی لڑائی ہو رہی ہے چنانچہ اسی طرح بچوں کو کچھ دیر بہلاتی رہی ۔

شام کو خانصاحب نوکری پر سے آئے۔ بچے بالو بالو کہہ کر چمٹ گئے اور بولے اباجی آج ہم نے مغل پٹھانوں کی لڑائی دیکھی ہے ۔

کہانصاحب تو نرے خاں ہی تھے۔ سننے کے ساتھ ہی طیش میں آکر آگ بگولا ہو گئے اور سمجھے کہ میری عورت بدکار ہے مغل پٹھان یاروں کو بلایا ہوگا دونوں ایک دوسرے سے لڑے ہوں گے جھٹ تلوار نکال ایک ایسا زور کا ہاتھ مارا کہ بیچاری عورت کی گردن کٹ گئی ۔

اب خانصاحب کو بچے بھی آپ ہی پالنے پڑے۔ ایک دن کھچڑی پکا رہے تھے پانی کو جوش آیا اور کھدبد کی آواز آنے لگی۔ بچوں نے کہا۔ بالو جی مغل پٹھان لڑ رہے ہیں۔ باپ نے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پوچھا کہاں - انہوں نے ہنڈیا کی طرف اشارہ کیا - اور کہا اماں نے بتایا تھا ؎

اس وقت خانصاحب کو اپنی غلطی معلوم ہوئی - لگے رونے پیٹنے - ہائے میری پیاری بیوی - ہائے میری نیک بیوی - ہائے میں نے تجھے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا - ہائے مجھے کیا خبر تھی ہائے میں نے تجھ سے تو کچھ پوچھا بھی نہیں تھا ؎

لالہ: "ہلا ہلا - پارتی دی ماں - تساں اج ساکوں کھوب کھاں صحب بنایا" (اچھا اچھا بہو جی آج تم نے ہم کو خوب خاں صاحب بنایا) ؎

بہو: "ناں ہیں تہانوں تُرک کیوں بناواں - توبے - بھرسٹ" (نہیں نہیں - لالہ جی - میں تم کو تُرک کیوں بنانے لگی - نگوڑے ملیچھ ملشٹ) ؎

لالہ: "ہاں جی بیشک اُس ہاڑے اساں کہتی تاں پٹھاناں والی گل ہی سی - افسوس تہانوں ماریا سی" (ہاں بہو جی - بیشک اس دن ہم نے تو پٹھانوں والی بات ہی کی تھی - افسوس تم کو مارا تھا) ؎

بہو: "جی میں تاں تہاڈی ہاں - بھانویں مارو - بھانویں رکھو" (لالہ جی - میں تو تمہاری ہی ہوں - خواہ مارو - خواہ رکھو) ؎

لالہ: "تے کی تسیں پارتی نوں کہندے ہو - بھگوان جانے اوس ویلے مینوں اجیہا گُسّہ آیا سی جو اُہنوں جانوں مارساں - اوس گُتّے مصر اجیہیاں گلاں کیتیاں ہی - کیوں تسیں کداویں اُسدی کھبر نہیں لیندے ہو" (مگر کیا پارتی کی نسبت کہتی ہو - بھگوان جانے مجھے ایسا غصہ آیا تھا کہ اس کو جان سے مار دوں - اس گُتّے مصر نے ایسی ہی باتیں کی تھیں - کیوں کیا تم اُس کی خبر نہیں لیتیں) ؎

بہو: "کیوں لالہ جی - تساں مینوں اوسدی کھبر لین نوں آکھیا سی - پر تاں اہا آپے ہی ڈردی ہاں جو کِتے میری شامت نہ آجاوے" (کیوں لالہ جی - آپ نے مجھے اس کی خبر گیری کے لئے کہا تھا - میں تو خود ہی خوف کھاتی ہوں کہ کہیں میری شامت نہ آجائے) ؎

لالہ: "اوہو افسوس - میں جاناں اساں جو تسیں اُہنوں میرے پچھے چھڈ دیندے ہو گے تے رات نوں کوٹھڑیوں باہر رکھدے سو" (اوہو - افسوس - میں تو سمجھتا تھا کہ تم اُسے میرے پیچھے چھوڑ دیتی ہو گی - اور رات کو کوٹھڑی سے باہر نکال رکھتی ہو گی) ؎

بہو: "ناں لالہ جی - مینوں اپنا سر منا دینا منظور سی" (نہیں لالہ جی مجھے اپنا سر منڈوانا منظور تھا) ؎

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لالہ:- "پاربتی کسے ویلے بولدی روندی تے نہیں" (پاربتی کسی وقت روتی چیختی تو نہیں) ❊

بہو:- "اک دو دن تاں کرلاندی رہی سی۔ ہن دو دناں تھیں اوہ بھی نہیں" (ایک دو روز کرلاتی رہی تھی۔ اب دو روز سے یہ بھی نہیں) ❊

لالہ:- "اج پنج دن ہو گئے نے کتے مر نہ گئی ہووے" (آج پانچ روز گذر گئے ہیں کہیں مر نہ گئی ہو) ❊

بہو:- "ہور۔ مر نہ گئی ہووے گی تے ہن تائیں جیوندی بیٹھی اے" (اور۔ امر نہ گئی ہو گی تو اب تک جیتی رہی ہے) ❊

لالہ:- "آؤ۔ اٹھو۔ ویکھئے تے سہی" (آؤ۔ اٹھو۔ دیکھیں تو سہی) ❊

دونو میاں بیوی چراغ لے کر پاربتی کو دیکھنے گئے۔ قفل کھولا۔ کوٹھڑی میں قدم رکھا تو سانس تک کی آواز نہیں۔ پاربتی پاربتی کہہ کر پکارا۔ جواب کا نام تک نہیں۔ نبض دیکھی۔ سینہ دیکھا بالکل سرد برف کے موافق۔ پھر اُلٹ پلٹ کر دیکھا۔ جیسے تختہ ❊

بھگواندئی نے اپنے سر پر ایک دو ہتڑ مارا۔ اور اس نے بین کر کے شروع کئے کہ

بھگواندئی:- "ہائے میری پاربتیئے۔ ہائے میری پیاریئے۔ ہائے میری لاڈیئے۔ ہائے نی میری دواریئے ہائے تینوں بھگیاں مار یا۔ ہائے تینوں زہر دتا۔ ہائے میں اجیہی جوان دھی ہن کتھوں لیاواں" (ہائے میری پاربتی۔ ہائے میری پیاری۔ ہائے میری لاڈی۔ ہائے ری میری دواری۔ ہائے تجھے بھگو کا مار دیا۔ ہائے تجھے زہر دیدیا۔ ہائے میں ایسی جوان بیٹی کہاں سے لاؤں) ❊

ہر بھگوان:- "پاربتی دی ماں۔ ہوش ہو کر۔ ایہ جیہیاں گلاں مونہوں نہ کڈھ ویکھ گھر برباد ہو جاسی" (پاربتی کی ماں ہوش کرو۔ ایسی ویسی باتیں منہ سے نہ نکالو۔ دیکھو گھر برباد مفت ہو جائے گا) ❊

بھگواندئی:- "لالہ جی۔ توں تے مصر دوہاں رلکے میری دھی نوں مار سٹیا ہے۔ میں تھانے جانی آں۔ دوہاں نوں پھڑوا ساں۔ جد تائیں اپنی میا ر دھی دا کھون نہ لے لانگی۔ تد تائیں کدے نہ چھڈانگی ہائے ہائے گُتّے مصر۔ توں میری کڑی نوں پورا کر واد تا" (لالہ جی۔ تم اور مصر۔ دونو نے میری بیٹی کو مار دیا ہے۔ میں اب تھانہ میں جاتی ہوں۔ اور دونو کو پکڑواتی ہوں۔ جب تک میں اپنی جوان بیٹی کے خون کا بدلہ نہ لوں گی۔ تب تک کبھی نہ چھوڑونگی۔ ہائے گُتّے مصر نے میری بیٹی کو پار اترا دیا ہائے ہائے) ❊

ہر بھگوان نے اپنی پگڑی اتار کر اپنی جورو کے پاؤں پر رکھی اور کہنے لگا:-

ہر بھگوان:- "پاربتی دی مائے۔ ایس ویلے میری عجّت تیرے ہتھ ہے۔ کر پا کر و۔ گلی والے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سُنندے ہین۔ ایس طراں گھر برباد ہوجاسی۔ دیکھیں بھریا ہویا گھر اینویں تباہ ہوجاسی۔ ابجے تاں میں تنے توں دونویں جوان ہاں۔ ایشر ہو تینوں بتھیری اولاد دیدیسی۔ میری کھیر منگو" (بہو جی۔ اس وقت میری عزت تمہارے ہاتھ میں ہے۔ بھگوان کے لئے کرپا کرو۔ محلے والے لوگ سنتے ہیں۔ اسی طرح گھر برباد ہوجائیگا۔ دیکھو بھرا ہوا گھر مفت میں تباہ ہوجائیگا۔ ابھی تو میں اور تم دونوں جوان ہیں۔ ایشر اور تمہیں بہت سی اولاد دے گا۔ میری خیر مانگو) ؛

بھگواندئی:۔ "چُلّھے وچہ پودتسیں۔ بھٹھ وچہ پوے اولاد۔ کھصم کرنا ہوسی تا ہزار کرلانگی ہینوں ہُن اجیہی نازک ٹیار دھی پاربتی کتھوں لبھسی" (چولھے میں جاؤ تم اور بھاڑ میں پڑے اولاد اگر خصم کرنا چاہونگی تو ہزار کرلوں گی۔ مجھے اب ایسی جوان نازک بیٹی پاربتی کہاں نصیب ہوگی) ؛

ہربھگوان:۔ "بس کر بس۔ ساری عمراں تیرا نوکر رہساں (پیر گھنڈ کے) میرا کھنا ماف کر گنگا جی دی قسم میں تہاڈا ٹہلیا بنا رہواں گا" (بس کرو بہو جی۔ بس کرو۔ ساری عمر تمہارا نوکر بنا رہوں گا پاؤں دباکر) میری خطا معاف کر۔ گنگا جی کی قسم میں تمہارا خدمت گار بنا رہوں گا) ؛

اس مکار لالہ کی خوشامد سے بے رحم دل عورت ذرا پسیجی۔ دن نکلنے والا تھا۔ ہربھگوان دوڑا دوڑا مصر کے پاس گیا۔ پاربتی کے مرنے اور اس کی ماں کے بگڑنے کا حال بیان کیا اب لگے مصر کو دست آنے :۔

مصر:۔ "میں تاں اوسے ویلے کہندا ساں جو اینہاں ناہ مارو۔ پر تساں مار مار کے نمانی نوں ماہی سُٹیا۔ تہانوں کس آکھیا سی جو اوہنوں کھان پین نوں نہ دیا جے کُڑی نوں تساں ماریا ہُن مینوں بدنام کردے ہو" (میں تو اسی وقت کہہ رہا تھا کہ اتنا نہ مارو مگر تم نے مار مار کر بیچاری کو جان سے ہی مار ڈالا۔ تم کو کس نے کہا تھا۔ کہ اسے کھانے پینے کو کچھ نہ دو۔ بیٹی کو تم نے مار دیا اب مجھے بدنام کرتے ہو) ؛

ہربھگوان:۔ "مصر جی تہانوں ہنے ایہہ کیوں جلاب لگ گیا۔ میں تہاڈا ناؤں تاں نہیں لیندا پر ہن کوئی تدبیر دسو" (مصر جی۔ تم کو ابھی سے کیوں دست آنے لگے۔ میں تمہارا نام تو نہیں لیتا مگر اب یہ تدبیر بتاؤ کہ کیا تدبیر کریں) ؛

مصر:۔ "لالہ جی بہو دی خشامت کر کے اوہنوں راجی کرو۔ دن نوں کسے نوں دسناں نہیں جو پاربتی پوری ہوگئی اے۔ شام ویلے کھبر کرنا۔ انھیرے انھیرے ساڑ سوڑ کے ویہلے ہوجانگے اوس ویلے میں بھی آجاساں۔ ربدے واسطے بہو نوں آکھنا۔ میرا ناؤں نہ لوے" (لالہ جی جاؤ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھو کی خوشامد کر کے اسے راضی کرو۔ دن کو کسی پر ظاہر نہ کرنا کہ پاربتی مرگئی ہے۔ شام کے وقت خبر کرنا۔ اور اندھیرے اندھیرے ساڑ پھونک کر فارغ ہو جانا۔ وقت پر میں بھی آ جاؤں گا بھگوان کے لئے بھو سے کہنا کہ کہیں میرا نام نہ لے)۔

ہر بھگوان تمام دن گھر میں رہا۔ اور بھو کی خوشامد کرتا رہا۔ پانچ بجے کے قریب اُس نے لوگوں کو خبر کی۔ سب سامان پہلے ہی سے تیار تھا۔ چھ بجے کے قریب وہ لاش کو چُھپکے ہی چُھپکے ٹنکسالی دروازہ کے باہر مرگھٹ میں لے گئے۔

جلدی جلدی جلانے کا سامان کیا۔ بہت ساری لکڑیاں نیچے رکھیں اور بہت سا تیل اسکے اوپر ڈالدیا۔ اور پاربتی کو اٹھا کر رکھنے ہی کو تھے کہ ایک طرف سے ایک جوگی نظر آیا۔

یہ جوگی سر دقد تھا۔ سارے بدن پر بھبوت ملی ہوئی تھی۔ سر کے بال گز گز لمبے اور برف کی مانند سفید تھے۔ داڑھی مونچھیں اور بھویں بھی سفید تھیں۔ سفید پلکوں سے سارا منہ ڈھنپا ہوا تھا۔ ہاتھ میں لمبا سا ایک چمٹا تھا۔ یہ جوگی پاس آیا۔ اور آواز لگائی:۔

جوگی: "الکھ جاگے"

مصر: "جا بابا جاہ۔ اسیں آپ اپنی بپتا وچ پھسے ہوئے ہاں" (جاؤ بابا جاؤ۔ ہم خود اپنی مصیبت میں گرفتار ہیں)

جوگی: "بابا میں سونا چاندی تو نہیں مانگتا"

ہر بھگوان: "بلا بابا۔ پھیر کی منگنا ایں؟" (اچھا بابا پھر تمہارا کیا سوال ہے)۔

جوگی: "یہاں تم کیوں جمع ہوئے ہو"؟

مصر: "اساڈی کُڑی پوری ہو گئی ہے۔ ایہنوں ساڑن آئے ہیں" (ہماری لڑکی مرگئی ہے اُسے جلانے آئے ہیں)

جوگی: "بابا۔ اسے جلاتے کیوں ہو۔ اس کا کیا بگڑا ہے"؟

مصر: "بابا مرگئی اے۔ ہن ایہدے وچ کی پیا ہویا اے" (بابا جی مرگئی ہے۔ اب اس میں رہ کیا گیا ہے)۔

جوگی: "نہیں بابا سب کچھ ہے ذرا مجھے اس کی شکل تو دکھاؤ"

ہر بھگوان اور دوسرے آدمی سمجھے کہ باباجی شاید کوئی دیوتا ہیں۔ شاید یہ پاربتی کو زندہ کردیں۔ کیونکہ ہر بھگوان نے غصہ سے پاربتی کو مار دیا تھا۔ مگر اسے رنج بہت ہی ہوا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ اگر پاربتی اب کی دفعہ جی پڑے تو پھر کبھی اُس سے کچھ نہ کہوں گا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہربھگوان: "دیکھ لو۔ باباجی دیکھ لو۔ بھگوان تہاڈا بچن سچا کرے۔" (دیکھ لو باباجی دیکھ لو بھگوان تمہاری زبان میں برکت دے) ؎

مصر: "کی کردے ہو چھیتی کرو۔ بابا دیکھ کے چلا جاوے گا۔ موئی نوں کون زندہ کرسی۔" (کیا کرتے ہو۔ جلدی کرو۔ بابا دیکھ کر چلا ہی جاوے گا۔ جو مر گئی ہے اُسے کون زندہ کریگا) ؎

جوگی: "نہیں بابا۔ یہ جیتی ہے۔ تم اسے ناحق آگ میں جلاتے ہو۔ اس کا کچھ نہیں بگڑا ہے" جوگی یہ کہہ کر پاربتی کے سرہانے آن بیٹھا۔ اور اُس کا مُنہ کھولنے لگا۔ مصر کہتا تھا کہ ہاتھ مت لگا۔ اور دوسرے کہتے تھے کہ دیکھ لینے دو۔ اسی بحث میں تھے کہ سامنے سے دو سپاہی دکھائی دیئے۔ اُن کے پیچھے چار اَور تھے۔ اور سب سے پیچھے ایک افسر گھوڑے پہ سوار تھا پچھلے سپاہی: "پکڑ لو۔ پکڑ لو جلانے نہ پائیں۔ دیکھنا کہیں بھاگیں نہیں۔"

افسر: "دوڑو۔ دوڑو۔ حرامزادوں کو بھاگنے نہ دو" ؎

ہندو لوگوں نے جب یہ شور سنا گھبرا گئے۔ اور جلد مصر جس کے سینگ سمائے بھاگے۔ پولیس والوں نے دیکھا کہ ابھی لاش جلی نہیں ہے۔ پہلے مجرموں کو پکڑنا چاہئیے۔ بھاگنے ہوؤں کے پیچھے ہو گئے۔ دو گھنٹہ تک یہ تعاقب جاری رہا۔ ہربھگوان اور پانچ دیگر ہندو پکڑے گئے ؎

افسر نے دیکھا کہ ایک مکّار درختوں میں چھپتا پھرتا ہے۔ اُس نے اس کے پیچھے اپنا گھوڑا ڈالا۔ یہ مکّار افسر کو دیکھ کر بھاگا۔ افسر وں نے اس کے پیچھے اپنا گھوڑا دوڑایا۔ ایک پانی کا نالاب راستہ میں آیا۔ اور یہ ہندو اس میں گذر کر پار ہو گیا۔ اس افسر نے نہایت غصہ سے گھوڑے کو ایڑی ماری۔ اور گھوڑے سمیت نالے کے پار ہو گیا۔ جب یہ ہندو تھک گیا۔ تو ایک درخت پر چڑھ گیا۔ افسر نے درخت سے گھوڑا باندھا۔ اور خود درخت پر چڑھ کر اُسے چوٹی سے پکڑ لیا۔ اور نیچے لے آیا ؎

افسر: "او بدمعاش۔ حرام خور۔ تم نے ہم کو بہت ستایا۔"

ہندو: "نہیں حجور۔ آپدے ڈر تھیں نسیا ساں" (نہیں حضور آپ کے خوف سے بھاگا تھا) ؎

افسر: "بتا شیطان کے بچے۔ تیرا نام کیا ہے؟"

ہندو: "حجور۔ گریب بہمن ہاں۔ میرا ناں جے رام دے۔" (حضور غریب برہمن ہوں میرا نام جے رام ہے) ؎

افسر: "جے رام مصر۔ او شیطان تو بڑا بدمعاش ہے۔ اصل مجرم تو تُم ہی ہے۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جے رام اتنا سنتے ہی زار و قطار رونے لگا:-

جے رام: "ہائے نی میری آماں۔ ہائے اوئے میرے پیو۔ میں تے نحق پکڑیا گیا ہاں۔ ہائے میرے پیو۔ مینوں چھڈ دے۔ میں بیگناہ ہاں"۔ (ہائے ری میری ماں۔ ہائے رے میرے باپ میں تو ناحق پکڑا گیا ہوں۔ ہائے میرے باپ۔ مجھے چھوڑ دے میں بیگناہ ہوں)۔

افسر نے ایک رسی نکالی۔ اور جے رام کی خوب مشکیں کس کر باندھ لیں۔ اور چابک لیکر جے رام کو ہشیار مارا۔ جے رام نے بہتیرا ہائے ہو مچائی۔ مگر افسر نے ایک نہ سنی۔ اور گھوڑے پر سوار ہو رسی اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔ اور گھوڑے سے آگے مشر کو لگا کر موقعہ پر آیا۔

سپاہی موقعہ پر آکر اکٹھے ہوئے۔ دیکھا تو لاش ندارد۔ افسر کا بھی پتہ نہیں۔ چار سپاہی مجرموں کے پاس رہے۔ سب کے ہتھکڑیاں لگالیں۔ دو سپاہی افسر کو ڈھونڈنے گئے اور افسر کو دور سے دیکھ کر سلام کیا۔ اور رپورٹ کی کہ لاش وہاں نہیں ہے۔

افسر: "لاش اس جگہ نہیں ہے"؟

سپاہی: "نہیں حضور۔ بالکل نہیں"۔

افسر: "کیا جلا دی"؟

سپاہی: "نہیں حضور جلانے کا بھی کوئی نشان نہیں"۔

افسر: "کچھ مجرم پکڑے گئے"؟

سپاہی: "ہاں حضور۔ چھ مجرم پکڑے گئے جن میں سے ایک اس لڑکی کا باپ ہے"۔

افسر: "اس کے باپ سے پوچھا لاش کہاں گئی"؟

سپاہی: "ہاں حضور پوچھا تھا وہ کہتا ہے کہ ایک جوگی لاش کے پاس بیٹھا تھا وہ لے گیا ہوگا"۔

افسر: "جوگی! جوگی!! یہ سب ان بدمعاشوں کی شیطانی ہے ہم نے کوئی جوگی نہیں دیکھا اگر کوئی ہوتا بھی۔ تو لاش کو کیا کرتا"۔

سپاہی: "حضور انہوں نے یا تو کسی گڑھے میں ڈال دی ہے۔ یا بہا دی ہے"۔

افسر: "کچھ مضائقہ نہیں قتل عمد کا جرم ان پر لگ چکا ہے سارا محلہ جانتا ہے کہ انہوں نے ایک لڑکی کو مارا ہے۔ زہر دیا ہے۔ لاش کو کہیں گم کر دیا ہے۔ اس سے ان کی رہائی نہ ہوگی۔

افسر اور سپاہی موقع پر آئے۔ تھانہ میں اطلاع کی گئی۔ ساری رات سپاہیوں نے جنگل چھان مارا نہ جوگی کا پتہ لگا نہ لاش کا۔ زیر دفعہ ۲۰۱ و ۳۰۲ تعزیرات ہند سب کو حوالات میں دیدیا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہرچند مجسٹریٹوں نے ضمانت کی درخواست - درخواست منظور نہ ہوئی - پولیس نے مقدمہ تیار کرنا شروع کر دیا۔

# کنوؤں میں بانس ڈال دیئے

سینیچر سینیچر آٹھ - اتوار نو - آج نو دن ہوئے - جب سے شام کو سینیچر چڑھا - دو ایک روز تو وہ کبھی کبھی کچھ شگفتہ بھی نظر آیا - مگر چار روز سے تو وہ بالکل خاموش تھا - ایسا خاموش جیسے دیوانے ہوتے ہیں - اتوار کے دن وہ بہت سویرے گھر سے نکلا - یاروں نے سمجھا کہ کہیں چہل قدمی کو گیا ہوگا - صبح سے دوپہر اور دوپہر سے شام ہوگئی - شام کا پتہ ہی نہ تھا - دوستوں کو تشویش پیدا ہوئی - نوکروں سے پوچھا کہ شام کھانا کھانے بھی آیا تھا معلوم ہوا کہ اُس نے صبح سے گھر میں مطلق قدم ہی نہیں رکھا - شاموں شام نوکروں کو ادھر اُدھر تلاش کے لیے بھیجا خود بھی ڈھونڈتے پھرے - سارے ملاقاتی دوستوں کے گھر چھان مارے - مگر شام کوئی سوئی تھوڑا ہی تھا کہ چھپ جاتا - اس کا پتہ نہیں لگا - آج پانچ چھ برس ہونے آئے تھے شام کبھی گھر سے باہر نہیں رہا تھا۔

یہ سب لڑکے دہلی کے رہنے والے اور نہایت شریف ہندوؤں کے بیٹے تھے وہ ایک دوسرے کے چال چلن کا خیال رکھتے تھے - ایک دوسرے کے حامی و معاون تھے - دکھ درد میں شریک اچھے بُرے کے رفیق تھے - ان کے والدین کی ہدایت تھی کہ سب ہمیشہ ساتھ رہیں اور ایک دوسرے کے احوال سے ان کے والدین کو مطلع کرتے رہیں - راجمیداس - ان سب میں بڑا تھا وہ گورنمنٹ کالج میں بی - اے کلاس میں پڑھتا تھا - اور لا اسکول میں مختاری پاس کر کے وکالت کے لیکچر سنتا تھا - گو ان لڑکوں کی عمروں میں چنداں فرق نہیں تھا - مگر راجمیداس اپنی ہوشمندی اور دانائی کے سبب ان میں ممتاز سمجھا جاتا تھا - وہ ہر ایک کے والدین سے خط وکتابت کرتا تھا - اور ہر ایک سے برادرانہ سلوک کرتا تھا۔

جب یار لوگ ڈھونڈتے ڈھونڈتے حیران ہوگئے تو بیٹھ کر مشورہ کرنے لگے طرح طرح کے نیک و بد خیالات اُن کے دلوں میں پھرنے لگے - اور ہر ایک نے اپنی اپنی رائے کے موافق اپنا عندیہ ظاہر کیا - آخر سب کی یہ صلاح ہوئی - کہ کل صبح تک انتظار کرنا چاہیئے - اگر کسی ایسی ویسی جگہ ہوا - تو صبح کو خود ہی آجائے گا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

صبح سے دوپہر اور دوپہر سے شام اور شام سے رات اور رات سے دوسری صبح ہو گئی شام کا کہیں پتہ نہیں گرمی کا موسم تھا۔ کالجوں کا وقت علی الصبح شروع ہوتا تھا۔ یار لوگ اپنے اپنے کاموں میں شریک ہو گئے مگر سب کو امید تھی کہ شام دوپہر کو ضرور مل جائے گا سب نے مشورہ کیا کہ جس قدر جلد ہو سکے سب مل کر شام کو میڈیکل کالج ہی میں جا پکڑیں۔ چنانچہ سب دوست گھنٹہ گھنٹہ بھر کی چھٹی لے کر میڈیکل کالج میں جا موجود ہوئے۔

یار پر بیشتر دوپہر بھی ہو گئی۔ شام کا پتہ نہیں۔ اُس کے ہم جماعتوں سے پوچھا انہوں نے کہا کہ آج وہ غیر حاضر ہے۔ پرنسپل صاحب اُسے کئی بار پوچھ بھی چکے ہیں۔"

یار:۔ "اوہو۔ آج غیر حاضری درج ہوئی"

راجبیداس:۔ "یہ تو اچھا نہیں ہوا"

یار:۔ ہاں شام جیسے نیک طالب علم کے لئے تو غیر حاضری اچھی نہیں"

راجبیداس:۔ "ہاں غیر حاضری تو کسی طالب علم کے لئے بھی اچھی نہیں کہیں اس سے اُسے نقصان نہ پہنچے"

یار:۔ "کیوں۔ نقصان کیا پہنچنے لگا"

راجبیداس:۔ "اس واسطے کہ وہ گورنمنٹ سروس کا امیدوار ہے اور اس کے آئندہ پروسپکٹس بہت اچھے ہیں"

یار:۔ پھر کیا ترکیب کریں"

راجبیداس:۔ "رخصت کی درخواست دیدیں"

یار:۔ "کیسی رخصت۔ بیماری کی"

راجبیداس:۔ "نہیں رخصت بیماری کیواسطے تو ڈاکٹری سرٹیفکٹ درکار ہوگا ایک ہفتہ کی اتفاقیہ رخصت لکھ دو۔

چنانچہ راجبیداس نے فوراً ایک عرضی لکھ کر یاروں کو سنائی۔ انہوں نے خوب پسند کی۔ پرنسپل صاحب ابھی موجود تھے۔ راجبیداس نے یہ عرضی صاحب پرنسپل کو دی۔ اُنہوں نے بہت افسوس ظاہر کیا اور عرضی کو منظور فرمایا۔ اور کہا شام نرائن کو لکھنا کہ ہمیں بہت افسوس رہا ہے اگر اس کی ماں لاہور میں ہوتی تو ہم علاج میں بہت مدد دیتے۔

دوپہر کے بعد سب یار مل کر بیٹھے شام نرائن کو ڈھونڈنے کی تجویز سوچتے رہے آخر بہت سی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مشورہ کے بعد اُٹھے - ایک دوست شالامار باغ گیا - دوسرا مقبرہ جہانگیر تیسرا چھاؤنی میانمیر - چوتھا راوی پر - پانچواں مقبرہ داتا گنج بخش صاحب - چھٹا انارکلی چیف کورٹ - مزنگ - اسی طرح اپنے نوکروں کو شہر کے اطراف و جوانب میں بھیج دیا ۔

یا خدا - شام نرائن تو سوئی بن گیا - کونہ کونہ اور گڑھا گڑھا ڈھونڈ ڈالا - چوہے نکے بل ناکر میں ہاتھ ڈال کر دیکھا - اور دیکھا گیا - بس یوں کہو کہ بانسوں میں کنوئیں - نہ تو یہ کنوؤں میں بانس ڈلوا دیئے مگر شام نرائن کا کہیں پتہ نہ لگا - پر نہ لگا ۔

ڈھونڈ ڈھانڈ کر قریباً رات کے بارہ بجے سب یار اکٹھے ہوئے - ہر ایک نے اپنی اپنی سرگذشت سنائی - کسی نے کہا میں نے گیدڑوں کی بھٹ تک دیکھی - کسی نے کہا میں نے کنوؤں میں لوگوں کو اتروایا - کسی نے کہا میں نے تو کئی گھروں کے اندر بھی گھس کر دیکھا کسی نے کہا کہ میں نے کئی پرانی قبروں تک گھس کر دیکھا - کسی نے کہا کہ چوہوں کے بل تک میں نے دیکھ ڈالے - کہیں ہو تو ملے وہ بیشک کہیں چلا گیا ۔

ایک: " وہ کہیں دہلی نہ چلا گیا ہو "

دوسرا: " ہاں - یا شاید اپنے باپ کے پاس میرٹھ چلا گیا ہو "

تیسرا: " بغیر کسی کے بلائے ان جگہوں وہ جانے والا تو نہیں "

چوتھا: " پھر کہاں چلا گیا "

پانچواں: " خدا جانے کہاں گیا - سب سامان اس کا یہاں موجود ہے "

چھٹا: " پھر کہاں گیا - زمین نگل گئی - یا آسمان اُڑا لے گیا "

راجمیداس: " بہر حال دہلی اور میرٹھ میں اُس کے گھر اور والد کو اطلاع کرنی چاہیئے - ایسا نہ ہو کہ شرمندگی اُٹھانی پڑے "

یار: " اچھا کل دوپہر تک اور راستہ دیکھو - دوپہر کو کالج سے آن کر یا تو خط لکھ دو یا تار دیدو "

راجمیداس: " اول تار دیں گے - اور پھر خط بھی بھیجیں گے "

یہ بیچارے تھکے ماندے طالبعلم اس طرح کی باتیں کرتے اپنی حیرانی اور استعجاب ظاہر کرتے کرتے سو گئے - چونکہ رات کو تھک کر بڑی رات گئی سوئے تھے - اس واسطے صبح کو دیر سے اُٹھے ہر ایک اپنے اپنے کالج میں دیر کر کے پہنچا - واپسی کے وقت پھر شام نرائن کو میڈیکل کالج میں دیکھنے گئے وہاں اس کا کیا پتہ تھا - ہاں ایک لطیفہ سُنا - نہ ایک شعبدہ دیکھا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کہ ایک پولیس کا سپاہی شام نرائن کو ڈھونڈتا پھرتا ہے ۔

راجبیداس :۔ "کیوں ۔ شام نرائن سے کیا کام ہے ؟"

کنسٹبل :۔ "کچھ کام نہیں "

راجبیداس :۔ "پھر بھی ۔ اگر کام نہیں تو کیوں دیکھتے پھرتے ہو "

کنسٹبل :۔ "کام کاج تو ہم کو معلوم نہیں ۔ دلّی والے مرزا جی جو خفیہ پولیس کے افسر ہیں انہوں نے بلایا ہے "

راجبیداس :۔ "کون سے دلی والے مرزا جی ۔ کیا مرزا جبّار بیگ نے بلایا ہے "

کنسٹبل :۔ "ہاں ہاں مرزا (زبار) جبّار بیگ نے بلایا ہے "

راجبیداس :۔ "مرزا جی اس وقت کہاں تشریف رکھتے ہیں "

کنسٹبل :۔ "اس وقت کوتوالی میں کوتوال صاحب کے پاس بیٹھے ہیں "

راجبیداس نے دوستوں کو گھر کی طرف روانہ کیا ۔ کہ تم گھر چلو ۔ میں ذرا مرزا جی سے مل آؤں ۔ شاید ان سے کچھ پتہ لگے "

راجبیداس کنسٹبل کے ہمراہ مرزا صاحب کے پاس گیا ۔ مرزا جی اس سے نہایت مہربانی سے پیش آئے ۔ مگر تھے بڑے رازدار آدمی ۔ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا ۔ اور راجبیداس سے سارا حال معلوم کر لیا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالے ابھی شام نرائن کو تلاش کراؤں گا ۔ آپ خاطر جمع رکھیں ۔

راجبیداس اس طرف سے بھی مایوس گھر واپس آیا ۔ یار لوگ اُس کا راستہ دیکھ رہے تھے کہ شاید کچھ خبر لائے ۔ دیکھتے ہی بولے :۔

یار :۔ "کہو بھئی ۔ شام پہلوان کی کیا خبر ہے "

راجبیداس :۔ "یار کچھ خبر نہیں "

یار :۔ "مرزا جی نے کچھ ذکر نہیں کیا "

راجبیداس :۔ "نہیں ۔ کچھ نہیں "

یار :۔ "آخر اُسے کیوں بلایا تھا "

راجبیداس :۔ "پتہ نہیں ۔ میں نے پوچھنا مناسب نہیں سمجھا ۔ ہاں انہوں نے خود ہی کہا تھا کہ شام سے ملنے کو جی چاہتا تھا ۔ کیونکہ اسے ملے ہوئے بہت دن ہوئے تھے "

یار :۔ "نہیں صرف اتنی بات تو نہ ہوئی ہوگی "

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رامجیداس:- پرشیشر جانے مرزا جی بڑے گھرے آدمی ہیں۔ انہوں نے ذرا بھی ذکر نہیں کیا۔ ہاں جب میں نے ذکر کیا تو کہتے تھے کہ اچھا میں بھی تلاش کرونگا۔"

یار:- "بس یارہم تو تلاش کرتے کرتے ادھ موئے ہو گئے۔ اب اُس کے گھر اور اُس کے والدین کو بذریعہ تار خواہ بذریعہ خط اطلاع دیدو۔ اور اپنے کام میں لگو ہم کہاں تک وقت ضائع کریں"

اسی وقت سب نے مل کر دو تار طیار کئے۔ ایک دہلی جے نرائن اسکے چچازاد بھائی کو۔ دوسرا میرٹھ اس کے والد کو۔ کہ

شام نرائن دو روز سے غائب ہے۔ کیا وہاں پہنچا ہے۔ خط آتا ہے۔"

تار لکھ کر نوکر کے ہاتھ روانہ کئے :-

پھر دو خط اسی مضمون کے لکھے :-

جناب مکرّم بندگان!

بعد ادائے آداب کے عرض ہے کہ پچھلے سینچر کو شام نرائن کے پاس دو خط ایک گھر اور ایک میرٹھ سے آئے تھے جنمیں شاید اُن کے ناطہ کی بابت لکھا تھا۔ ان خطوں کے پڑھتے ہی شام نرائن کچھ پژمردہ سے ہو گئے تھے۔ ہر چند ہم لوگ ان کی تسلی اور خاطر جمع کرتے رہے۔ مگر وہ دن بدن کچھ زیادہ پژمردہ سے ہوتے گئے۔ دو تین روز کے بعد انہوں نے ہم سے بات کرنی بھی ترک کردی۔ گو ہماری بات کا جواب دیدیا کرتے تھے۔ مگر یوں بفضل خدا تندرست اور توانا تھے۔

آج تیسرا دن ہے کہ اتوار کے روز صبح کو ہوا خوری کو گئے اور جب سے واپس نہیں آئے آج ہم کو سر ٹپکتے ٹپکتے تین دن ہو گئے ہیں۔ تمام جنگل، شہر، اللہ گلی گلی۔ کوچہ کوچہ چھان مارا ہے مگر کہیں اُن کا پتہ نہیں لگا۔ ممکن ہے گھر پہنچ گئے ہوں۔ اطلاعاً عرض کیا گیا۔

۲۲- جولائی ۱۸۹۷ء

ہم ہیں آپ کے خادم
رامجیداس وغیرہ وغیرہ

شام کے قریب دونو طرف سے تار کا جواب آگیا۔ کہ

"شام یہاں نہیں آیا۔ مفصل لکھو۔ تشویش ہے۔"

یاروں نے کہا خلاصہ حال خط سے معلوم ہو جائے گا۔ خط کل شام تک پہنچ جائینگے انہوں نے شام نرائن کا اسباب سب سنبھالکر رکھ دیا۔ اور خود اپنے اپنے مطالعہ میں مشغول ہو گئے۔ گو کہ ہر وقت شام نرائن اُن کو یاد آتا تھا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

# بردہ فروش

انگریزوں کی عملداری میں کسی کی مجال نہیں کہ بردہ فروشی کا نام بھی لے اور خود بردہ فروشی کرنا تو کیسا۔ مگر ملک پنجاب میں علانیہ بردہ فروشی ہوتی ہے۔ اور بقول شخصے "چراغ تلے اندھیرا" لاہور اس کا مرکز ہے۔ چنانچہ دو مرد ایک عورت۔ جوان لڑکیوں کی تلاش میں نکلے ہوئے ہیں۔ ایک سُنار ہے۔ ایک کھتری اور ایک عورت گوجرانی ہے۔

سُنار: "سُنا ہے راوی کے کنارے پہاڑ کے دامن میں ایک گاؤں ہے وہاں بہت سے غریب کشمیری رہتے ہیں۔ آؤ وہاں سے کچھ مال لائیں"

کھتری: "کونسا گانوں۔ اس گانوں کا نام کیا ہے"

سُنار: "بھلا ہی سا نام ہے۔ دیکھو جی دیکھو (ذرا سوچ کر) سجانپور"

کھتری: "ہاں ہاں ٹھیک۔ اس نام کا ایک گانوں ہے۔ پٹھانکوٹ کے نزدیک ہے۔ وہاں تو سب کشمیری ہی رہتے ہیں"

عورت: "ہاں ہاں وہیں چلو۔ جہاں کشمیری رہتے ہیں۔ لڑکیاں بھی اچھی ہوں گی اور سستی مل جائیں گی"

سُنار: "ہاں ہاں۔ یہی تو میں کہتا ہوں"

کھتری: "پھر چلو یہاں سے ریل پر چلے چلیں۔ اگر مال ہاتھ آگیا۔ تو دریا کے کنارے کنارے چلے آئیں گے"

عورت: "کچھ روپیہ بھی تو ساتھ لے لو"

کھتری: "میرے پاس دو سَو روپیہ تو ہے"

سُنار: "کوئی پچاس روپیہ میرے پاس بھی ہیں"

عورت: "بہت ہیں۔ کشمیریوں کی لڑکیاں تو اتنے میں دس پندرہ ضرور مل جائیں گی"

کھتری: "ہاں ہاں۔ مل تو جائیں گی۔ مگر رستے کا خرچ بھی تو ہوگا"

سُنار: "اس مال کو کہاں بیچیں گے"

عورت: "جالندھر کے علاقہ میں"

کھتری: "ہاں ہاں اُس جگہ کے جاٹ قیمت تو بہت دیتے ہیں مگر جگہ بہت دور ہے"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سُنار: ”جالندھر سے کٹار سنگھ جاٹ بھی آیا ہوا ہے۔ کہتا تھا کہ دو مرغیاں چاہئیں اگر جوڑے ہوئے تو دام اچھے مل جاویں گے۔“

عورت: ”ہاں اگر گھر بیٹھے سودا ہو جائے تو سب سے اچھا ہے۔“

سُنار: ”میں نے اسکو کہہ تو دیا ہے۔ کہ ہم آج جانے والے ہیں۔ دس بارہ روز تک ہمارا رستہ دیکھے۔“

کھتری: ”ہاں بھئی۔ کٹار سنگھ نے پہلے بھی دام اچھے دیئے تھے اگر چیز اچھی ہوئی تو اب کی دفعہ بھی کچھ نہ کچھ خاطر خواہ ہی مل جاوے گا۔“

عورت: ”بس تسیں ذرا اوتھے مینوں پہنچا دیو۔ اجیہی چنگی چیز نکھیڑ کے لیاوانگی جو تسیں بھی دیکھو۔“ (بس تم ذرا وہاں مجھے پہنچا دو۔ ایسی عمدہ چیز چھانٹ کر لاؤں گی کہ تم بھی اسے دیکھا ہی کرو)۔

سُنار: ”چنگا۔ تے پھر اج دو بجے دی ریل دے چہ لگے چلو۔ بھلکے سویل نوں اسیں اوس پنڈ چل ہی پہنچانگے۔“ (اچھا تو آج ۲ بجے کی ریل میں چل دو۔ کل صبح کو ہم اس بستی میں جا ہی پہنچیں گے)

کھتری: ”ہاں اج رات نوں پٹھانکوٹ رہانگے۔ تے سویر نوں سجانپور نوں ٹر پواں گے“ (وہاں آج رات کو پٹھانکوٹ ٹھیریں گے۔ اور صبح سجانپور کو چل دیں گے)۔

دوپہر کو دو بجے کی گاڑی میں یہ بردہ فروشوں کا گروہ سجانپور روانہ ہوا۔ گوجرانی۔ اور کھتری اور سُنار دونوں اس کے بیٹے۔ سب نے مسلمانوں جیسے کپڑے پہن لئے۔ رات کو پٹھانکوٹ کی سرائے میں جا ٹھیرے۔ صبح کو یکہ میں بیٹھ تھوڑی دیر میں سجانپور داخل ہوئے۔ دیکھا تو بستی خوب آباد ہے۔ مگر سب کشمیری ہیں۔ بہتیری لڑکیاں نقش و نگار کی درست سیب جیسے رخسار۔ رنگ عمدہ اور شباب۔ اِدھر اُدھر پھر رہی ہیں۔ مگر حالت نہایت تنگی کی ہے۔ میلے کچیلے پھٹے پرانے لمبے لمبے کرتے پہن رکھے ہیں۔ سر پر میلی ویلی لال ٹوپیاں دھری ہیں۔

سُنار: ”کیوں مائی ڈٹھا ای کیہو جیہا مال اے۔“ (کیوں مائی دیکھا کیسا مال ہے)۔

عورت: ”ڈاہڈا چنگا۔“ (نہایت عمدہ) +

کھتری: ”ہن ویکھیئے مُل کی ٹھیرداہے۔“ (اب دیکھیں قیمت کیا مقرر ہوتی ہے)۔

سُنار: ”سکھالا ای ہووے گا۔“ (آسان ہی ہوگا)۔

عورت: ”چنگا ہن تدویر سوچ چوکی کریئے۔“ (اچھا اب تدبیر سوچو کہ کیا کریں)۔

کھتری: ”مائی دو چار روج ایتھے رہکے حال چوال دیکھو“ (مائی دو چار روز یہاں ٹھیر کر حال چال دیکھو)۔

سُنار: ”اج شام نوں جس ویلے دو چار کُڑیاں پنڈ تھیں باہر جان۔ پھڑ کے لے چلو“ (آج شام کو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جس وقت دو چار لڑکیاں گانوں سے باہر جائیں۔ پکڑ کر لیچلو) ۞

عورت: "نہیں ایہی جبر دستی تے نہیں نال چاہی دی۔ شاہ جی دی گل مینوں تے پسند آوندی ہے" (نہیں ایسی زبردستی تو نہیں چاہئے نا۔ ساہ جی کی بات مجھے تو نہایت پسند آتی ہے)

سنار: "تے چنگا پھیر میں اپنی سنیاریاں دی ہٹی کھولاں۔ تے شاہ ہوری پرچون وی۔ تے مائی توں کسے وڈے آدمی دی جا کے نوکر ہو جا" (اچھا تو پھر میں اپنی سناروں کی دکان کھولوں اور ساہ جی پرچون کی۔ اور مائی تو کسی بڑے آدمی کی جا کر نوکر ہو جا) ۞

کھتری: "ہلا تسیں ایتھے ٹھیرو۔ میں پنڈ وچہ جا کے سارا بھیت لیا وندا ہاں" (اچھا تم یہاں ٹھیرو میں گانوں میں جا کر سب بھید لاتا ہوں) ۞

یہ گوجری اور سنار گانوں کے باہر ایک پوشیدہ جگہ میں بیٹھ گئے۔ کھتری گانوں کے اندر گیا۔ اور سب حال احوال دریافت کر کے دو گھنٹہ بعد واپس آیا ۞

سنار (دور وں ہی) "سناؤ شاہ جی۔ کی حال اے" (دور سے ہی) سناؤ ساہ جی کیا حال ہے)

کھتری: "سب انتجام ٹھیک ہے۔ پنڈ وچہ تن آدمی بڑے عجت والے ہیں۔ اک پیر جی دوجا لمبردار تیجا اک شیخ شیخ جمیندار ہے" (کل انتظام درست ہے گانوں میں تین آدمی بڑے عزت دار ہیں ایک پیر جی۔ دوسرا نمبردار۔ تیسرا ایک شیخ شیخ زمیندار ہے) ۞

جب کھتری گانوں کے اندر سے یہ حال معلوم کر آیا۔ تو اب سنار اور اس گجری سے کہنے لگا۔

کھتری: "لے مائی توں سِدھے پیر جی دے کول جا۔ تے آکھ جو میں پیر جی دیاں کراماتاں سُن کے آئی ہاں۔ تاں انہاں دے قدماں وچ مراں۔ ایہ لے ویہہ روپئے۔ انہاں وچوں پنج روپے پیر جی دی نجر کر دئیں۔ تے آکھیں جو پیہسانگی۔ کتانگی۔ پر رہوانگی ایتھے تہاڈے قدماں وچ تاں کہ ہر روج آپ دا دیدار دیکھا کراں۔ کل میں تینوں لوڑ ھدے دے بہانے او تھے ملانگا۔ اور پھر لمبردار نوں ملکے میں پرچون دی ہٹی کڈھلاں گا۔ تے پھر بھائی کاریگر۔ توں شیخ نوں مل کے سنیاریاں دی ہٹی کھول لئیں" (لو مائی تم پیر جی کے ہاں جاؤ۔ اور کہنا کہ میں پیر جی کی کرامات سُن کر آئی ہوں کہ اُنکے قدموں میں مروں۔ یہ لے بیس روپیہ۔ ان میں سے پانچ روپیہ پیر جی کی نذر کر دیجیو۔ اور کہیو کہ میں پیسوں گی۔ کاتوں گی۔ مگر رہونگی آپ کے قدموں میں تاکہ ہر روز آپ کی زیارت کرتی رہوں۔ کل سہ پہر کو میں تجھ سے اُس جگہ ملوں گا۔ اور پھر نمبردار سے ملکر خود پرچون کی دوکان نکالونگا۔ اور پھر بھئی کاریگر۔ تم نے شیخ جی سے ملکر اپنی سناروں کی دوکان کھول لینا) ۞

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ بردہ فروشوں کا مختصر گروہ اس طرح بڑھیا کو وہاں چھوڑ کر خود پٹھانکوٹ روانہ ہوا۔
یہ دلالہ شیطان کی خالہ گاؤں میں جا داخل ہوئی۔ اور پوچھتی پوچھتی پیر جی صاحب کے مکان میں پہنچی۔

پیر جی صاحب ایک تخت پوش پر بیٹھے کچھ وظیفہ پڑھ رہے تھے۔ عورت کو گھر میں آتے دیکھ کر "ہوں ہوں" کرنے لگے۔

یہ دلالہ پہلے ہی طاق تھی۔ فوراً سمجھ گئی کہ پیر جی یہی ہیں۔ جھٹ دور سے سلام کرتی پیر جی کے قدموں میں جا گری۔

پیر جی بھی مریدوں کے ہلے ہوئے تھے۔ جھٹ ٹانگیں پھیلا دیں۔ اس نے پیر جی کے قدموں سے اپنے سر اور آنکھوں کو خوب رگڑا۔

پیر جی: "ہوں ہوں۔ توں کون ہیں۔ کی چاہنی ایں" (ہوں ہوں۔ تو کون ہے۔ کیا چاہتی ہے)
گوجری نے فوراً پانچ روپیہ کھول کر پیر جی کے سامنے رکھے اور کہنے لگی:۔

گوجری: "تہاڈی کرامت سن کے بڑی دور تھیں آئی ہاں۔ بس ہن تہاڈے ہی قدماں وچہ مرنا ہے۔ تہاڈا دیدار (نعوذ باللہ) کھدا دا دیدار ہے" (آپ کی کرامات سن کر بڑی دور سے آئی ہوں بس اب آپ کے ہی قدموں میں مرنا ہے۔ آپ کا دیدار (نعوذ باللہ) خدا کا دیدار ہے)

پیر جی: "(روپیہ ہتھ وچہ پھڑ کے): ایہ ساڈا نذرانہ ہے۔ اچھا اچھا۔ تسیں مرید ہو جاؤ پر ایتھے رہ کے کی کرنا ہے۔ جدوں کدے فرصت ہووے یاں موقعہ ہووے۔ تسیں سانوں آ کے دیکھ جایا کرناں۔ اسیں تہانوں اجیہا وظیفہ دساں گے۔ جو انشاء اللہ کھلی کھلی جنت وچہ پہنچ جاؤ اور پہنچنا کیہا۔ اوس دن میں اپنے سارے مریداں نوں اکٹھیاں کر کے آپ بہشت وچہ لیجاواں گا" (روپیہ ہاتھ میں لیکر) یہ ہمارا نذرانہ ہے۔ اچھا اچھا۔ تم مرید ہو جاؤ۔ مگر یہاں رہ کر کیا کرنا ہے۔ جب کبھی فرصت ہو۔ موقعہ ہو۔ تم ہم کو آن کر دیکھ جایا کرنا۔ ہم تم کو ایسا وظیفہ بتائینگے کہ انشاء اللہ کھڑی کھڑی جنت میں پہنچو۔ اور پہنچنا کیسا۔ اس دن میں اپنے سارے مریدوں کو اپنے جھنڈے تلے جمع کر کے خود بہشت میں لے جاؤں گا۔

گوجری: "ناں حضرت جی۔ میری تاں بڑی آرزو ایہو اے کہ تہاڈے قدماں وچہ میں مراں میں تہاڈی کھدمت کرانگی۔ تے کتے پیہہ کے اپنا گجارہ وی کراں گی" (نہیں حضرت جی میری تو بڑی آرزو یہی ہے کہ آپکے قدموں میں مروں میں آپ کی خدمت کرونگی اور کات پیس کر اپنا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

گذارہ کر لوں گی) ٭

پیرجی: "بیٹھا رہو۔ پھیر رہو۔ کجھ دن رہو" (اچھا رہو۔ پھر رہو۔ چند دن رہو) ٭

اندھے کو ڈھیلنے کا بہانہ۔ اتنا اشارہ پاکر گجرانی نے پیر پھیلا دیئے۔ جھٹ گھر کی خدمت میں مشغول ہوگئی۔ شام کے وقت ہر چند پیرجی نے اسے کھانے کے واسطے کہا۔ مگر اس نے کہا قربان گئی۔ صدقے گئی۔ میں پیروں کا نہیں کھاتی۔ اپنا کھاؤں گی۔ پھر مفت کی نوکر پیرجی کو کیوں پسند آئے ٭

دوسرے دن حسب دعادہ سپہر کو کھتری گانوں میں آیا۔ اور گوجری اس سے جا کر ملی ٭

کھتری: "وس مائی کی ڈول ہے" (کہو مائی۔ کیا حال ہے) ٭

گوجری: "سب کجھ ٹھیک وے۔ کل پیرجی دی مرید ہو گئی ہاں تے اُنہاں دے ہی گھر وچہ رہنی ہاں۔ پیرجی دی وہٹی تے دھیاں بڑی محبت کردیاں ہین" (سب کچھ ٹھیک ہے۔ کل پیرجی کی مرید ہوگئی ہوں۔ اور ان کے ہی گھر میں رہتی ہوں۔ پیرجی کی عورت اور بیٹیاں مجھ سے بڑی محبت کرتی ہیں) ٭

کھتری: "مائی پیرجی دیاں کتنیاں دھیاں ہین" (مائی۔ پیرجی کی کتنی بیٹیاں ہیں) ٭

گوجری: "دو کڑیاں ہین پریاں وانگ" (دو بیٹیاں ہیں مگر پریوں جیسی) ٭

کھتری: "پھیر دونویں ہتھ لگ جان گیاں۔ کہ اک" (پھر دونوں ہاتھ لگ جائیں گی کہ ایک) ٭

گوجری: "ہتھ تے دونویں آسکدیاں ہیں۔ کیوں جے بڑی بھولیاں ہین۔ پر پیرجی بڑے عزت والے بندے ہین۔ سارے پنڈ دے لوک انہاں دے مرید ہین۔ اجیہا نہ ہووے کتے اساڈی شامت آجائے" (ہاتھ دونوں آسکتی ہیں۔ کیونکہ بڑی بھولی ہیں۔ مگر پیرجی بڑی عزت والے آدمی ہیں سارے گانوں کے لوگ اُن کے مرید ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں ہماری شامت آجائے) ٭

کھتری: "ہاں مائی ٹھیک ہے غریباں دیاں دھیاں تلاش کرنی چاہی دیاں ہین" (ہاں مائی درست ہے غریبوں کی لڑکیاں تلاش کرنی چاہئیں جو پولیس میں جاتے ہوئے بھی ڈریں) ٭

گوجری: "ہاں ٹھیک بس ایہ ٹھیک ہے۔ دو چار دنا نوں چہ سارا حال کھل جائیگا۔ سارے پنڈ دیاں عورتاں پیرجی دے کول آندی جاندی رہندیاں ہین" (ہاں درست ہے۔ بس یہ درست ہے دو چار روز میں سارا حال کھل جائیگا۔ تمام گانوں کی عورتیں پیرجی کے ہاں آتی جاتی ہیں) ٭

کھتری: "اچھا مائی جاہ تول جاہ میں ہن لمبردار نوں جا کے ملدا ہاں۔ کل پرسوں تک

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہٹی کھول لیندا ہاں" (اچھا بھائی جا تو آپ جاؤ میں اب نمبردار سے جا کر ملتا ہوں اور کل پرسوں تک دکان نکال لیتا ہوں) ❊

یہ مکار کھتری نمبردار کے پاس گیا۔ اور کہنے لگا:۔

کھتری: "ملک جی سنیا ہے جو تہاڈے پاس کجھ کشمیری کیسر وکن واسطے آیا ہویا ہے جیکر ہے تاں اسانوں وی دیو" (ملک جی۔ سنا ہے کہ آپ کے پاس کچھ کشمیری زعفران بکنے کے لئے آیا ہوا ہے۔ اگر ہے تو ہم کو دے دو) ❊

نمبردار: "لالہ جی تسیں کون ہوندے ہو کیسر کی کرو گے" (لالہ جی۔ تم کون ہوتے ہو۔ زعفران کیا کرو گے) ❊

کھتری: "ملک جی میں پٹھانکوٹ وچ پرچون دی دکان کردا ہاں۔ جعفران ہور کی کراں گا ایہو بپار نفع نال ویچ دیاں گا" (ملک جی۔ میں پٹھانکوٹ میں پرچون کی دکان کرتا ہوں۔ زعفران اور کیا کروں گا۔ یہی بیوپار۔ نفع سے بیچ دوں گا) ❊

نمبردار: "ہاں اساڈا بھائی کشمیر تھیں کجھ لیایا تے سی۔ پر سو دنا سی ہن تے تھوڑا جہا باقی رہندا ہے" (ہاں ہمارا بھائی کشمیر سے کچھ لایا تھا۔ مگر دے دیا تھا۔ اب تو کچھ تھوڑا سا باقی رہتا ہے) ❊

کھتری: "ہاں ملک جی تسیں تاں اپنے پنڈ دے دکنداراں نوں دیو دو گے۔ اسانوں کیوں دین لگے" (ہاں ملک جی آپ تو اپنے گاؤں کے دکاندار کو دو گے۔ ہم کو کس لئے دینے لگے) ❊

نمبردار: "توبہ لالہ جی۔ پنڈ دے دکندار دی اینی ہمت کتھے۔ اوہ تے لون مرچ بھی چنگی طراں نہیں دے سکدا دیکھو دو دناں تھیں ہن کتے گیا ہویا جے۔ ہٹی بند پئی ہوئی اے۔ جعفران تے شہر دا اک شاہوکار لے گیا سی" (توبہ لالہ جی۔ گاؤں کے دکاندار کی اتنی ہمت کہاں وہ تو نمک مرچ بھی اچھی طرح نہیں دے سکتا۔ دیکھو دو روز سے اب کہیں گیا ہوا ہے۔ دکان بھی بند پڑی ہے۔ زعفران تو شہر کا ایک ساہوکار لے گیا تھا) ❊

کھتری: "ملک جی پھیر پنڈ وچ اچھا جیہا دکندار کیوں نہیں بٹھاندے" (ملک جی۔ پھر گاؤں میں اچھا جیسا دکاندار کیوں نہیں بٹھلاتے) ؟

نمبردار: "جی کوئی آوے بھی" (اجی کوئی آ کر بیٹھے بھی) ❊

کھتری: "تہاڈی مدد ہووے تے اسیں بہہ سکدے ہیں۔ ایہہ بھی بھلا کوئی گل ہے۔ ملک جی جعفران تے دکھالو" (آپ کی مدد ہو تو ہم بیٹھ سکتے ہیں۔ یہ بھی بھلا کچھ بات ہے۔ ملک جی زعفران تو دکھاؤ) ❊

نمبردار نے زعفران منگوایا۔ کھتری نے مہنگے داموں سے خرید لیا۔ نمبردار بہت خوش ہوا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri
کہ یہ دوکاندار بڑا آنکھوں کا اندھا اور گانٹھ کا پورا ہے اُس سے کہنے لگا:-

نمبردار: "اچھا بھائی لالہ ہٹی دی گل دس کھولینگا" (اچھا بھئی لالہ دکان کی بات بتا تو کھولیگا)

کھتری: "ہاں جیکر تھاڈی مدت ہووے۔ تاں میں کڈھ لواں گا" (ہاں اگر آپکی مدد ہو تو میں نکال لوں گا) ؞

نمبردار: "میں تینوں ایہ گھر تے ایہ ہٹی دیندا ہاں بس اج تھیں آجا" (میں تجھے یہ مکان اور یہ دکان دیتا ہوں بس آج ہی سے آجا) ؞

کھتری: "مالک جی جرا سپھا کرا دیو۔ آج تے نہیں۔ پر کل تھیں آجانگا" (مالک جی۔ ذرا صفا کرادو۔ آج تو نہیں۔ مگر کل سے آجاؤں گا) ؞

نمبردار: "دیکھ لالہ جرور آویں" (دیکھ لالہ ضرور آجانا) ؞

کھتری: "جرور۔ جرور" (ضرور۔ ضرور) ؞

دوسرے دن یہ مکار دکاندار خوب دکان جما کر بیٹھ گیا۔ اُس نے تو مکر کا خوب جال بچھایا تھا نہ کہ دکان کرنا تھا بسیر کا سوا سیر تولنے لگا۔ روپیہ کے پندرہ آنے لینا۔ اور سترہ آنے دیتا خوب دکان چل نکلی۔ غریب عورتیں اور لڑکیاں ہر وقت سودا لیتی رہتی تھیں ؞

گوجری اور کھتری دونو ملتے اور تجویزیں سوچتے رہتے۔ سنار بھی چکر لگاتا رہتا ؞

اس مکار بردہ فروش کو گانوں میں دکان کھولے دو چار روز ہوئے تھے کہ سارے گانوں میں اس کی سچائی اور نیکی کا شہرہ ہو گیا۔ گانوں کے اکثر آدمی اسکی دکان پر آن کر بیٹھتے اور باتیں کرتے۔ یہ مکار ان کی خوب خاطر تواضع کرتا۔ حقے پلواتا۔ نسوار سونگھنے کو دیتا ایک دن شیخ زمیندار کہنے لگا:-

شیخ: "بھائی لالہ۔ پندراں ویہاں دناں نوں اساڈی دھی دا ویاہ ہوون والا ہے۔ کجھ مدت دیں گا" (کیوں بھئی لالہ پندرہ۱۵ بیس۲۰ روز میں ہماری لڑکی کی شادی ہونیوالی ہے۔ کچھ مدد دے گا) ؞

کھتری: "ہاں جی ہاں۔ ہور اوہ ویلا مدت دا کیہڑا ہونا ہے۔ پر اکھیاں نال بھلا تھاڈے آکھن دی گل ہے" (ہاں جی ہاں۔ وہ وقت مدد کا کون ہوگا۔ پر اور آنکھوں سے۔ بھلا آپ کے فقط کہنے کی بات ہے) ؞

شیخ: "اچھا بھائی لالہ تیری مہربانی ویلا بھی ہن نیڑے ای" (اچھا بھئی لالہ تیری مہربانی ہے۔ وقت بھی اب نزدیک ہی ہے) ؞
CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کھتری: "کُڑی دے اُتے کجھ زیور بنوایا جے کہ (اس لڑکی کے لئے کچھ زیور بھی بنایا ہے کہ نہیں)"
شیخ: "نہیں اجے تے نہیں ہُن بنن واسطے دیانگا" (نہیں ابھی تو نہیں - اب بننے کو دوں گا)
کھتری: "پنڈ وچہ کوئی سنیارا ہے" (گاؤں میں کوئی سنار ہے) ❊
شیخ: "نہیں پٹھانکوٹ وچہ بننادین دا ارادہ ہے" (نہیں پٹھانکوٹ میں بننے کو دینے کا ارادہ ہے)
کھتری: "واہ شیخ جی پٹھانکوٹ دیکے کی کرد گے - میرا اک سنیارا دوست ہے میں اونوں آکھانگا - تہاڈے گھر بہہ کے بنا جائیگا - چیج اوہ بنائیگا جو تسیں اوہنوں بیٹھے دیکھو - تے چاندی اجیہی لگائیگا جیہا دودھ" (واہ شیخ جی پٹھانکوٹ دیکر کیا کرو گے - ایک سنار میرا دوست ہے میں اسے کہوں گا - آپ کے گھر بیٹھ کر بنا جائیگا - چیز وہ بنائیگا - کہ آپ اسے دیکھا کرو - اور چاندی ایسی لگائے گا - جیسے دودھ) ❊
شیخ: "لالہ جیکر اجیہا بندوبست ہو جائے - تاں سب نالوں چنگا ہے - پر جمہ تیرا ہووگا" (لالہ اگر ایسا بندوبست ہو جائے تو سب سے اچھا ہے - مگر ذمہ تمہارا ہوگا) ❊
کھتری: "ہاں شیخ جی اجیہا بندوبست ہی ہو جائیگا - تے دوجا بیشک میرا جمہ" (ہاں شیخ جی ایسا ہی بندوبست ہو جائے گا - اور دوسرا بیشک ذمہ میرا) ❊

سنار کی تو تمنا نے سُن لی - دوسرے دن اپنے اوزار لے جھٹ گانوں میں داخل ہو گیا - چار پانچ روز میں شیخ جی کی بیٹی کا زیور بنا کر الگ کیا - مزدوری بہت تھوڑی لی - اور چیز نہایت عمدہ بنائی ❊

سُنار: "شیخ جی جیکر اک ہٹی لے دیو - تاں میں تہاڈے پنڈ وچہ ہی آ رہواں" (شیخ جی اگر ایک دکان لے دو - تو میں بھی تمہارے گاؤں میں ہی رہوں) ❊
شیخ: "میرا گھر نے ہٹی کھتری دی ہٹی دے کول ہے - اوس وچہ توں رہیا کر - کرایہ بھی نہ لوانگا" (میرا مکان اور دکان کھتری کی دکان کے پاس ہی ہے - اسمیں تو رہا کر - کرایہ بھی نہ لونگا) ❊
سُنار: "تہاڈی بڑی مہربانی ہے" (آپ کی بڑی مہربانی ہے) ❊

سنار نے بھی دکان کھول لی - گانوں سے تھوڑا بہت کام بھی ملنے لگا - اب تینوں بدمعاشوں کے خوب پاؤں جم گئے - گانوں کے گھر گھر اور بچے بچے سے واقف ہو گئے - گانوں کی خوبصورت لڑکیوں کو دیکھ کر ان کے منہ میں پانی بھر جاتا - اور کہا کرتے تھے جی تو چاہتا ہے - کھیپ کے کھیپ بھر کر لے چلیں ❊

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آخر انہوں نے چند ایسی لڑکیاں تلاش کر نکالیں۔ جن کے خاوند مر گئے تھے اور چرخہ کات کر نہایت عسرت سے اپنا گزارا کرتی تھیں۔ اور تھوڑی کے ہاں پڑی رہتی تھیں۔ ان مکاروں نے ان غریب لڑکیوں کو سبز باغ دکھا کر بالکل پھندے میں پھانس لیا۔ ان کو کہا۔ اگر تم پنجاب میں چلو تو بڑے بڑے نواب تم سے شادیاں کریں۔ خوب گوٹے کے کپڑے پہنو سونے میں پیلی ہو جاؤ۔ نوکر چاکر تمہارے آگے خدمت کریں ؛۔

کھتری انکو کھانے کو دیتا۔ گوجری کپڑے پہننے کو دیتی۔ سنار انگوٹھیاں وغیرہ گھڑ دیتا ؛۔

عرصہ ایک ماہ کا گذر گیا۔ اور اب زیادہ ٹھیرنا ان بردہ فروشوں کو شاق گذرنے لگا۔ ایک دن آدھی رات کے وقت کھتری اور سنار آپس میں مشورہ کرنے لگے ؛۔

کھتری :۔ "بڑے روز گذر گئے ہیں۔ کتے نگھ ٹر نہ جاسے۔ روپیہ بھی کتاں سارا کھرچ ہو گیا ہے ہن اتھوں نکلن دی کوئی تجویز کرنی چاہیدی اے" (بہت روز گذر گئے ہیں۔ کہیں شگھ پہچانہ جائے روپیہ بھی بہت سا خرچ ہو گیا ہے۔ اب یہاں سے نکلنے کی کوئی تجویز کرنی چاہیئے) ؛۔

سنار :۔ "ہاں جرور بڑا عرصہ ہو گیا اے۔ مائی نے نے ایسے پیر جما دیتے ہین جو نکلن نوں جی نہیں چاہندا" (ہاں ضرور بہت عرصہ گذر گیا ہے مائی نے تو ایسے پاؤں جما دیئے ہیں کہ نکلنے کو جی نہیں چاہتا) ؛۔

کھتری :۔ نہیں اونے اج کھد کہندی سی جو تن کڑیاں تاں بالکل تیار ہین ہن اتھوں ٹر چلنا چاہیدا اے" (نہیں وہ تو آج خود کہتی تھی کہ تین لڑکیاں تو بالکل تیار ہیں اب یہاں سے چلدینا چاہیئے) ؛۔

سنار :۔ "تاں پھیر کی تدبیر کرنی چاہیدی اے۔ چلو کل ہی کڑیاں نوں نال لیکے پٹھانکوٹ ٹر چلیئے" (تو پھر کیا تدبیر کرنی چاہیئے چلو کل ہی لڑکیوں کو اپنے ساتھ لیکر پٹھانکوٹ چلدیں) ؛۔

کھتری :۔ "تاں بھائی لالہ ایہ گل ٹھیک نہیں ایس طراں راہ وچہ تھائیں تھائیں پھڑے جاوانگے" (نہیں بھئی لالہ۔ یہ بات درست نہیں۔ اس طرح تو راستے میں جگہ جگہ پکڑے جائیں گے) ؛۔

سنار :۔ "پھیر" (پھر) ؛۔

کھتری :۔ "پھر ایہ۔ جو راوی دے کنڈھے کنڈھے ٹر پیو" (پھر یہ کہ۔ راوی کے کنارے کنارے چل دو)

سنار :۔ "کڑیاں نہیں پیریں ٹرنا بڑا اوکھا ہو دیگا۔ اور نج توں تدویر تاں کھوب سوچی اے کوئی تلاش بھی کرے گا۔ تاں ریل دے رستے ہی دیکھے گا" ؛۔

کھتری :۔ "لالہ جی۔ کون تلاش کران لگا ہے۔ انہاں کڑیاں دا تاں بالکل کوئی ہے بھی نہیں تے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پیر بن کیوں ٹرن گیاں۔ اک ٹٹوتاں میرے کول ہے اک تہاڈے کول بس اک ہور لینا چاہیدا اے۔" (لالہ جی کون تلاش کرنے لگا ہے۔ ان لڑکیوں کا تو متعلق کوئی وارث ہے ہی نہیں۔ اور پیدل کیوں چلیں گی۔ ایک ٹٹو تو میرے پاس ہے۔ اور ایک تمہارے پاس بس ایک اور لے لینا)

سُنار:۔ "بشک بشک۔ اک ٹٹو میں گلو کول ویکھیا سی۔ نے او ویچن واسطے آکھدا سی شاید کوئی دساں روپیہ نوں مل جائیگا" (بیشک بیشک۔ ایک ٹٹو میں نے گلو کے پاس دیکھا تھا۔ اور وہ بیچنے کو کہتا تھا۔ شاید کوئی دس روپیہ تک مل جائے گا)

کھتری:۔ "اچھا۔ بھلکے اوس کولوں ٹٹو لے لو۔ تے پرسوں جد شیخ دی دھی دی جنج آوے نکل چلو۔ شیخ ملن والا آدمی ہے۔ اوسدی دھی دی جنج نال بہت سارے آدمی آون گے۔ پھر لوکاں نوں اساڈے ول کجھ خیال نہ ہووے گا چپ کر کے نکل چلاں گے۔" (اچھا۔ کل اس سے ٹٹو لے لو۔ اور پرسوں جب شیخ کی بیٹی کی برات آئے نکل چلو۔ کیونکہ شیخ ملنے والا آدمی ہے۔ امید ہے اس کی بیٹی کی برات میں بہت سے آدمی آئیں گے۔ پھر لوگوں کو ہماری طرف کا کچھ خیال نہ ہوگا۔ چپکے سے نکل چلیں گے)

سُنار:۔ "ٹھیک ٹھیک۔ بہت ٹھیک۔ بھلکے مائی نوں بی اطلاع کر دیو۔" (ٹھیک ٹھیک۔ بہت درست کل مائی کو بھی اطلاع کر دو)

ان بدمعاشوں نے دوسرے دن ایک ٹٹو مول لے لیا۔ اور اس سے دوسرے دن جب شیخ کی بیٹی کی برات آئی۔ بڑی دھوم دھام ہوئی۔ بیٹے والے چونکہ ٹھیکہ دار تھے۔ بہت سے آدمی اور چند طائفہ اپنے ساتھ لائے تھے۔ گانوں میں کافی گہما گہمی ہونے لگی۔ برسات کا موسم تھا۔ کچھ ابر بھی ہو گیا تھا۔ شام ہوئے دو گھنٹہ ہوئے تھے۔ گانوں کے غریب کشمیری برات کو تعجب کی نظروں سے دیکھ رہے تھے اور کیا عورت اور کیا مرد اور کیا بچے سب اس طرف مشغول تھے۔

بدمعاش بردہ فروشوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور اپنے مال و متاع کو سنبھال لڑکیوں کو اپنے ہمراہ لے چل کھڑے ہوئے۔

تینوں لڑکیاں انکے ہمراہ تھیں۔ لڑکیاں غضب کی خوش معلوم ہوتی تھیں۔ تینوں بردہ فروش ایک ایک نے ایک ایک لڑکی سنبھال لی۔ اور ٹٹو پر بیٹھ دریا کے کنارے کنارے روانہ ہو گئے۔

ساری رات ابر چھایا رہا۔ مگر بارش نہ ہوئی۔ اس سبب سے یہ نامعقول گروہ بڑے آرام سے راتوں رات بارہ مولہ سے بھی نکل گیا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

راستہ میں جو لڑکیاں مردوں کے ساتھ تھیں وہ خوش رہیں۔ مگر جو لڑکی گوجری کے ہمراہ تھی۔ وہ کچھ آزردہ نظر آئی۔ لیکن کسی نے کچھ خیال نہ کیا۔ آخر پچھلی رات کے وقت جب کہ نیند کا بڑا غلبہ ہوا۔ یہ لوگ ایک جگہ ٹھیرے گھوڑے درختوں سے باندھ دیئے۔ اور زمین پر بچھونے بچھا کر لیٹ گئے اور سُنار کو پہرہ دینے کیواسطے چھوڑا مثل مشہور ہے نیند بُری بلا ہے۔ سولی پر بھی آجاتی ہے سُنار بیچارہ تھکا ماندہ نیند کا مارا پہلے اونگھتا رہا۔ پھر سو گیا۔ سوتا تھا کہ مردوں سے شرط باندھ لی۔ دوسرے بھی سب تھکے ماندے تھے۔ بیہوش پڑے رہے صبح کو یکایک بادل گھر آیا۔ آسمان پر برق و ابر میں جنگ ہونے لگی۔ گڑ گڑ کی آوازوں نے سینہ میں دل ہلا دیئے۔ اوپر سے ٹپاٹپ بوندیں پڑنے لگیں جنگل کے بیہوش سونے والے جاگ اُٹھے۔ دن کی روشنی پھیل گئی تھی۔ مگر ابر کے سایہ میں دبی ہوئی مدھم مدھم معلوم ہوتی تھی۔ سب نے اُٹھ کر درختوں کے سایہ میں پناہ لی۔ اتنے میں گوجری چیخنے لگی۔

گوجری: "ہائے میری چھوکری کتھے گئی" (ہائے میری لڑکی کہاں گئی)

کھتری اور سُنار: "کُڑی کُڑی۔ کتھے گئی۔ کتھے۔ ایتھے ہی ہووے گی" (لڑکی۔ لڑکی۔ کہاں گئی۔ کہاں۔ یہیں ہوگی)

کھتری اور سُنار نے گوجری کو وہیں چھوڑا۔ اور خود دونو اِدھر اُدھر تلاش کرنے کو گئے لڑکی کا کہیں پتہ نہ لگا۔ لاچار ہو کر واپس آئے۔

گوجری: "ہائے میری کُڑی نوں ایس سنفیارے نے گنوایا اے" (ہائے میری لڑکی کو اُس سُنار نے کھویا ہے)

سُنار: "میں تاں نہیں گوائی۔ توں آپے ہی گوائی اے" (میں نے تو نہیں کھویا۔ تو نے خود ہی کھویا ہے)

گوجری: "ہائے ہائے۔ میری پیاری کُڑی۔ میں تاں تیرے کولوں ہی لواں گی" (ہائے ہائے میری پیاری لڑکی میں تو تجھ سے ہی لوں گی)

کھتری بڑا ہوشیار تھا اُس نے اُنکو کچھ سمجھایا۔ اور سب نے خوف زدہ ہو کر آگے چلنا شروع کر دیا۔ دو لڑکیاں ان کے ساتھ تھیں تیسری خدا معلوم کہاں گئی۔ اور اُس کا کیا حال ہوا۔ ہائے بیچاری غریب کشمیری لڑکی۔

## مائی تیری قسمت اچھی ہے

شام کا وقت ہے آفتاب آگ کی مانند آتشیں [illegible] مغرب میں قدم لے رہا ہے مغرب کی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

طرف بادل رنگ برنگ کی کیفیت دکھا رہے ہیں۔ لو اب اور اندھیرا ہوتا جاتا ہے۔ جانور اپنے گھونسلوں میں بسیرا کر رہے ہیں۔ او ہو چغد بھی نکل آئے ہیں۔ جنگلی چوہے بلوں سے نکلکر دوڑ رہے ہیں۔ دریا کیسا خاموش بہہ رہا ہے۔ اسمیں مچھلیاں کیسی کلیلیں کر رہی ہیں۔ ایک بیچاری غریب لڑکی راوی کے کنارے پر بیٹھی ہے۔ عالم آب کی کیفیت سے اپنا دل بہلا رہی ہے۔ یہ نہایت حسین ہے۔ مگر بہت لاغر اور کمزور ہو رہی ہے۔ آنکھوں حلقوں میں پڑی ہیں۔ چہرہ زرد ہو رہا ہے۔ مگر اس کمزوری نے اُس کے حسن کو دوبالا کر دیا ہے۔ کیسا پیارا پیارا مکھڑا ہے۔ پیشانی کیسی ستارے کی مانند چمک رہی ہے:۔

یا خدا یہ کوئی دریائی پری ہے۔ جو دریا سے نکلکر لب دریا کا نظارہ کر رہی ہے یا کوئی دیبی ہے کہ دریائی جانوروں کو اپنے درشن دے رہی ہے۔ یا کوئی قسمت کی ماری آدمی زادہ ہے۔ کہ اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گئی ہے۔ اور کسی کی منتظر دریا کے کنارے بیٹھی ہے:۔

ہاں ہاں وہ انسان ہے۔ جب کوئی بڑی مچھلی پانی پر آ کر پھڑپھڑاتی ہے تو وہ ڈر جاتی ہے جب کوئی پتہ کھڑکتا ہے۔ تو چونک پڑتی ہے۔ گھڑی گھڑی مڑ مڑ کر دیکھتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کسی کا انتظار کرتی ہے۔ اور زبان حال سے یہ کہتی ہے "خدارا جلدی آؤ۔ شام ہو گئی ہم کو ڈر لگتا ہے"!

او ہو مشرق کی طرف سے ابر اُٹھا ہے۔ بڑا کالا ابر ہے۔ تمام جہان سیاہ ہو گیا۔ ہائے بیچاری غریب لڑکی کیسی گھبرا رہی ہے۔ کیسی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتی ہے۔ حیران اور ششدر رہتی ہے کہ کہاں جائے اور کیا کرے۔ اتنے میں کھسر پھسر کی آوازوں سے حیران ہوتی جاتی ہے اور کان لگا کر سنتی ہے کہ یہ کیا آوازیں ہیں:۔

یہ وہی بد اصل عورت ہے جو مکاری سے سجانپور میں پیرجی کی مُرید بنی تھی۔ اور وہاں سے لڑکیوں کو دم دلاسا دیکر اپنے ساتھ لائی تھی۔ اور راستہ میں ایک لڑکی کے چلے جانے سے بہت اُداس تھی۔ اب اس پریزاد لڑکی کو دیکھ کر خوشی کے مارے جامہ سے باہر ہو گئی۔ اور ڈرتی ڈرتی چاروں طرف دیکھتی اُس کے پاس گئی۔ بیچاری اجل رسیدہ لڑکی اُس کی شکل سے ڈر کر بیہوش ہو گئی اور اگرچہ گھڑی کو اُس پری تمثال لڑکی پر رحم آیا۔ مگر سنار نے کلوروفارم کی شیشی سونگھا جھٹ پٹ اُسے گھوڑے پر ڈال لیا۔ اور آگے چلدیئے:۔

خوب اندھیرا ہو گیا تھا۔ بادل بھی گھر آیا تھا۔ اور ان بردہ فروشوں کی صلاح تھی کہ لاہور جا کر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ٹھیریں اور کرتار سنگھ جاٹ جو جالندھر سے عورتوں کی خریداری کی تلاش میں آیا ہُوا تھا۔ اُس سے کچھ سودا کریں۔ مگر اب لاہور ہی سے جو ایک شکار اُنکو ملگیا۔ تو اب پس و پیش کرتے تھے کہ کیا کریں۔

گوجری: "نہیں نہیں شہر میں جانا اچھا نہیں۔ ہم لوگ آگے چلکر کسی گانوں میں ٹھیرینگے اور تم سے ایک آدمی شہر جاکر کرتار سنگھ کی خبر لے آئیگا"۔

کھتری: "مائی اب آگے نہیں جاتے یہیں ٹھیرینگے۔ ہمارے ٹھکانے ایسے ہیں کہ لڑکیاں کیا۔ اگر ہاتھی ہوں تو غائب ہوجاویں"۔

سُنار: "ہاں بات تو ٹھیک ہے آٹھ روز تک بہت تکلیف اُٹھائی ہے۔ مائی تو کچھ خوف نہ کر۔ تیرا شکار کہیں بھاگ نہیں جاتا"۔

یہ لوگ باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی ان کی طرف آتا ہُوا معلوم ہُوا۔

سب کے سب حیران رہ گئے اور خاموشی کے ساتھ آگے چلتے رہے۔ ہیں ہیں یہ کون ہے تو ہماری ہی طرف چلا آتا ہے۔ اے بھگوان خیر کریو۔ کوئی پولیس کا آدمی نہ ہو۔ گوجری نے گھبرا کر کہا۔

گوجری: "چپ چپ۔ تجھے کیا ہوگیا"۔

کھتری نے غصہ سے جواب دیا۔

کھتری: "مائی تیری تو عقل ماری گئی ہے۔ وقت تو دیکھا کر۔"

آنے والا شخص کسی قدر نزدیک ہوگیا۔ اور چلا آیا "گوبند۔ گوبند۔ ٹھیرو۔ ٹھیرو"۔

اس آواز کو سُن کر سب کے سب دنگ ہوگئے اور سُنار نے کہا۔

سُنار: "ہیں۔ آواز تو کسی اپنے ہی آدمی کی معلوم ہوتی ہے"۔

کھتری: "میں جانتا ہوں۔ تمہارا بھائی ہے شبو رام"۔

سُنار: "شبو۔ شبو"۔

شبو: "ہاں ہاں۔ مت خوف کرو۔ ٹھیر جاؤ۔ ٹھیر جاؤ"۔

آواز پہچان کر یہ بردہ فروش ٹھیر گئے۔ اور شبو اُن کے پاس دوڑتا ہُوا آیا۔

گوجری: "شبو۔ شبو۔ سُنا شہر کی کیا خبر ہے"۔

کھتری: "مائی تجھے تو یونہی ہول اُٹھ رہے ہیں۔ سب خیر ہے"۔

شبو: "نہیں نہیں۔ خیر نہیں۔ ایک ہفتہ ہُوا امرتسر سے میاں محمد حسین انارکلی والے تھانہ دار نے گیان چند۔ رام لال اور عورتوں کو پکڑا ہے وہ تو حوالات میں ہیں۔ گو رات کو اُنہوں نے اور دو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کا نام نہیں لیا۔ مگر پولیس اوروں کی بھی تلاش کر رہی ہے۔ تمہارے کہنے کے موافق میں چار روز سے صبح سے شام تک یہاں بیٹھا رہتا ہوں۔ تاکہ تم کو حالات سُناؤں۔"

کھتری: "بارش کے سبب سے ہم کو دیر ہوگئی۔ ہاں سُناؤ۔ کرتار سنگھ بھی یہیں ہے؟"

شبّو: "نہیں آج پانچواں روز ہوا کہ گیان چند اور رام لال کے حوالات ہو جانیکا حال سُنکر بھاگ گیا ہے۔"

گوبند: "مل کر بھی گیا تھا؟"

شبّو: "ہاں مل کر ہی گیا تھا۔"

کھتری: "کچھ کہہ بھی گیا ہے؟"

شبّو: "ہاں کہہ گیا ہے۔ کہ اگر اُن کے ہاتھ کہیں سے حسین حسین لڑکیاں لگجاویں تو اُن سے کہنا کہ جالندھر پہنچادیں۔ وہاں اُن کو بہت زیادہ دام دوں گا۔"

گوجری: "چلو بس اب سیدھے جالندھر چلو۔ دیکھو میں تمہیں کہتی ہوں۔ یہاں ہرگز نہ ٹھیرو۔"

شبّو: کہو کچھ شکار بھی ہاتھ لگا؟

گوبند: "ہاں تین لڑکیاں بڑی حسین ہیں۔"

شبّو: "تو تمہارا یہاں ٹھیرنا مناسب نہیں۔"

کھتری: "پھر کیا کریں؟"

شبّو: سیدھے جالندھر جاؤ۔"

کھتری: "کرتار سنگھ کا کچھ پتہ بھی ہے؟"

شبّو: "وہ کہہ گیا ہے کہ شہر میں جس سے میرا نام پوچھو گے۔ بتادیگا۔"

کھتری: "اوہو۔ بہت بڑا آدمی ہے؟"

سُنار: "ہاں جی۔ اسی سوداگری سے بڑا بنا ہے۔"

گوجری: "چلو پھر ریل پر سوار ہو چلیں۔ اور یہ ٹٹو وغیرہ شبو کو دے دو۔ یہ شہر میں بیچ ڈالیگا۔"

شبّو: "نہیں نہیں۔ ریل کی پولیس کو اطلاع ملی ہوئی ہے۔ اس لئے ریل میں سوار ہونا اچھا نہیں۔"

گوجری: "پھر کیا کریں کس طرح جائیں۔ یونہی ٹٹوؤں پر؟"

کھتری: "اس طرح جالندھر پہنچنا تو مشکل ہے۔"

شبّو: "نہیں یہاں سے کسی چھوٹے اسٹیشن تک اسی طرح جاؤ۔ پھر وہاں سے رات کو سوار ہو جانا عورتوں کو زنانی گاڑی میں بٹھادینا۔ اور مردانے خانوں میں خود بیٹھ جانا۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کھتری: "اچھا پھر آج رات کو تو لاہور ٹھہر جاویں"۔

گوجری: "نہیں نہیں ہرگز نہیں یہاں ایک دم نہ ٹھہرو"۔

شبلو: "بیشک بیشک۔ لاہور ٹھہرنا مناسب نہیں ہے"۔

کھتری: "اچھا چلو پھر خاصہ کے اسٹیشن تک اسی طرح چلیں۔ وہاں سے ریل پر بیٹھ جائینگے"۔

یہ بدمعاشوں کا گروہ ریل کی سڑک سڑک چلنے لگا۔ انہوں نے شبو کو بھی اپنے ساتھ لے لیا تاکہ خاصہ سے ٹٹوؤں کو واپس لے آئے۔ یا اگر موقعہ ہو تو وہیں ان کو فروخت کر ڈالے۔

اندھیرا خوب تھا مگر انکی قسمت سے بارش نہ ہوئی۔ اور یہ بدذات رات ہی رات خاصہ پہنچ گئے۔ رات کی ریل کا وقت نکل گیا تھا۔ اور صبح ہونے بارش بڑے زور شور کی ہونے لگی تھی۔ پولیس والے بارش سے ڈرے ہوئے ایک جگہ بیٹھے خوب مزے سے حقے اڑا رہے تھے۔

اوّل شبو اسٹیشن پر دیکھنے گیا۔ اور واپس آکر اُن سے کہا کہ سب کام ٹھیک ہے۔ آدھ گھنٹہ میں ریل آنے والی ہے۔ اسٹیشن پر بالکل سوفتہ ہے۔ تم اسی وقت سوار ہو جاؤ۔

شبو ریلوے اسٹیشن پر گیا۔ جالندھر شہر کے چھ ٹکٹ خریدے اور جس وقت ریل آئی۔ چاروں عورتوں کو زنانی گاڑی میں اور مردوں کو مردانے درجہ میں بٹھا دیا۔ اُن میں سے ایک غریب لڑکی زار و قطار رو رہی تھی۔ مگر افسوس ہے کہ اُس طرف کسی نے غور نہ کیا۔

سہ پہر کو یہ بدذات گروہ جالندھر پہنچا۔ بارش خوب ہو رہی تھی۔ پولیس والے اور اسٹیشن کے بابو بارش کے سبب بھیگی مرغی بنے ہوئے تھے۔ گوبند اور کھتری پہلے خود اُترے۔ پھر گوجری اور تینو لڑکیوں کو اُتروایا۔ ہائے غریب لڑکی اس وقت بھی زار و قطار رو رہی تھی۔ مگر کسی نے اُسے نہ پوچھا کہ تو کیوں رو رہی ہے۔ پولیس والے الگ اپنا دم بچائے ہوئے تھے۔ ریل کے بابو اُترتے وقت مسافروں سے ٹکٹ لیکر اپنے کمروں میں گھس گئے تھے۔

بارش کہتی تھی کہ آج برس کر پھر نہ برسوں گی۔ ہوا بھی بڑے زور سے چل رہی۔ گلی۔ کوچوں اور بازاروں میں پانی کے ندی نالے بہ رہے تھے۔ لوگ مینہ سے پناہ مانگ رہے تھے۔ بجلی ایسی زور سے کڑکتی تھی کہ سینوں سے دل نکل جاتے تھے۔ ان بردہ فروشوں نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور بارش میں بھیگتے بھاگتے سرائے میں داخل ہو گئے۔

کھتری: "اب کنٹار سنگھ کا کیونکر پتہ لگے۔ بارش تو بہت زور کی ہو رہی ہے"۔

سُنار: "اس بھٹیاری سے پوچھو"۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

گوجری: "نہیں نہیں باہر جاکر تلاش کرو۔ اس بھٹیاری کو کچھ ذرا سا پتہ بھی نہ دو"۔

سُنار: "اچھا۔ میں اُس کی تلاش میں جاتا ہوں"۔

کھتری: "میں کچھ کھانے کے واسطے بازار سے لاتا ہوں"۔

کھتری بازار گیا۔ اور کچوریاں۔ پوڑیاں وغیرہ لیکر واپس آیا۔ کشمیری لڑکیوں نے تو خوب ٹھونس ٹھونس کر کھایا۔ مگر بیچاری دریائی پری تو روتی رہی۔ مگر افسوس اس میں اس قدر طاقت نہ تھی کہ اِدھر اُدھر چلی جائے۔ کسی سے اپنا حال کہے۔ وہ تو مردہ کے موافق بنی ہوئی تھی۔ رات کے ۹ بج گئے گوبند اب تک واپس نہیں آیا۔ گوجری نے کہا:-

گوجری: "رب بھلی کرے۔ اُسے کیا ہو گیا"۔ کھتری نے جواب دیا۔

اس وقت مینہ تھم گیا تھا۔ رات سُنسان تھی۔ اندھیرا گھپ ہو رہا تھا کہ اتنے میں گوبند آیا اور اُس کے ساتھ ایک مُسٹنڈا جوان اور بھی تھا۔ اور وہ کٹار سنگھ تھا۔

ان بردہ فروشوں نے سرائے میں ایک الگ کوٹھڑی لی تھی۔ اور اُس میں لڑکیوں کو بڑی حفاظت سے اُتارا تھا۔ گوبند کٹار سنگھ کو لیکر کوٹھڑی کے اندر گیا۔

چراغ جل رہا تھا۔ کشمیری لڑکیاں خوش خوش بیٹھی تھیں۔ مگر دریائی پری بھوکی۔ پیاسی مردہ کی شکل بنائے پڑی ہوئی تھی۔

گوبند:- دیکھو سردار جی کیسی جوان لڑکیاں ہیں۔ ہیں نا پریوں کے موافق۔ دیکھو کیسی چراغ جیسی روشن ہیں"۔

کٹار سنگھ: "شاہ جی کچھ بیمار تو نہیں۔ ایک تو ان میں سے مرنے والی معلوم ہوتی ہے"۔

کھتری: "نہیں سردار جی یہ تو بڑی چاق چوبند ہیں۔ اس لڑکی کو چند روز سے بخار آتا ہے۔ جلدی اچھی ہو جائے گی۔ دیکھو نا۔ ہے تو پری جیسی"۔

کٹار سنگھ آگے بڑھا۔ لڑکیوں کی چھاتیاں۔ پیٹ۔ پیڑو وغیرہ پر ہاتھ پھیرا۔ اُن کے ہاتھ پیروں کو خوب ٹٹولا۔ کشمیری لڑکیوں نے تو بڑی خوشی سے اپنے ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر دیئے مگر بیچاری دریائی پری بچہ خفتہ کی طرح بیہوش پڑی تھی۔ جونہی کٹار سنگھ نے چھاتیوں کو ہاتھ لگایا گھبرا کر اُٹھ بیٹھی۔ اور پرے ہٹ کر زار و قطار رونے لگی۔

کٹار سنگھ: "یہ چھوکری کیوں روتی ہے"؟

کھتری: "یہ اپنے والدین کو یاد کرتی ہے۔ کیونکہ اکثر کم سن جو ہوئی"۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کٹار سنگھ :۔ "(کشمیرن کی طرف اشارہ کر کے) اچھا شاہ جی اس لڑکی کی قیمت بتاؤ کیا ہے"؟

کھتری :۔ "بس ایک ہی ۔ تم تو کہتے تھے کہ دو تین چاہئیں"۔

کٹار سنگھ :۔ "دو تین مجھے تو دس پندراں چاہئیں مگر ایک کا خریدار تو اس وقت میرے گھر موجود ہے"

کھتری :۔ "پھر مال کو دیکھ لو۔ اور تم خود ہی سودا کر دو"۔

کشمیرن لڑکی جس کو کٹار سنگھ نے پسند کیا تھا سترہ اٹھارہ برس کی تھی۔ اس کا نقشہ کھڑا بلند ناک کشادہ آنکھیں دہن تنگ۔ ہاتھ پیر چھوٹے چھوٹے تھے۔ اُس کے رخسار پہاڑی انار کی طرح سُرخ اور کشمیری سیب کے برابر نرم تھے۔ کمر پتلی اور چھاتیاں ابھری ہوئی تھیں۔ بہت سی جد و جہد کے بعد اُس کی قیمت ڈھائی سو روپیہ قرار پائی۔ دو سو روپیہ تو کٹار سنگھ نے اُسی وقت کھتری کے حوالہ کر دیئے۔ اور باقی پچاس روپیہ صبح کو گوبند لے آئیگا۔ کشمیرن لڑکی ہنسی خوشی خوشی سب سے مل کر کٹار سنگھ کے ہمراہ چلی گئی ÷

اس کشمیرن لڑکی کا سودا دیکھ کر ہماری دریائی پری ساری رات روتی رہی مگر ظالموں نے اسقدر اُنکی حفاظت کی کہ ایک دم اُسے اکیلا نہ چھوڑتے تھے۔ اور وہ بھی اس قدر کمزور ہو رہی کہ جگہ سے ہل نہ سکتی تھی ÷

مشرق کی طرف سے پھو پھٹنے لگی۔ درختوں پر چڑیاں چُوں چُوں کرنے لگیں۔ مسجدوں میں مُلّا نے اذان دی مندروں میں ناقوس چلانے لگے۔ شیطان کی خالہ گوجری اُٹھ بیٹھی۔ اور گوبند کو کہا کہ جا کٹار سنگھ سے پچاس روپیہ لا ÷

گوبند :۔ "ایسی سویرے۔ ذرا تو ٹھیرو"۔

گوجری :۔ "جس قدر جلدی روپیہ وصول ہو جائے تو اچھا۔ اگر کٹار سنگھ کی نیت بدل جاوے تو کیا تم نالش کرو گے"۔

کھتری :۔ "ہاں بھئی۔ یہ مائی تو سچ کہتی ہے"۔

غرض گوبند ہاتھ مُنہ دھو کر کپڑے پہن اُس طرف روانہ ہوا۔ آدھ گھنٹہ بھی نہ گذرا تھا۔ کہ گوبند پیٹ پکڑے ہوئے واپس آیا۔ اُس کا دم فنا ہو رہا تھا۔ چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے ÷

کھتری :۔ "گوبند۔ گوبند۔ خیر تو ہے"؟

گوبند (ہاتھ سے) :۔ "بھاگو۔ بھاگو۔ خیر نہیں"۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کھتری: "ابے تو سیدھی طرح بات کر۔ کیا ہے"؟

گوبند: (ہکلاکر) جلدی یہاں سے بھاگو ورنہ پھنس جاؤ گے"۔

گوجری (ہواس باختہ ہوکر) ہیں ہیں۔ یہ کیا ہوا؟

گوبند: "کتار سنگھ پکڑا گیا۔ اور کشمیرن لڑکی"۔

کھتری: "کشمیرن نے پکڑوایا"؟

گوبند: "نہیں وہ لڑکی بھی ساتھ پکڑی گئی"۔

گوجری: "لڑکی بھی ساتھ ہے۔ ہائے اب شامت آئی"۔

کھتری: "تجھ سے کس نے کہا"؟

گوبند: "میں نے خود دیکھا۔ دو سپاہی مشکیں باندھے کتار سنگھ کو لیجا رہے تھے اور لڑکی بھی ساتھ تھی"۔

کھتری: "مائی جلد تیار رہو۔ اگر یہاں ٹھیرے تو ہم بھی مارے گئے"۔

ان دغاباز بردہ فروشوں نے بہت جلد اسباب تیار کر سرائے سے دو یکہ کرایہ کئے۔ اور نکودر ہر یکے۔ دھرم کوٹ ہوتے ہوئے تیسرے دن موگا کی تحصیل میں جا داخل ہوئے ؛

یہاں سے فرید کوٹ نزدیک تھا۔ اور پھر سارا ملک جنگل تھا۔ جہاں کے جاٹ سُنا ہے اکثر ایسی تجارت کیا کرتے ہیں ؛

گوبند کہتا تھا۔ کہ سفر برابر جاری رکھیں اور جب تک جنگل کے مُلک میں گھس نہ جائیں نچنت نہ ہوئیں۔ مگر یکہ کھانے اور یکوں کے ہچکولوں کی تکلیف سے دریائی پری قریباً مردہ ہوگئی تھی۔ اور کشمیرن لڑکی بھی بہت اُداس معلوم ہوتی تھی۔ اس واسطے گوجری اور کھتری نے ایک دن موگا میں ٹھیر کر آرام کرنا مناسب اور بہتر سمجھا ؛

# اصل سے خطا نہیں اور کم اصل سے وفا نہیں

جب سے انگریزی عملداری کی روشنی ہندوستان میں چمکی ہے۔ مُلک علم و امن کے فیض سے مالا مال ہوگیا ہے ہر طرف ریلیں اور نہریں جاری ہوگئیں۔ مدرسے اور ڈاک خانے کھول دیئے گئے ہیں۔ سڑکیں بنادی گئیں ہیں ہسپتال جاری کردیئے گئے ہیں۔ کہاں کہاں تک بیان کیا جاوے۔ بیشمار فائدے پہنچائے گئے ہیں سب سے زیادہ مذہبی آزادی ہے اگر ہندو چاہے تو ہندو اور مسلمان چاہے تو مسلمان اگر عیسائی چاہے تو عیسائی اپنا اپنا دین پھیلانے کی بلا خوف کوشش

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کرسکتا ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی روک مطلق نہیں ٭
خیر ہندو مسلمانوں میں اس قدر قدرت کہاں۔ مگر عیسائیوں نے ملک گیری کیساتھ اشاعت مذہب عیسوی میں بھی پورا حصہ لیا ہے۔ انہوں نے بہت کوشش کی اور کر رہے ہیں کہ شریف ہندو مسلمان عیسائی ہوجائیں۔ مگر جو لوگ ایک دفعہ دام میں پھنس گئے تھے۔ ان کے سوا اور لوگوں نے اِس طرف بالکل توجہ نہیں کی۔ آخر سب پادری جمع ہوئے۔ اور سوچا کہ رذیل قوموں میں مذہب کو پھیلانا چاہیئے ٭
واقعی اُنکا یہ خیال بہت ٹھیک تھا۔ چمار اور چوہڑے جن سے "ابی نبی" کے بغیر کوئی بات نہ کرتا تھا۔ صاحب کہلانے لگے۔ جن کے ہاتھ کوئی ہندو مسلمان نہ چھوتا تھا وہ شریفوں سے ہاتھ ملانے لگے۔ جن کے پاس کھڑے ہوجانے تک ہندو اپنے تئیں ناپاک ہوجانا سمجھتے تھے اب اُن کے لئے ہندو مُسلمان اپنے ہاتھوں کرسیاں بچھانے لگے ٭

کہاں "ابے او بھنگی"۔ کہاں "جناب صاحب بہادر"
کہاں "وہ لنگوٹی"۔ اور کہاں "یہ کوٹ پتلون"
غرض سینکڑوں چمار چوہڑے عیسائی ہو گئے ٭

عیسائیوں نے جابجا چمار واڑوں میں مدرسے کھولدیئے چنانچہ لدھیانہ کے چمار واڑے میں جو ایک مشن کا مدرسہ کھولا گیا ہے۔ وہاں کے ایک چمار طالب علم کا حال سننے کے قابل ہے ٭
اس چمار واڑے میں بدھو نامی ایک چمار رہتا تھا۔ اُس کا ایک لڑکا دس بارہ برس کا تھا جس کا نام کلو تھا ٭

کلو (اپنے باپ سے) "او باپ۔ باپ مجھ کو صاحب بنوا دے"
بدھو: "صاحب۔ صاحب۔ لبے پنو نے رانڈ کے کیا بکتا ہے؟"
کلو: "ارے باپ میں سچ کہتا ہوں۔ مجھے بھی صاحب بنوا دے"
بدھو: "دوسترے کے۔ اپنا مذہب کھو کر کیا لے گا"
کلو: "ارے صاحب بنوں گا۔ صاحبوں جیسے کپڑے پہنوں گا۔ ان کی طرح اکڑ کر چلوں گا بستی کے سب آدمی مجھے سلام کرینگے۔ اور کیا لوں گا ٭
بدھو: "چل بے رانڈ کے تلوں میں تیل نہیں لگا۔ بڑا صاحب بنتا ہے"
یہ کلو ہر روز اپنے باپ کی جان کھاتا رہا آخر ایکدن اُس کا باپ بدھو اسے لیکر مدرسہ پہنچا ٭

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بدھو: "ماسٹر جی۔ سلام"۔

ماسٹر: "سلام۔ کہو چودھری کہاں آئے"۔ ؟

بدھو: "اجی یہ لڑکا کہتا ہے۔ مجھ کو صاحب بنا دیں"۔

ماسٹر: "ہاں ہاں بہت ٹھیک۔ اسے چھوڑ جاؤ۔ بہت ہوشیار لڑکا معلوم ہوتا ہے"۔

بدھو: "اجی یہ صاحب بنکر کیا لے گا"۔

ماسٹر: "نہیں۔ وہ سب کچھ سیکھ لے گا۔ پڑھے گا۔ لکھے گا۔ بابو بن جائے گا"۔

بدھو: "اچھا لیجئے پھر تمہارے حوالے ہے"۔

یہ کہہ کر بدھو۔ کلو کو ماسٹر کے پاس چھوڑ آیا۔ ماسٹر خود بھی ذات کا چمار تھا۔ بہت خوش ہوا۔ اور کلو کو پادری صاحب کے پاس لے گیا۔ پادری صاحب نے جھٹ اُسے عیسائی بنایا۔ اور ٹو کا کوٹ پتلون پہنا ماسٹر کے حوالہ کر دیا۔

کلو غضب کا ذہین تھا۔ اُس نے بہت جلد عمدہ لیاقت حاصل کی دو برس کے عرصہ میں وہ بہت عمدہ اردو لکھنے پڑھنے لگا۔ اور چوتھے برس تو اُس کی انگریزی لیاقت بھی عام سکولوں کے لڑکوں سے بڑھ چڑھ کر بہتر ہو گئی۔

چھ برس کے بعد تو وہ اچھا انگریزی کا بابو اور فارسی کا منشی بن گیا۔ اُس نے تراش خراش کے ڈھنگ خوب سیکھ لئے۔ اُسے فیشن جمانے خوب آ گئے۔ اب اُسے کون کہے کہ وہ چمار ہے وہ تو خاصہ صاحب بن گیا۔

بستی کے لوگ اُسے صاحب کہہ کر چھیڑتے تھے۔ مگر یہ خوش ہوتا تھا۔ اور خود بھی اپنے تئیں صاحب کہتا تھا۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ یہ ایک پادریوں کی میٹنگ سے بہت رات گئے گھر واپس آیا چماروں نے بستی کا دروازہ بند کر لیا تھا۔ اُس نے دروازے پر کھڑے ہو کر چلانا شروع کیا۔ "کھولو۔ کھولو صاحب آیا ہے"۔

بستی کے لوگ سمجھے کہ خبر نہیں کون صاحب آ گیا ہے۔ جا کر دیکھتے ہیں تو کلو ہے۔ بہتوں نے گالیاں دیں۔ کئی نے جوتے بھی لگا دیئے۔ ایک چوہڑے کا لڑکا کلو کا بڑا دوست تھا۔ دونو بچپن میں آپس میں کھیلا کرتے تھے۔ کلو کے ساتھ وہ بھی عیسائی ہو گیا تھا۔ اگرچہ دونو ساتھ پڑھتے رہے مگر للو کند ذہن ہو گیا تھا اس واسطے وہ کچھ بھی لیاقت حاصل نہ کر سکا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پادری صاحب نے ضلع فیروزپور کے سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پاس کلو کی سفارش کی۔ اور کلو درجہ دوم کا سارجنٹ ہوکر پولیس میں بھرتی ہوگیا ❊

صاحب سپرنٹنڈنٹ پادری مزاج آدمی تھے۔ کلو کو بہت جلد ترقی دیکر ایک سال کے اندر تھانہ دار بنا دیا ❊

جس وقت یہ خانہ خراب بردہ فروشوں کا گروہ موگا پہنچا۔ اُس وقت یہاں کا تھانہ دار کلو تھا جس کا عیسائی نام کے ولیم تھا ❊

ولیم صاحب کو موگا کے تھانے آئے ہوئے ابھی بہت دن نہ ہوئے تھے کہ اُس کا اپنا دوست للّو یاد آیا۔ جس کا عیسائی نام ایل ھنری تھا۔ اُس نے ہنری کو بُلایا۔ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس سے اس کی سفارش کر کے اُس کو سوم درجہ کا سارجنٹ بنوایا۔ اور اپنے ہی پاس موگا کے تھانہ میں درخواست کر کے رکھ لیا ❊

اس وقت تھانہ کے رجسٹر ایک ہندو سارجنٹ کے قبضے میں تھے۔ وہ اُس سے لے لئے اور للّو نہیں ھنری صاحب کے حوالے کر دیئے ❊

اب کیا تھا کلو بادشاہ اور للّو وزیر ہو گئے ؎

وزیرے چنیں شہریارے چناں  جہاں چوں نگیرد قرارے چناں

ایک دن ابر ہو رہا تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ موگا پولیس کے احاطہ میں گُل پُھول کھلے ہوئے تھے۔ چھوٹے چھوٹے پرند اِدھر اُدھر کود رہے تھے۔ رنگ برنگ کی تیتریاں پھولوں پر اِدھر اُدھر پھر رہی تھیں ❊

ولیم اور ہنری باغیچہ کے پاس کُرسیوں پر بیٹھے تھے۔ ایک چھوٹی سی گول میز پاس رکھی تھی اُس پر دو وائین گلاس اور ایک وسکی کی بوتل رکھی تھی۔ شراب کے دور چل رہے تھے اور طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں ❊

ولیم :۔ "وہ دن بھی یاد ہیں۔ جب ہم تم چھوٹے چھوٹے کھیلا کرتے تھے"؟

ہنری :۔ "کیوں نہیں بشرطیکہ تم کو بھی یاد ہوں"۔

ولیم :۔ "کیوں نہیں۔ سب کچھ یاد ہیں مائی فرنڈ"۔

ہنری :۔ "میں سمجھا کہ شاید تھانہ دار بنکر بھول گئے ہوں"۔

ولیم :۔ "او۔ نو۔ مائی ڈیر الالفیلو"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہنری: "دیکھا تھا ہندو مسلمان لڑکے کیسا ہم سے نفرت کرتے تھے"۔

ولیم: "او میرے دل پر نقش ہے۔ اسی واسطے تو مَیں نے تم کو بلایا ہے کہ اب انکو مزا چکھائیں"۔

ہنری: "ہاں ہاں۔ ضرور۔ بڑی مغرور قوم ہے۔ ہماری قوم سے تو "ابی تی" کے سوا بات نہیں کرتے"۔

ولیم: "قسم یسوع کی۔ جبتک صبح ایک ہندو مسلمان کی عزت نہ لے لیا کرونگا۔ کبھی آرام نہیں کیا کروں گا"۔

یہ بادشاہ۔ وزیر اس قسم کی باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک ہندو سپاہی آیا۔ اور پولیس کے قاعدے کے موافق اکڑ کر سلام کیا۔

ولیم (اشارے سے سلام لیکر) "کیوں بے رُلیا کیسا ہے"؟

کنسٹبل: "حضور آج سرائے میں مَیں نے دو مرد اور ایک عورت دیکھی اُن کے ساتھ دو لڑکیاں ہیں جو کسی طرح اُن کی رشتہ دار نہیں معلوم ہوتیں"۔

ولیم "(گالی سُناکر) پھر کیا ہے بے۔۔۔۔"

کنسٹبل: "معلوم ہوتا ہے کہ بردہ فروش ہیں۔ کیونکہ اُن میں ایک لڑکی بڑی روتی ہے"۔

ولیم: "بردہ فروش کسے کہتے ہیں"؟

کنسٹبل: "حضور غلام بیچتے ہیں۔ غلام"۔

ولیم (کھڑے ہو کر چوتڑ پیٹ کر): "او سلیوری۔ سلیوری"۔

ولیم کے چوتڑ پیٹنے سے پولیس کی چوکی میں جس قدر سپاہی تھے۔ سب آن کر جمع ہو گئے۔ کہ یہ تھانہ دار کیوں پاگل ہو گیا۔

ہنری: "بڑا بدمعاش لوگ"۔

ولیم: "یہ ہندوستان کا کالا بڑا بدمعاش ہے ہم انگریز لوگ اتنی ممانعت کرتا ہے پھر بھی باز نہیں آتا"۔

ہنری: "اس بارہ میں تو انگریزوں کا حکم بہت سخت ہے"۔

ولیم: "ہماری ولایت میں تو سلیوری کی بہت سخت ممانعت ہے"۔

ہنری: "کہاں۔ کہاں۔ لدھیانہ میں"۔

ولیم: "نہیں نہیں۔ ہماری ولایت میں۔ اَٹ ہوم۔ اَٹ ہوم"۔

ہنری: "ہوم میں۔ ہوم۔ کیا بستی کے اندر"۔

ولیم: "نہیں نہیں۔ ہوم میں۔ انگلستان میں۔ لنڈن میں"۔

ہنری: "تو ایسے بدمعاشوں کو سخت سزا دینی چاہیئے"۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ولیم: "اچھا ڑلیا۔ گاموں۔ اور رحیما کو بلاؤ"

دونو کنسٹبل حاضر ہوئے۔

ولیم: "سنو بے۔۔۔۔ (ڈگالی دیکر) ڑلیا کے ساتھ جاؤ۔ اور اُن سلیو ہنٹنگ سالوں کو سب کو پکڑ لاؤ۔ دیکھو کسی کو نہ چھوڑنا"

ولیم: "اگر یہ بات سچ ہو تو خوب ہو۔ کچھ روپیہ بھی ہاتھ لگے اور جشن بھی ہو"

ہنری: "ہاں ڑلیا کی بات سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ لڑکیاں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہیں جوان ہیں"

ولیم: "پھر تو خوب موج ہیں۔ وہ ہیں دو۔ پھر کیا ہے۔ دَاٹ فور مِی۔ اینڈ دی آدر فور یُو"

ہنری: "او نو تھینک یو۔ بوتھ فور یو"

ولیم: "ہنری کچھ پروا کا بات نہیں ہے۔ تم ہمارا لنگوٹیا یار نہیں ہے"

ہنری: "ہاں کیوں نہیں۔ مگر اب تو آپ ہمارے افسر ہیں"

ولیم: "او نیور مائینڈ۔ اچھا گلاس تو بھر"

اِس خوشی میں اُن گرنڈوں نے خوب شراب اُڑائی۔ اور آدھ گھنٹہ نہ گذرنے پایا تھا۔ کہ پولیس کے پیادے ان پانچوں مرد عورتوں کو پکڑ کر تھانہ میں لے آئے۔

گوجری اور کھتری دور سے ہی غل مچاتے تھے۔ ہائے ہم کو بے عزت کیا۔ ہم کو لوٹ گیا۔ ہائے دوہائی ہے۔ داروغہ جی کی فریاد ہے۔ واد ہے۔

سپاہی (ڈگالی دیکر) ۔۔۔۔ "چُپکے رہو چُپکے"

کشمیرن لڑکی کچھ آزردہ سی معلوم ہوتی تھی۔ مگر ہماری دریائی پری بہت خوش تھی۔ سُرخی کی جھلک اُسکے زرد چہرے پر لہریں مارنے لگی تھی۔ جس سے اُسکی شکل نہایت دلفریب معلوم ہوتی تھی۔

ان بردہ فروشوں نے اِن لڑکیوں کو خوب سکھلا دیا کہ کہدینا ہم اس بڑھیا کی بیٹیاں ہیں۔ اور فیروزپور ایک شادی پر گئے تھے۔ اب فریدکوٹ اپنے وطن کو جاتے ہیں۔

دریائی پری کانپتی ہوئی آگے بڑھی۔ کبھی تو اپنی حالت پر افسوس کرتی۔ کبھی امید کی روشنی اُس کے دل میں شعلہ زن ہوتی جس کے سبب سے کبھی اس کا چہرہ سفید ہو جاتا تھا۔ اور کبھی سُرخ اور دیکھنے والے اس گلِ چاندنی اور گلِ لالہ کو دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے۔

ولیم: "ہنری صاحب اس لڑکی کا اظہار لکھو"

ہنری نے ایک کاغذ اٹھا کر اظہار لکھنے شروع کئے۔ اور جو رجسٹر اس کام کے واسطے تھا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اُسے ہاتھ تنگ ہو گیا۔

ہنری: "بتاؤ تم کون ہو اور یہاں اِن لوگوں کے ساتھ کس طرح آئی ہو؟"

دریائی پری: "مَیں لاہور کے رہنے والی ہوں۔ اور ایک برہمن کی بیٹی ہوں۔ میرا باپ راوی کے کنارے پر رہا کرتا تھا۔ اور تپسیاؤں میں مصروف تھا۔ اور دوسرے چوتھے روز شہر جاکر کچھ مانگ لایا کرتا تھا۔ چند روز ہوئے میرا باپ شہر گیا ہوا تھا۔ بادل گھر آئے۔ شام ہوگئی۔ مَیں لب دریا پر بیٹھی عالم آب کا تماشا دیکھ رہی تھی۔ کہ یہ (اشارہ گجراتی کی طرف) دلونی میرے پاس آئی۔ مَیں نے ڈر کر آنکھیں بند کرلیں۔ اس نے ایک آواز دی۔ اور یہ (کھتری اور سُنار) دونو آموجود ہوئے۔ اُنہوں نے مجھے کچھ شیشی سونگھائی۔ میں بیہوش ہوگئی جب ہوش آیا تو دیکھا میں ایک ٹٹو پر لدی ہوئی تھی۔ یاد نہیں۔ کس اسٹیشن سے یہ ریل پر سوار ہوئے۔ اور جالندھر میں آکر اُترے وہاں اُنہوں نے اس لڑکی کی بہن کو ایک سکھ (کرتار سنگھ) کے ہاتھ فروخت کیا۔ یہ معلوم نہیں کہ کتنے کو بیچا۔ پھر دوسرے دن کچھ خوف زدہ سے ہوکر یہ لوگ اِدھر اُدھر بھاگ آئے۔ (ایک زور کی چیخ مار کر دردناک آواز سے) ہائے میرا بڈھا باپ غریب مجھے کہاں کہاں ڈھونڈتا ہوگا۔ اور اس کا کیا حال ہوگا؟"

ولیم: "ہائے ہائے یہ ظلم ۔ ۔ ۔ (گالی دیکر) بدمعاش۔ حرام خور۔ دیکھو اب تم کو جہنم پہنچاتے ہیں۔"

ولیم: (دریائی پری کی طرف اشارہ کرکے) "تمہارا نام کیا ہے؟"

پری: "میرا نام سندری ہے۔"

ولیم: "باپ کا نام کیا ہے؟"

سندری: "گیان چند۔"

ولیم: "تمہارا باپ کہاں رہتا ہے؟"

سندری: "راوی کے کنارے؟"

ولیم: "اب وہاں ہوگا؟"

سندری (زور کے دردناک گریہ سے) "ہائے اب وہ وہاں کہاں۔ خبر نہیں کہاں کہاں مجھے ڈھونڈتا پھرتا ہوگا۔"

ولیم: "اچھا اچھا بس کافی ہے۔ گاموں۔ لو اس لڑکی کو یہاں سے لے جاؤ۔ اور اُسے بازار سے کچھ لاکر کھلاؤ (سندری کی طرف مخاطب ہوکر) اچھا اچھا تم فکر نہ کرو۔ تمہارے باپ کے پاس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تم کو بھیج دیا جاوے گا"

ہنری (اس دوسری لڑکی کو): "اِدھر آؤ"

کشمیرن لڑکی آگے آئی:

ہنری: "تم کون ہو؟"

لڑکی: "مَیں اس بڑھیا کی بیٹی ہوں"

ولیم: "بیٹی! بیٹی!! اپڑھائی ہوئی ہے۔ اس کی شکل صورت بڑھیا کی شکل وصورت سے بالکل نہیں ملتی تھی۔ رُلیا۔ اس کے کپڑے اُتارو۔ اور اس پیپل کے درخت سے باندھ کر ایک سَو چابک لگاؤ۔ اور دیکھو جب تک سچ نہ بتائے۔ ہرگز نہ چھوڑو"

رُلیا۔ کشمیرن لڑکی کی طرف بڑھا۔

کشمیرن لڑکی کانپ اُٹھی اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگی:

کشمیرن لڑکی: "خدا کے لئے مجھے نہ مارو۔ مَیں سچ سچ بتا دیتی ہوں"

ہنری: "ہاں سچ سچ بتاؤ۔ اگر سچ بتاؤ گی تو صاحب بہادر (ولیم کی طرف اشارہ کر کے) بڑا رحمدل آدمی ہے۔ تم کو کچھ نہ کہے گا"

کشمیرن لڑکی (ہاتھ جوڑ کر): "ہاں مَیں اب بالکل سچ بتا دیتی ہوں"

ولیم: "ہنری صاحب لکھیئے"

ہنری: "ہاں بتاؤ۔ تمہارا کیا نام ہے؟"

لڑکی: "حسنو"

ہنری: "باپ کا نام کیا ہے؟"

حسنو: "میرے ماں باپ تو چھوٹا سا چھوڑ کر مر گئے تھے معلوم نہیں کہ اُن کا کیا نام تھا"

ہنری: "اچھا گھر کس جگہ ہے؟"

حسنو: "سجان پور"

ہنری: "سجان پور۔ کہاں ہے سجان پور"

حسنو: "پہاڑ کے دامن میں ہے۔ وہاں سب کشمیری رہتے ہیں"

ولیم: "وہ سجان پور۔ جو راوی کے کنارے پر پٹھان کوٹ کے نزدیک ہے۔ یَس یَس۔ وہاں سب کشمیری رہتا ہے"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہنری:۔ "اچھا تم اِن کے ساتھ کس طرح آئی"۔

حسنو:۔ عرصہ ایک ماہ کا ہوا۔ یہ عورت (گوجری) پیرجی کے ہاں جا کر رہنے لگی۔ پھر دو چار دن کے بعد اس شخص (کھتری) نے گاؤں میں آٹا دال کی دُکان کھولی۔ کوئی آٹھ دس دن بعد اس (سنار) نے سنارے کی دکان کھولی۔ ہم تین لڑکیوں کو انہوں نے بہکایا کہ پنجاب میں نوابوں سے تمہاری شادیاں کردیں گے۔ ایک دن رات کو جب ہمارے گاؤں میں ایک برات آئی تھی۔ اور بڑی بھیڑ بھاڑ تھی۔ یہ تینوں ہم کو لے کر بھاگ نکلے۔ ایک لڑکی تو راستہ میں بھاگ گئی جس کے عوض سندری پکڑی گئی۔ اور ایک کو انہوں نے جالندھر میں ایک سکھ کے ہاتھ فروخت کر ڈالی۔ بس حضور یہ ہے جو کچھ ہے ہیں۔ لے سچ سچ عرض کردیا"۔

ولیم:۔ "شاباس۔ شاباس۔ تم بے خوف رہو۔ اچھا لیا۔ اس عورت کو یہاں سے لے جاؤ۔ اور اسے بھی کھانا کھلاؤ۔ دیکھو بیچاری بھوکی معلوم ہوتی ہے"۔

ہنری:۔ "بس اب تو مقدمہ صاف ہے۔ یہ . . . . حرام کا بچہ سب کے سب بردہ فروش ہیں"۔

ولیم:۔ "اس عورت (گوجری) کو بلاؤ"۔

گوجری آگئی:۔

ہنری:۔ "تیرا نام کیا ہے۔ اور یہ لڑکیاں کس طرح تم نے حاصل کی ہیں"۔

گوجری:۔ "میرا نام مہتابی ہے۔ مَیں جانتی بھی نہیں کہ یہ لڑکیاں کون ہیں۔ میں تو اپنی بیٹی کو یہاں ڈھونڈنے آئی تھی کہ مجھے سپاہی پکڑ لائے اور انہوں نے میرے پچاس روپیہ کے بازو بند لے لئے ہیں"۔

گوجری:۔ "ہاں جو مرضی ہو سو کرو۔ میرا نو ہزار آدمیوں کا کُنبہ ہے۔ سینکڑوں آدمی مجھے جانتے ہیں۔ کہ مَیں کیسی ہوں۔ میرے کنبہ وار تو ولایت تک تمہارا پیچھا نہ چھوڑیں گے"۔

ولیم:۔ "لیجاؤ۔ لیجاؤ۔ اس حرامزادی کو دس جوتا مارو۔ اور حوالات میں دے دو"۔

ہنری:۔ "ان دونو شیطانوں کے بچوں کو ادھر لاؤ"۔

ہنری:۔ "تم کون ہو؟"

کھتری:۔ "خداوند! ہم دونو بھائی ہیں۔ ہم نے سنا تھا کہ اس جگہ گندم سستی ملتی ہے۔ ہم تو غلہ خریدنے آئے ہیں۔ ہم بیوپاری آدمی ہیں۔ لاہور کے ہزاروں آدمی ہمیں جانتے ہیں ہماری نیک چلنی کے گواہ ہیں۔ ان لڑکیوں سے تو ہم بالکل واقف بھی نہیں"۔

سنار:۔ "ہاں حضور ہم ناحق پکڑے گئے ہیں ہم بے گناہ ہیں"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ولیم: "تم بھی بے گناہ ہے"

سنار: "حضور ہم دونو سگے بھائی ہیں"

ولیم: "ان ...... کے کپڑے اُتارو"

ایک سپاہی نے کپڑے اُتار کر دونو کا جسم ننگا کر دیا۔ اور ولیم نے ایک چابک سے کر دونو کو خوب پیٹا۔

کھتری اور سنار خوب روئے پیٹے۔ مگر مطلب کی بات ذرا نہ کہی۔

ولیم: "اچھا ان کو حوالات میں دے دو"

ایک سپاہی حوالات میں لے گیا۔

کھتری: "اس تھانہ دار چمار نے ہم کو مارا ہے۔ دیکھو تو سہی چیف کورٹ تک نہ مقدمہ پہنچائیں ہم ساہوکاروں کے لڑکوں پر ایسا ظلم"

سپاہی: "او...... اس داروغہ کے پھندے سے خالی چھوٹنا تو بڑا ہی مشکل ہے"

کھتری: "پھر کیا کریں۔ دس پانچ روپیہ لے لے"

سپاہی: "دس پانچ! پندرہ بیس روپیہ روز کی تو شراب پی جاتا ہے۔ تو دیکھتا نہیں یہ صاحب بہادر ہے صاحب بہادر"!

سنار: "دیکھا سب کچھ دیکھا۔ کہاں کا ولایتی انگریز ہے ہٹ سسرا یہ تو چمار ہے چمار"

سپاہی: "خیر چمار ہے یا چوہڑا۔ اس وقت تو اس کا اقبال ولایتیوں سے بھی زیادہ ہے"

کھتری: "ہاں بھئی اب تو صاحب بہادر بنا ہوا ہے"

سنار: "اچھا بھئی۔ بیس روپیہ میں تو شراب کا خرچ پورا ہو جائے گا"

سپاہی: "اجی بیس بیس کی کیا حقیقت ہے۔ اگر کوئی رنڈی آج رات کو آگئی تو پچاس روپیہ تو اسی کو دے دیگا"

کھتری: "اب رنڈی کی کیا ضرورت ہے۔ اب تو دونو کنواری لڑکیاں پھنسی ہوئی ہیں۔ شراب کے لئے ہم سے بیس روپیہ لے لے"

سپاہی: "یہ سودا نہ بنے گا"

آخر گھٹتے بڑھتے سو روپیہ پر فیصلہ ہوا۔ سپاہی ہیمری کے پاس گیا۔ اور اس سے کہا کہ اگر سو روپیہ لو۔ تو یہ لوگ عورتیں بھی تمہاری نذر کرتے ہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ولیم:" ہنری تم خود جاؤ۔ دیکھو کچھ زیادہ ہاتھ لگے"

ہنری گیا اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا۔ اور کہا کہ دو سَو روپے پر سودا ہو گیا ہے۔

ولیم:" دو سو۔ دو سو بہت عُمدہ ہیں۔ لڑکیاں بھی ہزار ہزار روپیہ کی ہیں۔ ہنری اسی واسطے تو مَیں نے تم کو اپنا منشی بنایا ہے۔ اِس سپاہی کو بھی کچھ دلوا دو۔ اور اُن کو چھوڑ دو۔ دیکھو سپاہی کو،" دیکھو وِل اِن لڑکیوں کو ہماری کوٹھی پہنچا دو"۔ (چپکے سے کچھ کان میں کہا)۔

## اُنہیں کچھ رحم بھی آتا نہیں یارب بوقت ذبح

## چھُری جب حلق عاجز پر رواں جلّاد کرتے ہیں

ہنری نے پانچ روپیہ سپاہی کو دلوائے۔ اور دو سو روپیہ خود لیکر ولیم کے پاس آیا۔

ولیم:۔ ہنری صاحب پچاس روپیہ تم لے سکتا ہے۔

ہنری:" نہیں حضور۔ یہ سب آپ ہی رکھیں"۔

ولیم:" نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ مائی ڈیر فرینڈ۔ اگر تھوڑا ہے تو ساٹھ روپیہ لے لو"۔

ہنری:" تھینک یو۔ تھینک یو۔ یہ کافی ہے مَیں اِس واسطے نہیں کہتا"۔

گوجری اور کھتری اور سنار حوالات سے چھٹتے ہی ہَوا ہو گئے۔ پیاری سُندری سوچ رہی تھی کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے۔ اور کشمیرن لڑکی بھی کچھ حیران دکھائی دیتی تھی۔ شام ہو گئی تھی ہَوا کسی قدر ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی تھی۔ اور کچھ ابر بھی ہو رہا تھا۔ ایک سپاہی اُن لڑکیوں کے پاس آیا۔ اور اُن کو اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔ کشمیرن اُس کے ساتھ ہو لی۔ مگر سُندری نے کچھ سوچ کر جانے سے انکار کیا۔

سُندری:" تم ہم کو کہاں لے جاؤ گے؟"

سپاہی:" تھانہ دار صاحب کی کوٹھی"۔

سُندری:" کیوں؟"

سپاہی:" حکم ہے"۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سندری: "میں تو وہاں نہیں جاؤں گی"

سپاہی: "نہیں جانا پڑے گا"

سندری: "کوٹھی میں تھانہ دار صاحب کی میم بھی ہے؟"

سپاہی تھا بڑا رند۔ سمجھ گیا کہ یہ لڑکی بڑی ہوشیار ہے۔ اگر کہوں گا کہ کوٹھی خالی ہے تو یہ ساتھ نہ جاوےگی۔ اور اگر اس چمار کو خبر ہوگی تو وہ اور مجھ کو بے عزت کرے گا۔ کہنے لگا:۔

سپاہی: "ہاں تھانہ دار صاحب کی میم ہے نیچے بھی ہیں اور میم صاحب تو بڑی نرم دل ہیں۔ شاید انہوں نے ہی تم کو بلایا ہے"

پیاری سندری بہت خوش ہوئی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ عیسائی عورتیں خصوصاً رحم دل ہوتی ہیں۔ اُس کو گمان ہوا۔ کہ تھانہ دار کی میم کو ہماری حالت پر رحم آیا ہوگا۔ جو اُس نے بلایا ہے وہ سوچتی کہ بیشک مجھ کو اب لاہور پہنچا دیا جاوے گا۔

تھانہ دار کی کوٹھی تھانہ کے نزدیک تھی۔ یہ دو منزلہ مکان تھا۔ نیچے کی منزل میں ہنری رہا کرتا تھا۔ اور اوپر کی منزل میں ولیم۔ ولیم گو ذات کا چمار تھا۔ مگر اس نے لیاقت خوب حاصل کر لی تھی۔ اُس کے پاس دو کمرے اور دو کوٹھڑیاں تھیں ایک کمرہ تو اس نے اپنا کتب خانہ اور کھانے کا بنا رکھا تھا۔ اور دوسرا کمرہ سونے کا۔ اور کوٹھڑی غسل خانہ اور دوسری سنگار کمرہ بنائی ہوئی تھی۔

ولیم کے پاس رشوت کا مال خوب ہاتھ لگتا تھا۔ اس واسطے اُس نے اپنا مکان ایسا آراستہ کر رکھا تھا کہ صاحب کمشنر کی کوٹھی بھی اُس کے آگے مات تھی۔ کرسی۔ میز۔ آرام کرسی۔ صوفا۔ شیشہ۔ پرچ پیالہ۔ چھری۔ کانٹا۔ فرش فروش۔ جھاڑ۔ فانوس۔ لمپ گلاس۔ غرض دنیا کی سب چیزیں اس کے مکان میں موجود تھیں۔ بس فقط کسر اتنی تھی کہ اس کے گھر میں کوئی عورت نہ تھی۔ جس کا علاج وہ یہ کرتا تھا۔ کہ مقدمہ والی تو کوئی ہی قسمت والی عورت اُس سے بچکر جاتی تھی۔ اور ویسے ہی قصبہ کی کوئی عورت اس سے نہ بچی تھی۔

نیچے کی منزل میں ہنری نے بھی ایک دالان میں اپنی چارپائی بچھا رکھی تھی۔ اور دو ایک ٹوٹی پھوٹی کرسیاں اور ایک پرانی سی میز بھی پڑی ہوئی تھی۔

جب سپاہی ان لڑکیوں کو کوٹھی میں لے گیا۔ تو کشمیرن کو ہنری کے کمرہ میں بٹھا گیا۔ اور سندری کو اوپر کی منزل میں لے جا کر سونے والے کمرہ میں بٹھا دیا۔ اور کہا کہ تم یہاں بیٹھو۔ شاید میم صاحبہ ہوا خوری کو گئی ہوئی ہیں۔ اب آتی ہی ہوں گی۔ یقین ہے۔ تم بہت خوش ہوگی کیونکہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وہ بہت محبت والی اور بڑی رحم دل بیبی تھی

سپاہی نے کمروں کے لمپ روشن کر دیئے۔ اور سندری کو کہا کہ میں میم صاحبہ کو بلا لاؤں۔ تم یہاں ٹھیرو ؛

یہ وہی سپاہی ولیم کا بہرہ بنا ہوا تھا اور کٹنا پا بھی کرتا تھا۔ اور ولیم آسامیوں سے اسے کچھ دلوا دیا کرتا تھا۔ سندری پیاری کو اس جگہ بٹھا کر یہ کٹنا مکان سے باہر چلا گیا۔ اور مکان کا قفل لگا دیا ؛

ولیم اور ہنری شراب کے نشے میں چور اس طرف چلے آ رہے تھے اور مستی کے سبب بیتاب ہو رہے تھے۔ خصوصاً ولیم تو بالکل بدمست ہو گیا تھا۔ سپاہی ان کے ساتھ آیا اور مکان کا قفل کھولا ؛

ولیم: "دل ہمارا "لال بی بی" کہاں ہے ؟"

سپاہی: "حضور اوپر ہے۔ حضور کے سونے والے کمرہ میں"۔

ولیم: "او۔ خوب خوب۔ سونیوالے کمرہ میں ہے۔ شاباش"۔

سپاہی: "حضور نے جو حکم دیا تھا"۔

ولیم: "اچھا شاباش ہے۔ ہاں دوسرا لڑکی کہاں گیا ؟"

سپاہی: "حضور ہنری صاحب کے کمرہ میں بیٹھی ہے"۔

ولیم: "اور ہمارا سب حکم تعمیل ہو گیا۔ ول شاباش۔ اچھا اب تم رخصت"۔

سپاہی: "پولیس کے قاعدے کے موافق سلام کر کے روانہ ہونے لگا"۔

ولیم: "ول شراب کا بوٹل"۔

سپاہی: "حضور۔ حضور کے کمرہ میں میز پر بوتل اور گلاس دونو رکھ آیا ہوں"۔

ولیم: "شاباش۔ شاباش۔ تم بہت اچھے والا"۔

سپاہی باہر چلا گیا۔ اور دوسرے آدمی سے کچھ کھانے کے واسطے مٹھائی وغیرہ لیکر ہنری کو دے گیا۔ ہنری نے مکان کا دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ اور کنڈی لگالی ؛

اب اوپر کی منزل میں ولیم اور سندری تھے۔ اور نیچے کی منزل میں ہنری اور کشمیرن لڑکی ؛

سندری بڑی دیر سے انتظار کر رہی تھی کہ میم صاحبہ آتی ہوں گی۔ اور مجھ پر بہت ترس کھاویں گی۔ اور میں ان سے یوں کہونگی اور دوں کہونگی کہ اتنے میں وہ چرچرہ کی آواز سے چونک پڑی اور جونہی اس نے ولیم کی شکل دیکھی۔ بڑی التجا سے خدا کی جناب میں دعا مانگی کہ ہے پرمیشر اس بھتنے سے میری عصمت اور پاکدامنی کو محفوظ اور سلامت رکھیو ؛

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ولیم :۔ "ول سندرا۔ ڈیر تم کہاں ہے۔ تم ہیر ہو مائی ڈارلنگ۔ ہمارا جان ادھر آؤ"

غریب سندری کے کاٹو تو بدن میں خون نہیں رہا تھا۔ وہ حیران تھی۔ کہ اب میں کیا کروں کبھی آسمان کی طرف دیکھتی کہ اگر پر لگ جاویں تو اوپر اڑ جائیے اور کبھی چھت اور دیوار کو دیکھتی اگر پھٹ جاویں تو وہیں سما جاوے ؞

ولیم :۔ "ہمارا امیم صاحب ادھر آؤ۔ قسم مسیح کا۔ تم کو خوب خوب گون بنا کر دیگا۔ تم ہمارا جان ہوگا۔ (کم ہیر مائی ڈارلنگ) یہاں آؤ میری جان"

افسوس ہے کہ دروازے سب بند کئے ہوئے تھے۔ اور کوئی موقع ایسا نہیں تھا کہ سندری اس راستہ سے بھاگ جاوے۔ یا اپنے تئیں چھت سے نیچے ہی پھینک کر گر جاوے ؞

آخر ولیم کو غصہ آیا اور اس نے ایک چابک کونہ سے اٹھا لیا اور بھاگتی بھاگتی بیچاری سندری کو سخت زخمی کر دیا ؞

ولیم شراب میں بدمست تھا۔ اس واسطے سندری اس سے داؤں گھات بچاتی رہی۔ ورنہ ولیم کے سامنے سندری بیچاری کی کیا حقیقت تھی ؞

اب ادھر ادھر بھاگتی بھاگتی سندری بیچاری بالکل تھک گئی۔ آخر وہ ایک کرسی سے لگ کر پڑی اور ہانپنے لگی۔ ولیم نے جھٹ اسے آنکر دبا لیا۔ غریب سندری نے بہتیرا رو دی۔ بہتیرا پیٹی۔ سب کچھ دہائی دی۔ مگر جس شخص کے سر پر حرام سوار ہو۔ وہ کب کسی کی سنتا ہے۔ قریب تھا کہ سندری کے شیشہ عصمت کو اس چمار کے ہاتھ سے صدمہ پہنچے۔ کہ اچانک سندری کی سمجھ میں ایک ترکیب آ گئی اور اس نے فوراً رونا دھونا موقوف کر دیا۔ اور نہایت پیارے لہجہ سے ولیم سے کہا :۔

سندری :۔ "صاحب! صاحب!! تم کیوں پاگل ہو گیا ہے۔ ساری رات پڑی ہے۔ ہم کہیں بھاگا تو نہیں جاتا۔ چلو تھوڑی دیر بیٹھیں۔ باتیں کریں۔ مائی ڈیر۔ تم کیوں اس قدر تنگ ہوتا ہے۔ ہم تو تمہارا ہے۔ بیشک تمہارا امیم صاحب ہے" ؞

سندری نے یہ باتیں اس قدر شیریں زبانی سے کیں کہ ولیم موم ہو گیا۔ اور کہا :۔

ولیم :۔ "ایکسکیوز می مائی ڈارلنگ۔ ہمارا جان ہم کو معاف کرو"

ولیم نے سندری کو چھوڑ دیا۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کھانے کے کمرہ میں لے گیا۔ اور ایک کرسی پر بٹھایا۔ وہاں بہت سی کتابیں اردو ہندی کی پڑی تھیں۔ سندری ان کو اٹھا کر پڑھتی رہی۔ اور ولیم کو سناتی رہی۔ یہ معلوم کر کے کہ پڑھ لکھ سکتی ہے۔ ولیم بہت خوش ہوا اور سندری کی بہت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خوشامد کرنے لگی۔

غرض سندری نے ایسا باتوں میں لگایا کہ رات کے دس بج گئے۔ مگر جب دیکھا کہ چارا کسی طرح اپنی حرکت سے باز نہیں آتا تو اُس نے کئی گلاس شراب کے اپنے ہاتھ سے بھر کر ولیم کو پلائے جس سے اس کا یہ مطلب تھا کہ ولیم کسی طرح بیہوش ہو جائے۔ اور میں کوئی تدبیر کر کے اس جگہ سے نکل جاؤں۔ مگر ولیم بڑا شراب خور تھا۔ وہ تو رات بھر میں چار چار بوتلیں اُڑا جایا کرتا تھا۔ اُسے ان گلاسوں سے کیا ہوتا تھا قریب بارہ بجے شب کے وہ بالکل بدمست ہو گیا۔ اُس نے سندری کا ہاتھ پکڑ کر کے اپنی طرف کھینچ لیا اُس کے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے۔ اور اس کو نیچے کر کے گھٹنے کے تلے داب لیا۔

ہائے اس وقت جو اُس نازک بدن سندری کی قابلِ رحم حالت تھی۔ اُس کا بیان کوئی اُس کے دل سے پوچھے۔ میرے قلم میں اسقدر طاقت نہیں کہ لکھ سکوں۔ اس کا دل دھڑک رہا تھا۔ ایک سانس آتا اور ایک باہر جاتا تھا۔ وہ موت کو یاد کر رہی تھی اور ایسے جینے سے زمین کا پیوند ہونا زیادہ پسند کرتی تھی اُس کی طاقت بدن سے بالکل زائل ہو گئی تھی۔ اور اسوقت نہایت عاجزی سے خدا سے دعا کر رہی تھی۔

تھانہ دار صاحب سندری سے طاقت آزمائی کر رہے تھے کہ باہر سے کئی خوفناک آوازیں آئیں۔

آوازیں:۔ "داروغہ جی۔ اجی صاحب بہادر۔ اجی تھانہ دار جی۔ جلدی آئیو جلدی۔ ڈاکہ پڑ گیا۔ کئی خون ہو گئے۔ ہزار ہا روپیہ کا مال چلا گیا"۔

جس وقت یہ آوازیں ولیم کے کان میں پہنچیں دنگ ہو گیا۔ اور سب مستی اُتر گئی۔ خوف کے مارے اسکا بدن تھر تھر کانپنے لگا۔ اسکا نشہ ہرن ہو گیا۔ جی تو چاہتا تھا کہ بستر کے اندر گھس کر لحاف میں منہ چھپالے۔ مگر اُس وقت پولیس کے کئی سپاہی بھی آ گئے تھے۔ اس لئے چار و ناچار ان کے ساتھ مرد بنا ہوا چلا گیا۔ جب سے تھانہ دار ہوا تھا پھولی پھولی کھاتا رہا۔ کام آج ہی پڑا تھا۔

چلتے وقت اُس نے سندری سے کہا۔ "مائی ڈارلنگ۔ ہم ابھی آتا ہے تم کچھ خوف نہ کرنا"۔ یہ کہا اور دروازہ کو باہر سے قفل لگا چل دیا۔

اس کے چلے جانے کے بعد سندری کو ایک گھنٹہ میں ہوش آیا۔ وہ اِدھر اُدھر دوڑی۔ دروازے سب بند تھے۔ مگر قسمت سے پیچھے کی طرف سے ایک کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ چاہتی تھی کہ وہاں سے اپنے تئیں گرا دے کہ کسی نے آواز دی:۔

آواز:۔ "بیٹی ذرا صبر کرو۔ گرو نہیں"۔

سندری:۔ "ظالم آ جاوے گا"۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آواز: "نہیں ابھی نہیں آنا اپنی جان مفت میں ضائع نہ کر۔ کھولو پریشر نے میری عزت بچائی؟"

سندری: "رام کی کرپا سے اب تک عزت تو محفوظ ہے۔ مگر مجھے گرنے دو۔ تم کون ہو اور کیوں منع کرتے ہو؟"

آواز: "گر کر جان نہ کھو۔ اس طرح پھر اس کے پالے پڑیں گے۔ لے یہ رسّی میں پھینکتا ہوں۔ اسے دروازے سے باندھ دے اور لٹک کر چلی آ"

سندری نے کھڑکی کے دروازے سے رسّی باندھ دی۔ اور اسکے سہارے سے نیچے اُتر آئی۔ دیکھا کہ ایک شخص قریباً پچاس برس کی عمر کا اُسے بیٹی بیٹی کہہ کر پکارتا ہے اور کہتا ہے کہ آ میرے ساتھ چلی آ"

سندری: "نہیں میں تو لاہور جاؤں گی۔ مجھے ادھر کا راستہ بتا دو"

شخص: "تم کو لاہور ہی پہنچا دینگے۔ تم کچھ فکر مت کرو۔ میں تم کو بیٹی کہتا ہوں۔ اور ایشور نے چاہا تو بیٹیوں ہی کی طرح تم سے سلوک کروں گا۔ بس اب زیادہ دیر نہ لگاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں تمہارے ساتھ میں بھی پکڑا اور مارا جاؤں۔ بس جہاں تک ہوسکے۔ تم جلدی جلدی چلی آؤ"

یہ پیر مرد کچھ ایسی محبت کیساتھ سندری سے پیش آیا۔ کہ سندری اس کے ساتھ ساتھ ہوئی۔

ناظرین حیران ہونگے کہ یہ شخص کون تھا جو اس اندھیری رات میں سندری کی مدد کو آیا۔ اور اسکو اپنے گھر لے گیا۔ موگا کے تھانہ میں دس بیس برس سے ایک منشی رہتا تھا۔ جس کا نام دھرم چند تھا یہ شخص تو محکمۂ پولیس میں ملازم تھا۔ مگر بڑا خدا پرست دیندار اور انصاف دوست تھا۔ وہ قوم کا برہمن تھا۔ اور ولیم کو رشوت اور بدکاری سے اکثر روکا کرتا تھا۔ چونکہ قوم کا شریف اور آدمی تجربہ کار تھا۔ اس واسطے ولیم اُس سے کنیاتا تھا۔ آخر ولیم نے اُسے نکلوایا۔ اور اُس کی جگہ للو (ہنری) کو رکھوایا اس موقع پر جب دھرم چند کو خبر لگی کہ ایک برہمن کی لڑکی اس چمار شہوت پرست کا شکار ہوتی ہے تو وہ بہت کوشش کرتا رہا۔ کہ اس معصوم کو اس موذی سے بچائے۔ وہ شام سے ہی مکان کے گرد چکر لگاتا رہا تھا۔ کہ قدرتی سبب ہاتھ لگا۔ اور اس نے تھانہ میں جا کے اطلاع دی کہ ڈاکہ پڑ گیا ہے۔ اور سپاہیوں کو لایا۔

غرض یہ شریف برہمن دھرم چند پیاری سندری کو اپنے گھر لے گیا۔ اور اس جگہ سندری بڑے آرام سے رہی۔ دھرم چند نہایت ہی شریف آدمی تھا۔ اُس نے غریب سندری کو نہایت آرام سے رکھا اور وہ موقعہ دیکھتا رہتا تھا کہ کسی طرح آرام اور حفاظت کے ساتھ سندری کو لاہور میں پہنچا دے۔

مگر ولیم کمبخت ابھی موقعۂ واردات ہی پر تھا کہ اُسکو خبر پہنچی کہ پری کہیں اُڑ گئی وہ بہت رنجیدہ ہوا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور اُس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ شہر کا گوشہ گوشہ تلاش کر ڈالیں۔ کالے کوٹے سارے شہر میں پھیل گئے بلکہ ہنری کی ہدایت کے موافق بعض غریب ہندو مسلمانوں کے پردہ دار گھروں میں بھی گھس گئے۔

دھرم چند کو جب یہ معلوم ہوا۔ کہ کالے کوٹے جگہ بجگہ سندری کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں تو اس کو اپنا بڑا اندیشہ ہوا۔ کیونکہ ولیم پہلے ہی سے اُس سے بدظن تھا۔ اُس نے سندری کو بہت ہی پوشیدہ طور سے رکھا۔ اس ڈاکہ کی خبر فوراً فیروزپور پہنچی۔ اور شام کو صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس اور دوسرے دن صاحب ڈپٹی کمشنر آن پہنچے۔ اور اب ولیم۔ ہنری اور تمام پولیس کے سپاہی واردات ڈاکہ کے کام میں مصروف ہوے۔ دھرم چند نے اس موقعہ کو غنیمت جانا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر کچھ بندوبست کرکے دوسرے دن فیروزپور چلے گئے۔ اور صاحب سپرنٹنڈنٹ ابھی موگا میں ہی تشریف رکھتے تھے کہ دھرم چند کا ایک رشتہ دار جو فریدکوٹ کی تحصیل میں پیشکار تھا مع اپنے اہل و عیال کے موگا پہنچا۔ اور شب گذاری کے ارادہ سے دھرم چند کا مہمان ہوا۔ دھرم چند نے بہت خوشامد درآمد اور چاپلوسی سے اس سے وعدہ لے لیا کہ بےچاری سندری کو وہ اپنے عیال کے ہمراہ پوشیدہ کرکے فریدکوٹ لے جائے اور وہاں سے اُسے لاہور پہنچادے۔

آفرین ہے اس برہمن پر بھی کہ اُس نے خواہ ایک بنی نوع انسان۔ خواہ اپنی ذات اور ہندو دھرم کی لاج سمجھ کر سندری پر اس قدر مہربانی کی۔ اور کچھ روپیہ اپنے کُنبہ دار کو سندری کے خرچ کے واسطے نقد دیئے۔

یہ پیشکار صاحب دوسری صبح کو موگا سے روانہ ہوئے۔ اور شام ہوتے شام فریدکوٹ جا پہنچے۔ سندری جبتک موگا کے راستہ میں رہی ولیم کا خوف اُسکی چھاتی پر سوار رہا۔ مگر فریدکوٹ پہنچکر اس کو کسی قدر اطمینان ہوگیا۔ اور وہ دھرم چند سے زیادہ پیشکار صاحب کی ممنون ہوئی۔

سندری تھی بہت عقلمند۔ مناسب نہ سمجھی کہ پیشکار صاحب کو اپنے لاہور روانہ کرنیکی بابت کچھ کہے۔ اُسے خیال تھا کہ جب موقعہ ہوگا۔ وہ خود روانہ کردیں گے۔ اس شکریہ کے عوض میں سندری نے پیشکار صاحب کے گھر کا کاروبار۔ بچوں کی پرورش۔ بال بچوں کا سینا پرونا سب اپنے ذمہ لے لیا۔

پیشکار صاحب نے جب سندری کا سلیقہ دیکھا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ لکھ پڑھ سکتی ہے تو اُن کے مُنہ میں پانی بھر آیا۔ انکی عورت ایک بدشکل بدمزاج۔ اور پرلے درجہ کی پھوہڑ تھی اُسکے ہاتھوں پیشکار صاحب کا ناک میں دم تھا۔ اور بچوں کا اُس کے ہاتھوں بُرا ستیاناس ہورہا تھا۔ سندری کو آتے ہوئے پانچ چھ روز ہی ہوئے تھے۔ کہ گھر کا رنگ بدل گیا۔ جو چیز تھی قرینہ اور سلیقہ کے ساتھ بچے بھی ہاتھ پیر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور کپڑے لتّے سے درست اور آراستہ رہنے لگے پیشکار صاحب تو سندری پر ایک جان سے ہزار جان سے عاشق ہو گئے۔ بات بات میں اس پر اپنا تعشق اور محبت ظاہر کرتے موقع بے موقع اُس کی طرف طرح طرح کے اشارے کرتے۔ مگر جورو سے ڈرتے تھے اسواسطے کھُلّم کھُلّا بات نہ کر سکتے تھے ॰

ایکدن پیشکار صاحب کی برہمنی اندر دالان میں تھی۔ اور سندری باہر صحن میں بیٹھی اُن کے بچے کا کرتہ سی رہی تھی کہ پیشکار صاحب سُندری کے پاس آئے۔ اور کرتہ کی سلائی دیکھنے کے بہانہ سے ایک پرچہ کاغذ پھینک گئے ॰

سندری نے اس پرچہ کو اُٹھا کر جو پڑھا۔ اس میں یہ لکھا تھا۔

میری جان اور جان سے پیاری معشوقہ!

بعد شوق وصل کے معلوم ہو کہ میں تم پر ہزار جان سے عاشق ہوں اور تمہاری ہر ایک آن پر مرتا ہوں۔ میں تو دل و جان سے تمہارا غلام ہو چکا ہوں۔ میرا دل تو تمہارے ہی ہاتھ میں ہے اور میری زندگی تمہاری نگاہ میں۔ تم جِلاؤ گی۔ تو جیونگا۔ ورنہ تو میں مر لیا۔ میں کیا کروں اس چڑیل (اپنی بیوی سے مراد ہے) کی خوف سے تمہارے ساتھ بات بھی نہیں کر سکتا ہوں۔ اگر تم فرماؤ۔ تو تم کو الگ مکان لے دوں۔ اور وہاں ہم تم دونو بڑی محبت اور پیار سے رہینگے۔ امید ہے کہ اپنے جواب سے مجھ مرتے ہوئے کو بچا لوگی ॰ راقم

تمہارا عاشقِ زار۔ پیشکار

جب غریب سندری نے اس خط کو پڑھا۔ اُسکا دم سا نکل گیا۔ غصہ کے مارے اس کا چہرہ تمتمانے لگا۔ اور پھر خوف سے اُس کا چہرہ زرد ہو گیا۔ اُس کی لِٹ بھول گئی ॰

طرح طرح کے خیالات اُسکے دل میں آنے لگے۔ سینا۔ پرونا۔ کھانا۔ پینا وغیرہ وہ سب کچھ بھول گئی اگلے پچھلے ہیبت ناک خیالات اُس کی آنکھوں میں پھر گئے۔ قریب تھا کہ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ کہ اتنے میں پیشکار کی جورو اندر سے نکل آئی۔ اور سندری کی یہ حالت دیکھ کر حیران ہو گئی۔ اُسے پیشکار صاحب کی نظروں سے پہلے ہی شک ہو گیا تھا۔ اور سندری کی یہ حالت دیکھ کر اُسکا شک اور بھی زیادہ ہوا۔ اب غریب سندری پر اور مصیبت نازل ہوئی کہ پیشکار صاحب کی زوجہ بھی اُسکی جانی دشمن بن گئی۔ اور بات بات پر اُسے کوسنے اور گالیاں دینے لگی۔ اور کھُلّم کھُلّا اس کو اپنی سوت کہنے لگی ॰

غریب سندری کو چند روز امن ملا تھا کہ پھر مصیبت میں مبتلا ہو گئی۔ پیشکار صاحب کی مصرانی کے طعنے اُسے تیروں کے موافق لگتے تھے خصوصاً جب وہ اُسے اپنی سوت کہتی تھی۔ تب اُس کا جی چاہتا تھا۔ کہ یا تو مصرانی کا منہ نوچ لے اور یا خود کسی کنوئیں میں گر کر اپنی جان دے دے۔ ایک رات اُسے بیماری

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رات پنشکار صاحب کا خوف رہا کہ کہیں اندھیرے آجائے یا کسی اور وقت میں اُسکی عزت کے لاگو نہ ہو جائیں اور طرح طرح کے خیالات سے اُسکی نیند کوسوں بھاگ گئی کہتی تھی۔ کہ دیکھئے ان مصیبتوں کا کیا انجام ہوتا ہے ؛

آخر اُس کی سمجھ میں آیا۔ کہ گو پنشکار صاحب کی عورت مجھ سے بہت خفا ہے مگر میرا کام بھی اُس سے نکلیگا یہی میرے یہاں سے نکالنے کی کوئی تدبیر کریگی۔ ورنہ پنشکار صاحب تو مری ہوئی کو بھی نہ نکلنے دینگے۔ یہ خیال کر کے اُسے کچھ اطمینان سا ہو گیا۔ اور ذرا کی ذرا اُسکی آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھتی ہے کہ پنشکار صاحب اُس کے سرہانے کھڑے ہیں۔ اور اُسکے چہرہ پر پیار سے ہاتھ پھیر کر کہتے ہیں "کیوں پیاری تم نے ہمارے رقعہ کا جواب کچھ نہ دیا" یہ دیکھ کر وہ پھر چیخ مار کر اُٹھ بیٹھی۔ مگر وہاں پنشکار کا کچھ پتہ نہ تھا رات کو مصرانی نے اُن کی خوب خبر لی تھی۔ اور اُس کے ڈر سے آج وہ ذرا کھسکے بھی نہیں ؛

دوسرے دن جبکہ مصرانی پیاری سندری کو بری نگاہوں سے دیکھ ہی تھی اُس نے بڑی لجاجت سے کہا:۔

سندری: "بہن میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔ تم مجھ سے خفا نہ ہو۔ یہ جو تمہارے دل میں خیال ہے یہ ٹھیک نہیں۔ میں پنشکار صاحب کو اپنا باپ اور بھائی سمجھتی ہوں"

مصرانی: "چل چل دفعہ ہو۔ میرے آگے بہت باتیں نہ بنا۔ سب بھائی باپ ہی بنایا کرتی ہیں اور وقت پر خوشی خوشی جورو بنجاتی ہیں"

یہ سنکر سندری کا کلیجہ ہلگیا۔ اُس کا دل بھر آیا۔ اُس نے زار و قطار رونا شروع کیا اور کہا ہے پرمیشر! آسمان کو گرا دے جسکے نیچے آکر میں دب جاؤں یا زمین پھاڑ دے کہ میں جس میں سماجاؤں یہ لوگ مجھ پر کیسے کیسے الزام لگاتے ہیں۔ ہے رام۔ اب تو مصیبتوں کی انتہا ہو گئی۔ جلدی مجھے موت دے یا بلاؤں سے نجات بخش ؛

سندری کا یہ بیان سُنکر مصرانی کا بھی دل پسیجا اور اُس نے کہا:۔

مصرانی: "بہن سندری مجھے معاف کر میں نے بُرا کیا"

سُندری: "بہن تو نے میرا کیا کیا۔ سب کچھ میری ریکھا کا قصور ہے میں تجھے تو بُرا نہیں کہتی۔ اپنی قسمت کو روتی ہوں"

مصرانی: "بہن رو نہیں۔ بس کر اب میں تجھے کچھ نہ کہونگی"

سندری: "مصرانی تم میری دھرم کی بہن ہو میں ... تیرا کیا بنا سب معاف کیا پرمیشر کیلئے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کوئی ایسی تدبیر کر کہ میں بہت جلد لاہور پہنچ جاؤں۔ ساری عمر تیرا احسان مانونگی۔"

مصرانی تو اسی بات کی خواہشمند ہو گئی۔ اور کہنے لگی:۔

**مصرانی:** "ہاں بہن۔ میں خوب جانتی ہوں تیرا کچھ قصور نہیں ہے یہ مرد واہی بڑا چھنلو ہے خیر پرمیشر اس سے تیری عزت کو بچاوے۔ اچھا اب میں تیری رہائی کی کوئی تدبیر کرتی ہوں۔"

جس محلہ میں پیشکار صاحب رہتے تھے۔ اُس محلہ کی ایک لڑکی بھٹنڈا علاقہ پٹیالہ میں بیاہی ہوئی تھی۔ اور چند ماہ سے اپنے باپ کے گھر آئی ہوئی تھی اُس سے مصرانی جی کا بہناپا تھا وہ دوسرے دن اپنے خاوند کے گھر جانے والی تھی وہاں سے ایک آدمی اُسے لینے آیا ہوا تھا جب وہ مصرانی سے ملنے آئی تو مصرانی نے کہا:۔

**مصرانی:**۔ بہن میں تیرے صدقے اس بیچاری غریب برہمنی لڑکی کو اپنے ساتھ لیجا اور اپنے خاوند سے کہکر اُسے لاہور پہنچوا دیجیو۔"

**لڑکی:** "اچھا اسے میرے ساتھ کر دو ہمارے ہاں سے تو اکثر آدمی لاہور آتے جاتے رہتے ہیں کسی نہ کسی کے ساتھ اسے وہاں بھیجا دونگی۔"

مصرانی نے اس وقت کچھ روپیہ سندری کو دیئے اور اُس کے آگے ہاتھ جوڑ کر اپنا کہا سنا معاف کرایا اور اُسے اُس لڑکی کے حوالہ کر دیا پیشکار صاحب جب شام کو گھر آئے تو سندری کو نہ پایا مصرانی سے ابھی کچھ پوچھنے بھی نہ پائے تھے کہ اُس نے دس بیس صلواتیں سنادیں اور دو چار جوتے بھی ٹیکار دیئے۔ خیر پیشکار صاحب تو ظاہر ٹھنڈے ہو کر رہ گئے۔

دوسرے دن صبح کو لینے دینے ملنے ملانے اس لڑکی کو دیر ہو گئی اس واسطے قریب دو بجے کے سندری کی بیل گاڑی فریدکوٹ سے روانہ ہوئی۔ اس گاڑی میں ایک وہ لڑکی تھی جو بھٹنڈے بیاہی ہوئی تھی۔ دوسری سندری تھی یہ دو عورتیں تھیں اور گاڑی بان۔ اور ایک مصر جو اس لڑکی کے سسرال سے آیا ہوا تھا یہ دو مرد تھے۔

اگر بیل گاڑی صبح کو روانہ ہوتی۔ تو کچھ رات گئے تک ضرور بھٹنڈا میں پہنچ جاتی۔ مگر چونکہ وہ دن کے دو بجے روانہ ہوئی تھی جب شام ہو گئی۔ تو گاڑی بان نے بیلوں کو نہاری وغیرہ دی اور اُن لوگوں سے کہا:۔

**گاڑی بان:** "بہتر ہے کہ رات کو یہاں ٹھہر جاویں۔ صبح کو اُٹھ کر چلینگے۔ راستہ میں چوروں کا ڈر ہے۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مصر: "ہاں ہاں ۔ یہ بات مناسب معلوم ہوتی ہے ۔"

بہو: "نہیں نہیں ۔ یہاں ٹھہر کر کیا کرنا ہے ۔ بس چلے چلو ۔ راتوں رات گھر پہنچ جاوینگے ۔"

ہرچند گاڑی بان اور مصر نے سمجھایا ۔ مگر اس عورت کی سمجھ میں نہ آیا ۔ اور سندری بھی یہی چاہتی تھی کہ کسی طرح جلدی سے کسی ٹھکانے پر پہنچیں ۔ اُس نے بھی اس عورت کی ہاں میں ہاں ملائی ۔ آخر شام کا کچھ کھانا کھا کر اُن کی بیل گاڑی روانہ ہوئی ۔ چاند آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا چاندنی کھل رہی تھی جنگل کا موقع ۔ کھلا میدان ۔ نیچے صاف ریت ۔ روشنی خوب تیز ۔ معلوم ہوتی تھی یہ لوگ خوشی خوشی چل رہے تھے ۔ اور چاندنی رات کا نظارہ دیکھ کر خوب حظ اُٹھا رہے تھے رات کے دس بجے ہونگے کہ مشرق کی طرف سے ایک ابر اُٹھا ۔ اور آناً فاناً میں سارے آسمان پر پھیل گیا بیچارہ گاڑی بان دہشت کے مارے مرا جاتا تھا ۔ اور مصر جی کا بھی ناطقہ بند ہو رہا تھا ۔ اور یہ دونوں لڑکیاں خوف سے آنکھیں بند کئے ہوئے پڑی تھیں ۔

کچی سڑک تھی ۔ اندھیرے کے سبب سے سڑک کے نام و نشان کچھ دکھائی نہ دیتے تھے گاڑی بان بیلوں کو جلدی جلدی ہانکتا تھا ۔ اور سب امید کر رہے تھے کہ دو ایک گھنٹہ میں گھر پہنچ جاتے ہیں اسی خیال میں عرصہ تین گھنٹہ کا گذر گیا ۔ اب تک بھٹنڈے کا میدان نہیں آیا نہ معلوم کیا سبب ۔

بہو: "مصر جی ۔ مصر جی ابھی بھٹنڈے کا میدان نہیں آیا ۔ آج کیا ہو گیا میں تو کئی دفعہ آئی گئی ہوں ۔ اس قدر دور کا راستہ تو نہیں ہے ۔"

مصر: "بہو جی ۔ ابھی تو کوئی نشان معلوم نہیں ہوتا ۔"

بہو: "اس گاڑی بان سے تو پوچھو ۔ کہیں راستہ تو نہیں بھول گیا ۔"

گاڑی بان نیند کے جھونٹے لے رہا تھا ۔ اور بیل یا خدا ہی جس طرف چاہتے چلے جاتے تھے ۔

مصر: "او چودھری ! چودھری دیکھ راستہ تو نہیں بھول گیا ۔ بہو جی کہتی ہیں کہ اب تک گھر نہیں آیا ۔ کیا سبب ہے ۔"

گاڑی بان: "مصر جی بات یہ ہے بات کوئی خالہ جی کا گھر تھوڑا ہی ہے کہ جلدی سے آ جاوے ۔"

مصر: "چودھری ۔ چودھری ہوش میں آ کر باتیں کر ۔ ذرا آنکھیں تو کھول ۔"

گاڑی بان نے آنکھیں کھول کر جو دیکھا تو چیخ اُٹھا غضب ہو گیا ہم تو کس کے کہیں آ گئے راستہ بھول گئے ۔ یہ سنتے مصر تو غش کھا کر گر پڑا ۔ اور بہو اور سندری کے ہوش حواس باختہ ہو گئے ۔ بارش گو ابھی نہیں ہوئی تھی ۔ مگر ابر سیاہ چھا رہا تھا کبھی کبھی بجلی اپنی چمک دمک دکھا کر دلوں کو ہلا دیتی تھی ۔ کہ اتنے میں ایسا معلوم ہوا کہ کچھ آدمی گاڑی کی طرف آ رہے ہیں ۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سندری: "بہن بہن دیکھو تو۔ گاڑی کی طرف کون لوگ آ رہے ہیں"

بہو بیچاری آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگی کہ اتنے میں بجلی چمکی اور ان لڑکیوں نے اپنے تعاقب کرنے والوں کو کافی طور سے دیکھ لیا۔

بہو: "ہائے میں مر گئی۔ یہ تو کوئی چور ہیں۔ دیکھا بہن سندری یہ بالکل ننگے اور ذرا ذرا سی لنگوٹیاں باندھے ہیں۔ ہائے ہائے کتنی لمبی لمبی لٹھ ہاتھوں میں لئے ہوئے ہیں"

سندری: "بہن۔ پرمیشر کو یاد کرو۔ وہی ہمارا رکھوالا ہے"

بہو: "مصر جی مصر جی۔ ذرا ہوشیار ہونا۔ پیچھے چور آتے ہیں"

چوروں کا نام سنتے ہی گاڑی بان۔ گاڑی اور بیلوں کو چھوڑ۔ چیخ مار کر جوئے پر سے کود پڑا اور اپنی جان بچا کر خدا معلوم کس طرف بھاگ گیا۔

اس کا یہ حال دیکھ کر مصر جی گاڑی سے غش کھا کر گر پڑے اور عورتوں نے رونا پیٹنا شروع کر دیا۔

اب کیا تھا کہ چوروں کو جو اندیشہ تھا وہ جاتا رہا۔ جھٹ پٹ گاڑی کو گھیر لیا۔ مصر بخت خفتہ کی طرح پڑا سوتا تھا۔ ایک ڈاکو نے اس کے سر پر ایک لٹھ مارا۔ اور مصر جی سسک سسک کر پرلوک کو چل بسے۔

ایک ڈاکو نے جوئے سے بیل کھول لئے اور جنگل میں ایک طرف کو چلا گیا۔ باقی تین وہی گاڑی کے پاس آئے اور چھپر سے دیکھا کر ان لڑکیوں کو خوب ڈرایا۔ اور جب دیکھا کہ صرف دو کم عمر اور خوبصورت پیاری پیاری لڑکیاں ہیں۔ تو ان کو گاڑی سے نیچے اتار کر لے گئے۔

ایک ڈاکو: "ان کو اس ٹیلہ کے پیچھے لے جاؤ"

یہاں سے پاؤ میل کے فاصلہ پر ایک بہت کا ٹیلا بڑا اونچا اور بہت گھیر والا تھا۔ وہ ڈاکو ان لڑکیوں کو اٹھا کر وہاں لے گئے۔ اور ایک نے جو اسباب وغیرہ ان کے ساتھ گاڑی میں تھا سب سمیٹ لیا۔

ٹیلہ کے نیچے پہنچ کر ان ڈاکوؤں نے ان لڑکیوں کی تلاشی لی۔ سندری بیچاری کے پاس دولت حسن کے سوا اور کیا تھا۔ مگر بہو بیچاری اپنے خاوند کے گھر جاتی تھی۔ گوٹے کے کپڑے اور چاندی سونے کے زیور پہنے ہوئے تھی۔

ان بے رحم چوروں نے اس غریب لڑکی کا سارا زیور اتار لیا۔ پھر اسکے سارے کپڑے اتار لئے۔ ہر چند روتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھے ننگا مت کرو۔ کچھ تم لے لو اور ایک چادر میرے پاس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

فقط اپنا بدن ڈھانکنے کے لئے دیدو۔ میں ایک بیچاری عورت ہوں۔ عورت کو مارنا اچھا اور بہادری نہیں ہے۔"

ایک ڈاکو: "عورت ہے۔ اسے چھوڑ دو۔ مال تو سب ہاتھ لگ ہی گیا ہے یہ بیچارا کیا کر سکتی ہے۔ اسے نہ مارو۔"

دوسرا: "ابھی تم کو کچھ زیادہ خبر نہیں۔ اس پر رحم کر کے مال تو جاتا رہیگا۔ مدد تم بھی پھانسی پاؤ گے اور ہمیں بھی اپنے ساتھ ہی مرواؤ گے۔ قسم ہے ڈاکو پیر کی۔ میں تو اس پر مطلق ذرا رحم نہ کرونگا۔"

یہ کہکر اس نامراد سفاک ڈاکو نے غریب لڑکی کا گلا پکڑ لیا۔ اور دونوں ہاتھوں سے ایسا زور سے ساتھ دبایا کہ قبل اس کے اس عاجز لڑکی نے اُسی وقت جان دیدی۔ ڈاکوؤں نے اُسے زمین پر پھینک دیا۔ اُس کا جسم مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہا تھا۔ بیرحم ڈاکو نے ایک لٹھ اُس کی کھوپری پر ایسے زور سے مارا کہ بیچاری کی کھوپری دو ٹکڑے ہوگئی۔ اور غریب دُلہن جو اپنے خاوند سے ملنے کی خوشی میں دن اور رات میں فرق نہ جان کر بیتابانہ چلی جا رہی تھی۔ اور جس کے دل میں شوق نے اپنے پیارے خاوند کی امید وصال میں طرح طرح کے خیالات پیدا کر رکھے تھے۔ تڑپ تڑپ کر حسرت وارمان اپنے دل میں لئے اسی جگہ ٹھنڈی ہوگئی۔

سندری اس خوفناک سین کو خوف کی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ اور اب اُس کی باری تھی اُس کے پاس تھا ہی کیا۔ جو چھینتے اور کپڑے بھی اسکے پھٹے پرانے تھے ہاں اُس کے پاس ایک دولت حسن اور مایہ عصمت تھی۔ جس کی اس نے بہت ہی حفاظت کی تھی اور اس وقت بھی اُسے زیادہ تر اسی کا فکر تھا۔ وہ اپنی جان کو بالکل ناچیز سمجھتی تھی اور بڑی دیر سے مرنے پر تیار بیٹھی تھی۔ مگر چاہتی ہے کہ کسی طرح اُس کے شیشۂ عصمت کو داغ نہ لگے اُس کے عصمت پر دھبہ لگنے کے بجائے جان کا دیدینا لاکھ درجہ بہتر معلوم ہوتا تھا۔ مگر کسی کا مقولہ ہے "خوبصورتی تباہی کی جڑ ہے"۔ آہا! کیسا عمدہ مقولہ ہے باغ میں تم سیر کو جاؤ۔ گل بوٹوں کو دیکھو۔ تم کسی کو نہ چھیڑو گے۔ مگر جو پھول خوبصورت ہوگا اُسے ضرور توڑ لوگے۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ وہ سب سے خوبصورت ہے۔

ہزار ہا جانور ہوا میں اُڑتے پھرتے ہیں مگر پکڑے وہی جاتے ہیں جو کہ خوبصورت ہیں۔ اور جو اپنی خوبصورتی اور خوبی سے دلوں کو لبھاتے ہیں۔

لاہور میں راوی کی۔ اور دہلی میں دریائے جمنا کی صبح صبح سیر کرو اور پھر حسینان نوعمر کا تماشا دیکھو۔ یقین ہے کہ بعض حسینوں کو تم بھی چاہو گے کہ اُن کو اپنے سامنے بٹھا کر باغ حسن کی بہار دیکھا کرو۔ کیوں اور بھی تو لوگ ہیں۔ یہ حسین تمہیں کیوں پسند آئے۔ ان کے درپے آزار تم کیوں ہوئے۔ ان کو کیوں بغیر محبت میں باندھنا چاہتے ہو۔ اس لئے کہ وہ حسین ہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ناظرین! اگر تم متاعِ حُسن کے خریدار ہو۔ اگر جوہر خوبی کے جوہری ہو۔ تو سچ کہنا کہ جب تم کسی معدنِ حُسن اور مخزنِ خوبی کو دیکھتے ہو۔ تو تمہارا دل کیا کہتا ہے کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اُس سے اپنے دامنِ امید کو بھر لو۔ اگر تم میں یہ ولولہ نہیں تو میں تو یہی کہونگا کہ تم درجۂ انسانیت سے خارج ہو۔

خواہ کیسا ہی بڑا امیر ہو خواہ کیسا ہی ذلیل حقیر۔ خواہ کیسا ہی جلیل القدر عالم ہو۔ خواہ کیسا ہی اجڈ جاہل لیکن خوبصورتی پر سب کے سب مرتے ہیں۔ حُسن پر سب جان دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری عاجز سندری کا حُسن اُس پر کیا آفت برپا کرتا ہے۔

ابھی تو اندھیرا تھا مگر چاند بھی ماہرخ کو دیکھنے کے لئے بیتاب ہو رہا ہے۔ بادلوں سے چھپ چھپکر سندری پیاری کو دیکھتا ہے۔

دیکھو کبھی ذرا اُجالا ہوتا ہے۔ اس ذرا سے اُجالے میں ڈاکوؤں کی نظر سندری کے حُسن خداداد پر پڑتی ہے۔ اُن کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔

ایک ڈاکو:۔ "او ہو۔ یہ لڑکی تو غضب کی حسین ہے"۔

دوسرا:۔ "ہاں۔ اسکی خوبصورتی پہ نہ مرنا نہیں تو پھر پھانسی موجود ہے"۔

پہلا:۔ "خواہ کچھ ہی ہو۔ او بے رحم میں اسے تو نہ مارنے دونگا قسم ہے ڈاکو پیر کی ایسی عورت تو میں نے اپنی ساری عمر میں کبھی بھی نہیں دیکھی"۔

دوسرا:۔ "دیکھو میں تم سے کہتا ہوں کہ اس خوبصورتی کے جال میں نہ پھنسو۔ ورنہ ہم سب بے طرح مارے جاوینگے"۔

پہلا:۔ "بھائی تم بھاڑ میں جاؤ۔ میں تو اُسے اپنی جورو بناؤنگا۔ اور اُسے دیبی بنا کر اسکی پوجا کرونگا"۔

دوسرا:۔ "نہیں تیری کیا حقیقت ہے میں ابھی اس کا کام تمام کرتا ہوں"۔

پہلا:۔ "تیری کیا طاقت ہے۔ آ پہلے مجھے مارے۔ پھر اسے مار لو"۔

چاند اچھی طرح نکل آیا تھا۔ اور چاندنی میں سندری کا گلزارِ حسن خوب بہار دے رہا ہے۔ ڈاکو اُس کے چہرے کی طرف دیکھ کر بیقرار ہو رہا تھا۔ دوسرا ڈاکو سندری کو مارنے کیلئے آگے بڑھا اور پہلے نے اُسکے ایک لٹھ مارا۔ یہ ڈاکو لٹھ کھاتے ہی ایک طرف بھاگا اور اب ایک ڈاکو اور سندری اکیلے رہ گئے ہیں۔

ڈاکو سمجھتا تھا کہ اُس نے سندری پر بہت مہربانی کی ہے۔ اور اب سُندری خود ہی اُسکے قدم چومے گی۔ وہ بہت خوشی سے سندری کی طرف بڑھا۔ اور اُس کو بغل میں لینے کیلئے ہاتھ بڑھایا۔

مگر پیاری سندری صرف حسین ہی نہ تھی۔ اللہ تعالٰے نے اُسے دولت عصمت بھی سا تھ عطا کی تھی ڈاکو کی اس حرکت کو دیکھ کر اُس کی آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ مگر عورت ذات بے بس بیچاری کیا کر سکتی تھی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

روتی ہوئی اُس جگہ سے بھاگی۔ اور پرے ہٹ کر کہنے لگی:۔

سُندری: "بھگوان کیلئے۔ مجھے ہاتھ نہ لگا۔ میں ایک برہمن کی بیٹی ہوں۔ مجھ پر رام کیلئے رحم کر۔"

ڈاکو: "برہمن کی بیٹی۔ آہا! پہلے بھی ایک برہمن کی لڑکی سے میری آشنائی رہ چکی ہے۔ میری جان میں تو تجھ پہ مرتا ہوں۔ بس تُ مجھے اب تنگ نہ کر۔"

سندری: "اے ظالم ڈاکو۔ پرمیشر سے ڈر۔ اور میری عزت کا داغ مت لگا۔ دیکھ میں تجھے کہتی ہوں۔"

ڈاکو: "اے میری معشوقہ ! تو نے میری کچھ قدر نہ کی۔ تو نے ابھی نہیں دیکھا کہ تیرے کارن میں نے کس قدر مصیبت اپنے اوپر لی ہے۔ بس میری جان۔ اب دیر نہ کر۔ آ گلے سے لگ جا۔ ہم دونو یہاں سے بھاگ چلیں۔ ورنہ دیکھ جو ڈاکو لٹھ کھا کر گیا ہے۔ وہ اور اور ڈاکو آیا ہی چاہتے ہیں۔ مجھ کو اور تجھ کو دونو کو مار ڈالینگے۔ اے جان مجھ پر ترس کھا۔"

سندری: "ظالم ڈاکو تو مجھے مار ڈال اور اپنے گروہ میں جا مل۔ مجھے تیرے ساتھ جانے سے مرنا اچھا ہے۔"

ڈاکو: "بس۔ بس کر بیجان۔ اب مجھ میں اپنے تئیں روکنے کی زیادہ طاقت نہیں۔ اب تجھ کو زبردستی بھی پکڑ لونگا۔ تو جانتی نہیں کہ میں کیسا زبردست جوان ہوں۔ کیا تو نے نہیں دیکھا تھا کہ میں نے ایک لٹھ میں تیرے ساتھ جو آدمی تھا۔ اُس کا کام تمام کر دیا تھا۔ اور ایک لٹھ میں زبردست ڈاکو کو بھگا دیا۔"

ناظرین! جو حال اس وقت پیاری سندری کا تھا اس کا لکھنا تو ہمارے واسطے بہت مشکل ہے۔ تم عصمت اور عفت کا خیال دل میں رکھو۔ اور پھر دیکھو کہ اگر ایسے موقع پر تم خدانخواستہ گرفتار ہو۔ تو تمہارا کیا حال ہو؟

ہاں جوش عصمت و غیرت نے اُس میں ایک تازہ جان پھونک دی تھی۔ وہ اس وقت بالکل مرجانے پر آمادہ تھی۔ اور مثل مشہور ہے "مرتا کیا نہ کرتا" وہ اس وقت اُس بہادر سپاہی کیطرح جو مقتل میں توپ و تفنگ کے آگے مرنے پر تیار کھڑا ہو۔ ڈٹی ہوئی تھی جس وقت ڈاکو نے اُسکو زبردستی پکڑ لینے کی دھمکی دی۔ تھی عورت ذات۔ وہ بہت ہی گھبرائی۔ اور کڑک کر جواب دیا۔

سندری: "او بے ایمان۔ بدبخت۔ بدمعاش ڈاکو۔ خبردار جو تو نے مجھے ہاتھ لگایا۔ اسی وقت آپ بھی مرجاؤنگی۔ اور تجھے بھی مار ڈالونگی دیکھ یہ دیوبی جھوٹ موٹ (چاقو) میرے پاس ہے اس سے تیرا پیٹ پھاڑ ڈالونگی۔"

ڈاکو: "بس بس۔ اب مجھ میں تاب نہیں اور اب میری موت بھی قریب آ گئی ہے۔ ڈاکو آیا ہی چاہتے ہیں اچھا تو میری موت کا باعث تو ہوگی ہی۔ مگر میں بھی تجھے کو راڈ کبھی نہیں چھوڑونگا۔"

یہ کہکر نامراد ڈاکو آگے بڑھا۔ اور غریب سندری اُسکو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر بھاگی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سندری آگے آگے تھی۔ اور ڈاکو پیچھے پیچھے تھا۔ مگر کہاں ایک حسین نازک گلبدن سیمتن لڑکی۔ اور کہاں ایک چالاک، زبردست۔ ڈاکو ایک لمحہ میں اُس نے سندری بیچاری کو پکڑ لیا۔ اور چاہتا تھا کہ اسکا منہ پکڑ کر کوئی بوسہ لے کہ سندری نے تڑپ کر اپنے تئیں اُس سے چھڑا لیا۔ اور نہایت غصہ سے اُسکے منہ پر تھوک دیا۔ اب ڈاکو سمجھا کہ سندری ملائمت سے قابو نہیں آتی۔ سختی کے ساتھ اُسے بس میں لانا چاہا۔ غریب لڑکی کو زمین پر گرا دیا۔ اُسکے سینہ پر ایک گھٹنا رکھ کر بیٹھ گیا۔ اور یہ کہنے لگا:۔

ڈاکو:۔ اب بول جان نکال دوں۔ اب تو مجھ سے نہیں بھاگیگی۔ بول۔ میری عورت بنے گی"

سندری بھی نہایت دھیمی آواز سے:۔ "تجھے بھگوان کی مار۔ عورت بنائیو اپنی ماں کو۔ جلدی میرا دم نکال۔ کہ روز روز کے عذاب سے چھوٹوں"

ڈاکو:۔ "ہاں ابھی تک تیرا نخرہ سیدھا نہیں ہوا"

یہ کہکر ڈاکو نے ایک رسی کا پھندا نکالا اور بیچاری بیکس اور غریب سندری کے گلے میں ڈال دیا۔ درحقیقت ڈاکو کا ارادہ ابھی اسکے مارنے کا نہیں تھا۔ وہ سندری بیچاری کو موت کا کنارہ دکھا دکھا کر ڈرا رہا تھا۔ مگر سندری تو عصمت اور عفت کی پوری تھی۔ بہ نسبت عصمت کے جان کا کھو جانا اُسکے نزدیک زیادہ آسان تھا۔

ڈاکو نے پھندے کو زیادہ تنگ کیا۔ اور یہ کہنے لگا:۔

ڈاکو:۔ "کہو، اب بھی اگر راضی ہو۔ تو چھوڑ سکتا ہوں"

سندری:۔ "او حرام خور۔ جلدی میرا دم نکال"

ڈاکو نے پھندے کو اور بھی تنگ کیا اور وہ کمبخت پہلے جیسا ہی اُس نازک بدن سندری کو بھی سمجھے ہوئے تھا کہ لوہا ہے۔ یا کاٹ ہے یا مٹی ہے مگر وہ تو شیشہ کے موافق نازک۔ اور موم کی مانند نرم اور جالی کی مثال باریک تھی۔

اب سندری پیاری کا دم گھٹنے لگا۔ اُس کے ہاتھ پاؤں میں سنسنیاں چھوٹنے لگیں وہ نہایت مدھم آواز سے جیسے کوئی کنوئیں میں بولتا ہے کچھ کہتی تھی۔ کہ سننے والوں کی کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا ہاں ڈاکو نے جو کچھ سمجھا۔ وہ یہ تھا:۔

...... پیارے ...... کارن ...... نے ...... مصیبت ........ اب

...... تمہارا ...... میں ...... جاتی ........ دیدار

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

...... باقی ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

# مبتلائے عشق

افوہ ہم کہاں سے کہاں نکل آئے کس کا بیان کر رہے تھے۔ اور کیا بکنے لگے ناظرین! گھبرائیے نہیں اب ہم سندری پیاری کو یہاں چھوڑتے ہیں۔ اور اپنے ہیرو مبتلائے عشق شام کی خبر لیتے ہیں؛

آپ کو یاد ہوگا۔ کہ ہمارا بہادر شام مرزا جبار بیگ کے پاس مدد کو گیا تھا۔ اور انہوں نے حسب وعدہ اُسکی مدد بہت عمدہ طرح سے کی تھی۔ بلکہ خود بھی موقعہ واردات پر تشریف لے گئے تھے۔ مگر شام کچھ ایسا غائب ہوا کہ پھر اُس کا پتہ نہیں لگا۔ مرزا صاحب بھی حیران تھے۔ اُنہوں نے مجرموں کو پکڑ بھی لیا تھا۔

طرفہ یہ کہ پاربتی کی لاش کا بھی پتہ نہیں تھا۔ تمام جنگل چھان مارا۔ دریا میں جال ڈلوائے لیکن کہیں بھی لاش کا پتہ نہ ملا۔ اور جوگی لاش کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اُس کو بھی زمین آسمان کھا گیا۔ مرزا صاحب خود حیران تھے۔ مجرم گرفتار تھے نہ تو مقدمہ ہی بن سکتا اور نہ اُنہیں خالی ہی چھوڑا جا سکتا تھا۔ ہر چند تلاش اور بہتیرا جستجو کیا۔ مگر نہ شام کا پتہ لگا۔ اور نہ لاش اور نہ جوگی کا؛

راجیہ داس اور تمام دوست شام کو الگ ڈھونڈتے تھک گئے تھے اور آخر تار دیکر اور خط لکھکر چُپ ہو گئے۔ حیران تھے۔ کہ شام کو کیا ہو گیا۔ زمین کھا گئی یا آسمان نکل گیا۔ ہر وقت شام اُن کی نظروں میں رہتا تھا۔ اُس کا خوبصورت چہرہ۔ اسکی شریفانہ وضع۔ اس کا دوستانہ تعلق اُسکے دوست یاد کر کرکے روتے تھے۔ اور دعا مانگتے تھے کہ پھر بھی اُس کو خیریت سے دیکھیں؛

جس شخص کی محبت میں دوستوں کا یہ حال ہو اُسکی جدائی میں اُس کے والدین کا کیا حال ہوگا ناظرین! ذرا تم اپنے کلیجہ پر ہاتھ رکھ کر دیکھو؛

شام نرائن ۱۹ برس کا جوان تھا۔ خوبصورتی میں لاثانی نہیں تو کسی سے بُرا بھی نہیں تھا۔ وہ اپنے باپ کا دوسرا بیٹا تھا۔ اُس کا پہلا بھائی مر چکا تھا۔ اُس کے ماں باپ ابھی جوان تھے۔ باپ کوئی چالیس اور ماں پینتیس برس کی تھی۔ جب سے کہ شام نرائن پیدا ہوا۔ بعد ازاں اس کی والدہ کے ہاں کوئی اور بال بچہ پیدا ہونا موقوف ہو گیا تھا۔ بس شام ہی تھا۔ جو اپنے ماں باپ کی آنکھوں کا تارا تھا؛

ایسی حالت میں خیال ہو سکتا ہے۔ کہ شام کی جدائی سے اسکے والدین کو کس قدر رنج ہوگا۔ جوان خوبصورت لائق۔ ہونہار لڑکا۔ آگے اولاد کی امید منقطع۔ گھر کے اندر دولت بیشمار؛

شام کی والدہ نہ کھاتی تھی نہ پیتی تھی۔ ہر وقت روتی رہتی تھی۔ اور شام ہی کا وظیفہ پڑھتی تھی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اُس کا والد اپنے عہدہ سے رخصت لیکر چلا آیا تھا۔ اور بہت ہی افسوس کرتا تھا اور اپنی جورو کی یہ حالت دیکھ کر مرجھایا جاتا تھا۔ وہ ادھر اُدھر شہروں میں اُسے ڈھونڈنے گیا۔ دوستوں کو خط لکھے۔ مگر شام کہیں ہو۔ تو پتہ لگے؛

شام کا گھر ماتم کدہ بنا ہوا تھا۔ دور دور سے آدمی اُسکی عیادت کو آتے تھے۔ اور شام کی والدہ تو عنقریب مرنے والی ہوگئی تھی ہائے ہائے اولاد کی جدائی کس قدر دشوار چیز ہے اور پھر اولاد بھی شام نرائن جیسی؛

شام نرائن کا خالو الہ آباد میں ملازم تھا۔ اور اُسکے عیال و اطفال ساتھ ہی رہتے تھے۔ جب اُن کو متواتر خبریں پہنچیں کہ شام نرائن کہیں گم ہوگیا ہے اور اُسکی والدہ اُسکی جدائی میں قریب المرگ ہے تو اُسکی خالہ بیقرار ہوگئی۔ اور مع اپنے خاوند اور بال بچوں کے عیادت کیواسطے یہاں آئی۔ دونوں بہنیں ملکر اس قدر روئیں کہ آنسوؤں کے دریا بہ گئے۔ شام کی والدہ پہلے ہی سے کمزور تھی۔ روتی روتی غش کھا کر پڑی اور ہچکیاں لینے لگی۔ گھر کے سب لوگ شام نرائن کو بھول گئے۔ اور اُس کی طرف متوجہ ہو گئے اُسی وقت حکیم عبد الحمید خاں اور سول سرجن بلائے گئے؛

سول سرجن نے فرمایا کہ نقاہت بہت ہے کچھ فکر نہ کرو۔ ابھی مرنے کا وقت نہیں ہے؛

حکیم صاحب نے کچھ دل کو تسکین دینے والی دوائیاں لکھ دیں۔ فوراً نسخہ تیار کروایا گیا۔ اب پئے کون۔ اُس غریب کے تو دانت بھچے ہو رہے تھے سانس پاؤ پاؤ گھنٹہ تک نہیں آتا۔ بہتیری تدبیریں کر رہے تھے۔ کچھ بن نہ پڑتا تھا۔ سب زندگی سے مایوس ہو گئے تھے کہ اتنے میں ڈاک والے نے دروازے پر آواز دی "لالہ جی۔ خط لیجاؤ"

رام نرائن کے پاس اکثر خطوط دوستوں کے شام نرائن کی بابت آیا کرتے تھے اور اُن سے سوائے اسکے کہ اسکو جواب لکھنے کی تکلیف ہو اور کیا فائدہ تھا۔ نوکر نے لاکر ڈاک دی۔ اور اُس نے معمولی طور سے دیکھ کر رکھ دی۔ کیونکہ جب سب خط دوستوں کی طرف سے تھے شام نرائن کے خالو نے کہا کہ بھائی صاحب ان خطوں کو پڑھو تو۔ شائد کسی میں کچھ شام کی خبر ملے؛

باپ: "بھائی صاحب بس پڑھا ہوگا۔ کہ شام کا پتہ لگا یا نہیں۔ پوچھنے والے سب ہیں بتانے والا کوئی نہیں!"

خالو: "تو بھی خط کو پڑھ تو لینا چاہیئے"

اس کے کہنے سے رام نرائن نے خط کھولے۔ سب میں وہی مضمون تھا جس کا اسکو خیال تھا ایک خط

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باقی رہ گیا۔ اُس نے جلکر اُس خط کو پرے پھینک دیا۔
CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خالو:۔ "بھائی صاحب اس خط کو بھی تو پڑھو"

باپ:۔ "اجی چولہے میں ڈالو۔ میرا تو اب دل ٹھکانے نہیں"

خالو:۔ "مجھ کو اجازت ہے۔ میں پڑھ لوں"

باپ:۔ "شوق سے"

شام نرائن کے خالو نے خط کھولا۔ اور پڑھنے لگا۔ اندر کمرہ میں سے عورتوں کے رونے کی آواز آئی۔ اور شام کا خالہ زاد بھائی روتا روتا اپنے باپ کے پاس دوڑا دوڑا آیا کہ "خالہ کا دم نکل رہا ہے۔ رام نرائن اس طرف دوڑ کر چلا گیا۔ دیکھا تو بیوی بیجان پڑی ہے۔ بیہوشی سے اُس کا ناتھ پیر مل گیا تھا۔ عورتوں نے جانا کہ دم نکلنے لگا۔ باہر آیا تو شام کے خالو نے پہلے حال پوچھا اور پھر کہا:۔ "مبارک ہو۔ شام مل گیا"

یہ سُنتے ہی رام نرائن نے بیتاب ہو کر خط لے لیا۔ اور پڑھتے پڑھتے غش کھا کر گر پڑا۔ لوگوں کو بڑا فکر ہوا اسی وقت بہت عمدہ خس کا عطر سونگھایا گیا منہ پر پانی کے چھینٹے دئے کیوڑا اور بید مشک گھولکر اُس کے حلق میں چوایا۔ پانی کا اندر جانا تھا کہ رام نرائن کو ہوش آیا۔ وہ فوراً اُٹھ بیٹھا اور اپنے نوکر کو کہا کہ اندر خبر پہنچا دو۔ شام نرائن مل گیا۔ آناً فاناً میں یہ خبر اندر پہنچ گئی شام کی والدہ تو بالکل بیہوش پڑی تھی سب نے اُس کی خالہ کو مبارکبادیں دینی شروع کیں۔

یہ آوازیں جونہی شام کی والدہ کے کانوں میں پہنچیں تو وہ فی الفور ایک دفعہ چونک کر اُٹھ بیٹھی اور کہنے لگی:۔

والدہ:۔ "کہاں ہے میرا شام پیارا"

یہ دیکھ کر لوگوں نے اُسے مبارکبادیں دینی شروع کیں مگر وہ پھر غش کھا کر پڑی اور بیہوش ہو گئی اُس وقت اُسکی حالت پہلی سے کچھ بہتر تھی حکیم صاحب جو دوائی دیگئے تھے وہ اسکے منہ میں روئی سے اسکی بہن نے چوائی اور رفتہ رفتہ دو گھنٹے میں اُسے ہوش آیا۔ رام نرائن کو جب خبر ہوئی اندر گیا۔ اور اپنی جورو کی نبض دیکھی۔ اور کہا کہ آج میرے پاس امرتسر سے ایک خط آیا ہے۔ جو ایک دوست نے بھیجا ہے یہ دوست ہمارے دہلی کے رہنے والے ہیں۔ اور امرتسر میں صاحب ڈپٹی کمشنر کے سررشتہ دار ہیں"

بیوی دھیمی آواز سے:۔ "ائے ہے اُس میں لکھا کیا ہے؟"

خاوند:۔ "لو میں تم کو خط پڑھ کر سُناتا ہوں"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خط پڑھنا شروع کیا۔
CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مشفق و مہربان جناب لالہ صاحب جی زاد لطفہ!

تسلیم نیاز کے بعد عرض ہے کہ کل دربار صاحب میں میرا جانے کا اتفاق ہوا۔ دیکھا کہ ایک شخص جوگیوں کیسے کپڑے پہنے۔ نوجوان۔ خوبصورت پھر رہا ہے۔ اور نہ کسی سے کچھ مانگتا ہے اور نہ کچھ کہتا ہے۔ مگر جو عورت کہ دربار میں جاتی ہے اُسکی طرف خوب ٹکٹی باندھ کر دیکھتا ہے اور خراب سا منہ بناکر مڑ جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو تلاش کرتا ہے اور جب اُس کے مطلب کا آدمی نہیں ملتا تو ناراض ہو کر منہ بنا بنا لیتا ہے:۔

میں بہت دیر تک اس شخص کو غور سے دیکھتا رہا۔ کیونکہ مجھے کچھ شبہ سا معلوم ہوا۔ آخر میں اُس کے پاس گیا اور اُس سے اُس کا نام و نشان پوچھا اُس نے کچھ جواب نہ دیا۔ اور میں نے اُسے اپنے ساتھ لانا چاہا۔ مگر نہیں آیا:۔

مجھے کامل یقین ہے کہ یہ نوجوان جوگی شام نرائن ہے۔ اب میں نے اپنا نوکر اُسکی نگرانی میں چھوڑ دیا ہے مگر بذریعہ تار جلدی مجھ کو اطلاع دیجئے کہ شام نرائن گھر ہے یا نہیں۔ مجھے بہت تشویش ہے:۔

آپ کا نیاز مند

مشتاق احمد دہلوی

سررشتہ دار عدالت۔ ضلع امرتسر

بیوی: "اے ہے۔ لالہ جی جلدی سے تار دو جلدی سے۔ بس بس وہ میرا شام ہے۔ ضرور میرا شام ہے"

خاوند: "ہاں تار تو میں ابھی بھیجتا ہوں کہ اُسکی سخت نگرانی رکھیں۔ اُسے لینے میں خود جاؤں یا کسی نوکر کو بھیجوں"

بیوی: "اے ہے لالہ جی تم کیسے بے رحم ہو۔ اس کام کو نوکروں پر بالکل نہ چھوڑو۔ تم خود جاؤ"

خاوند: "بھوجی۔ میرا تو یہی جی چاہتا ہے کہ پر لگا کر اڑ جاؤں مگر تمہاری بیماری کے سبب تم کو چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا"

بیوی: "لالہ جی خاطر جمع رکھو۔ میں نہیں مرتی بھگوان کے لئے میرے شام کی خبر مجھے جلدی لادو"

خاوند: "بھوجی شام کی جدائی کا تو سخت رنج تھا۔ مگر تمہاری بیماری کا تو بہت ہی افسوس ہے لو میں ابھی تار بھیجدیتا ہوں۔ اور آج شام کو لاہور روانہ ہو جاتا ہوں۔ پیاری پرمیشر تمہارا رکھوالا ہے"

بیوی: "ہاں تم مجھے بھگوان کی مرضی پر چھوڑ جاؤ۔ مگر رام کیلئے میرے شام کو جلدی سے مجھے ملا دو"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رام نرائن نے کمرہ میں ادھر اُدھر دیکھا۔ اُس کے آنے کی خبر پاتے ہی اُن لوگ جو ادھر ہو گئے تھے کمرہ میں کوئی مخل صحبت نہ تھا۔ اُس نے نہایت محبت سے اپنی بیوی کو گلے سے لگایا اور بڑی الفت اور شوق کے ساتھ اُسکے خوبصورت اور زرد رخساروں کو چوما اور کہا:۔

خاوند:۔ "پرتاپ جی بھگوان تمہیں تندرستی دے۔ پیاری بہت رنج نہ کرنا۔ ایشور نے چاہا تو کل تار کے ذریعہ سے تم سب کو حال لکھ بھیجونگا۔ اور پرسوں نہیں تو ترسوں ضرور دہلی آ پہنچونگا۔ تو جانتی پرمیشر تمہارا نگہبان ہے۔ بس اب بہت فکر نہ کرنا"۔

بیوی:۔ "لالہ جی۔ تم میری طرف سے تو بالکل بے فکر رہو۔ اور یقین رکھو کہ میں ابھی ہرگز نہیں مرتی"۔

خاوند:۔ "بھگوان نہ کرے۔ پیاری تم یہ کیا کہتی ہو۔ اچھا۔ اچھا۔ بس بس۔ اب ایسی باتیں نہ کرو میرا جی کُڑھتا ہے۔ بھائی صاحب اور تمہاری بہن یہاں تمہارے پاس ہیں اور آج شام کو میں لاہور کو روانہ ہو جاتا ہوں۔ کہو اور کچھ وہاں کی چیز منگوانا تو نہیں"۔

بیوی:۔ "نہیں کچھ نہیں۔ بس میرا شام لا دو۔ بس لالہ جی بس مجھے اور کچھ نہیں چاہیئے"۔

اپنی بیوی سے رخصت ہو کر رام نرائن اپنے ہمزلف کے پاس گیا۔ اور اپنے سفر کی بابت اُس سے ذکر کیا۔ اُس نے اس تجویز کو بہت پسند کیا اور دونوں نے مشورہ کر کے اس مضمون کا تار دیا:۔

"وہ فقیر شام نرائن ہے۔ سخت نگرانی رکھو۔ آج شام کو میں بھی امرتسر ضرور روانہ ہونگا"۔

رام نرائن بہت ہوشیار آدمی تھا۔ نہایت چست و چالاک اور دانشمند تھا۔ اگرچہ اُسکی عمر چنداں زیادہ نہ تھی۔ مگر پھر بھی اُس کا تجربہ بڑھا ہوا۔ اُسکی اپنی بیوی کی صلاح بہت پسند آئی۔ اُس نے بہت جلد سفر کی تیاری کی اور حسب ضرورت سامان سفر لیکر شام کو اسٹیشن پر پہنچا۔ اُسکا ہمزلف اور چند رشتہ دار اُسے ریل پر پہنچانے آئے۔ اور گاڑی روانہ ہوتے تک اُسے تاکید کرتے رہے کہ وہاں پہنچکر بعد دریافت کل حالات فوراً تار بھیجنا۔ اور وہ بھی چلتے چلتے یہ کہتا رہا کہ شام نرائن کی والدہ کا بہت خیال رکھنا۔

گاڑی چلنے والی ہی تھی۔ کہ اُس کا بھتیجا جے نرائن جو شام کا بہت گاڑھا دوست تھا ٹکٹ لے گاڑی میں آن بیٹھا۔ اور کہنے لگا:۔

جے نرائن:۔ "چچا جان میں بھی چلتا ہوں۔ افسوس آپ نے مجھے اطلاع تک بھی نہیں کی"۔

غرض یہ دونو چچا بھتیجا امرتسر کی طرف روانہ ہوئے۔ اس ناول میں رام نرائن کو اپنے بھتیجے جے نرائن کا خیال نہیں آیا۔ مگر اب اسکو جے نرائن کا ساتھ ہونا بہت ہی غنیمت معلوم ہوا۔ جے نرائن عمر میں بیس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سال کا نوجوان تھا خوبصورت نقشہ پڑھا لکھا چست چالاک با ادب تجارت سے واقف قانون سے خبردار ملنسار۔ اور دوستوں کا دوست۔ بزرگوں کا خادم۔ وہ دہلی سے انٹرنس پاس کرکے دو سال تک گورنمنٹ کالج لاہور میں تعلیم پا تا رہا تھا۔ پنجاب کے ہر ایک حصہ میں اُسکے دوست موجود تھے اور امرتسر تو اس کے دوستوں سے بھرا پڑا تھا۔

پس خیال ہو سکتا ہے کہ ایسے آدمی کا ساتھ ہونا کس قدر مفید ہے۔ دوسرے اس کو شام نرائن سے بہت محبت تھی۔ علاوہ چچا زاد بھائی اور ہم عمر ہونے کے دہ دس بارہ سال سے ایک ہی ساتھ تعلیم پاتے تھے۔

ریل گاڑی رات کے ۹ بجے دہلی سے روانہ ہوئی اور دوسرے دن ایک بجے امرتسر پہنچ گئی۔ یہ دن اتوار کا روز تھا۔ مولوی مشتاق احمد صاحب اسٹیشن پر موجود تھے وہ ان دونو مہمانوں کو اپنے گھر لیگئے اور رواج کے موافق اُن کی خاطر تواضع حد سے زیادہ کرنے لگے۔

رام نرائن: "مولوی صاحب برائے خدا اس قدر تکلیف نہ کرو۔ بس آپکا سب سے بڑا احسان ہے کہ آپ شام کا پتہ بتادیں۔"

مولوی صاحب: "منشی صاحب خاطر جمع رکھئے شام اب کہیں نہیں جاسکتا۔ بیر آدھی رات دن اُسکے ساتھ رہتا ہے۔ کھانا تیار ہے پہلے کھانا کھا لیجئے۔"

رام نرائن: "کھانا تو سب جگہ آپ کا ہی کھاتا ہوں۔ میں نے ریل میں کھا لیا تھا۔ برائے خدا شام کا جلدی پتہ دو۔"

مولوی صاحب: "منشی صاحب اس قدر بیقرار نہ ہوجئے۔ شام اب آتا ہے۔"

مولوی مشتاق احمد صاحب چونکہ سب سامان درست کرکے ریل پر گئے تھے۔ اُس واسطے رسوئی قریباً تیار تھی۔ اس عرصہ میں رام نرائن نے اپنے گھر کی سب مصیبت مولوی صاحب کو سُنائی۔ اُن کو سُنکر بہت افسوس ہوا اور انہوں نے کہا کہ ایک دن اتفاق سے ہی میں نے شام نرائن کو دیکھا۔ اور دیکھا بھی کئی سال کے بعد۔ مجھے تو شک ہی سا تھا۔ کہ شاید کوئی جوگی ہو۔ مگر اُس سے باتیں کرنے سے میرا شک یقین سے بدل گیا۔ آپ اطمینان سے کھانا کھا لیجئے میں نے آدمی بھیج رکھا ہے۔ وہ شام کو لیکر اب آیا ہی ہوگا۔

دونو مہمان کھانے میں مشغول ہوئے۔ مگر ان کو تو شام کی بھوک تھی طعام سے اُن کی بھوک نہیں جا سکتی تھی۔ اُن کو اپنے لخت جگر اور نور بصر کی زیارت منظور تھی مولوی صاحب کی خاطر سے کچھ تھوڑا بہت کھا کر جلدی فارغ ہوگئے اتنے میں ایک نوکر نے آکر اطلاع دی کہ وہ جوگی دربار صاحب میں تالاب کے کنارے بیٹھا ہے۔ نور اُس کے ساتھ ہے۔ ہم دونوں نے ہرچند اسے لانا چاہا۔ مگر وہ نہیں آتا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سب نے ملکر یہی تجویز کی ۔ کہ چلو ہم خود ہی اُس کے پاس چلیں ۔ سارے دربار میں کیھار اشام کا پتہ نہیں لگا بابا اٹل اور سارے سرِ تالاب ادیکھ بھالے ۔ سارے شہر میں چھان مارا ۔ گر شام کہیں غائب ہوگیا ۔ اور مولوی صاحب کا ذکر جو اُس کے ساتھ دہ بھی نہ ملا ۔ رام نرائن بہت پریشان ہوا ۔ مگر مولوی صاحب نے کہا کہ مت گھبراؤ وہ کل صبح کو ملجاویگا ۔ میرا نوکر سایہ کی طرح اُسکے ساتھ رہتا ہے ۔ یہ لوگ رات کے دس بجے تھک تھکا کر ٹھنڈے سانس بھرتے ہوئے اپنے مکان پر واپس آگئے ۔

# حسینونکا جمگھٹ اور رسیا جوگی

ہم اپنے ناظرین کو امرتسر کے دربار صاحب کا نظارہ دکھاتے ہیں ۔ پنجاب کے رہنے والے اور خاصکر امرتسر کے نزدیک شہروں کے خوب جانتے ہیں ۔ کہ دربار صاحب کیا چیز ہے وہ اُس کی رونق اور اُسکی کیفیت کو بخوبی جانتے ہیں ۔ اغلباً جب وہ ہمارا یہ باب ملاحظہ فرمائینگے ۔ تو اُن کے دلوں میں شوق کے ولولے اٹھینگے ۔ اشتیاق کے شعلے بھڑکینگے ۔ مگر اُن لوگوں کے واسطے جو ہندوستان کے دور دراز مقامات میں رہتے ہیں ۔ اور دربار صاحب کے نام سے بھی واقف نہیں ۔ اُن کو اس نظارہ کا دکھانا بہت مشکل ہے یہ نظارہ قابل شنید نہیں ہے بلکہ قابل دید ہے ۔ ہم جو کچھ لکھتے ہیں ۔ وہ نقشہ نہیں بلکہ خاکہ ہے ۔

دربار صاحب سکھونکا ایک معبد ہے جو امرتسر کے عین درمیان واقع ہے ۔ ایک بہت عالیشان حوض ہے جس کی چاروں طرف اونچے اونچے بلند مکانات بنی ہوئے ہیں ۔ حوض کے بیچوں بیچ ایک عظیم الشان مکان بنا ہوا ہے ۔ جو اندر باہر سے سونے کے پتروں سے منڈھا ہوا ہے ۔ حوض کے گرد سنگ مرمر کا حاشیہ ہے ۔ جہاں عموماً ہندو اور خصوصاً سکھ ونکے نہانے کیواسطے چبوترے بنے ہیں ۔ کیونکہ اُن کے اعتقاد کے موافق اس تالاب میں نہانے سے گناہ معاف ہوتے ہیں ۔ اس مندر کے اندر سکھونکی مقدس کتاب گرنتھ صاحب رکھی ہے ۔ ہمیشہ چند آدمی بھجن اور توجید لگاتے رہتے ہیں ۔ ہر وقت کڑا پرشاد حلوا تقسیم ہوتا ہے ۔ صبح کے ۴ بجے سے شام کے آٹھ بجے تک لوگ اُس کی زیارت کو آتے ہیں ۔ چڑھاوے چڑھتے ہیں ۔ نذرانے دئے جاتے ہیں ۔ اوّل تو امرتسر ایک مشہور شہر ہے تجارت کی منڈی اور پنجاب کی ناف ۔ اور پھر سکھوں کا مقدس مقام اور مقام بھی ایسا کہ اپنی وضع میں بے نظیر ۔ بہت سے لوگ تو اُسکی خوشنمائی پر فدا ہو کر اُس کی پرستش کرنے لگتے ہیں اور خاص امرتسر کا تو یہ حال ہے کہ وہاں کی ہندو عورتیں جب تک علی الصباح دربار صاحب کی زیارت نہ کرلیں ۔ چین نہیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نیتیں۔ پنجاب کا حسن ہندوستان میں مشہور ہے۔ اگر تم اس حسن کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہو تو صبح اندھیرے مُنہ دربار صاحب کی سیر کرو:۔

صبح کے چار بجے سے حسینوں کے جمگھٹ آنے شروع ہوتے ہیں۔ اور دربار صاحب کے تالاب میں غوطہ لگا کر اپنے روح اور جسم کو پاک کرتے ہیں

تو جلدی مناجاتوں کو سنکر۔ اور مندر کا ترک ایک نکر عاقبت سے پختہ ہو جاتے ہیں:۔

برسات کا موسم ہے رات کو کسی قدر بارش ہو چکی ہے۔ موسم خوشگوار ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ امرتسر کے دربار صاحب میں حسن کا گلزار کھلا ہوا ہے۔ شہر کے محلہ محلہ سے ماہرویان سیمتن یہ معشوقان گلبدن اشنان کے واسطے چلی آتی ہیں۔ آنکھیں ہنستی ہیں۔ بولتی ہیں۔ چہل پہل کرتی ہیں عاشقوں کے دل چھینتی ہیں۔ متاع حسن کے خریداروں کے سرمایہ لوٹتی ہیں۔ جن لوگوں کو مٹانے انسانی دل بخشے ہیں۔ اپنے معبود کی یاد میں صبح اٹھتے ہیں۔ عبادت کرتے ہیں اور اسکی خدائی کے کرشمے دیکھنے دربار صاحب میں تشریف لاتے ہیں۔ اور زاہدان زاہد فریب کو دیکھ کر صانع حقیقی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں:۔

ان لوگوں میں مبتلائے بلائے عشق اور نہایت ہی خوش وضع و خوبصورت ایک نوجوان جوگی ہے جو اپنے حسن سے ان حسینوں کو حسد دلا کر پسے بٹھاتا ہے۔ اٹھتی جوانی ہے۔ جسم مضبوط اور سڈول ہے۔ آنکھوں میں محبت عشق جوش مار رہی ہے۔ چہرہ اپنی لفریب ہے۔ اگر میں یہ کہدوں کہ کنھیا جی اپنی گوپیوں میں پھر رہے ہیں تو بیجا نہیں۔ اور زیادہ تعریف و بیان کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور قسم خدا کی یہ تعریف ہمارے نوجوان جوگی کے واسطے بالکل ٹھیک اور درست ہے:۔

ہمارا نوجوان جوگی تالاب کے گرد چکر لگاتا ہے۔ اس کا رخ بھی الٹا ہے۔ جدھر سے اور لوگ آتے ہیں اور خصوصاً عورتیں وہ اس طرف جاتا ہے۔ ہر ایک حسین کو توجہ سے دیکھتا ہے۔ اور اصل حسن کی بہار تو وہی لیتا ہے۔ کیسے مزے سے معشوقان نازنین کے چہروں کو گھورتا ہے تعجب ہے کہ عورتیں بھی اس جوان جوگی پر اس قدر فریفتہ ہیں۔ جیسے شمع پر پروانے۔ اگر وہ کسی سے نہیں بولتا تو خود اس کو آن کر چھیڑتی ہیں:۔

اللہ اللہ! جوگی کیا ہے۔ کوئی فرشتہ ہے۔ باوجودیکہ اس کو بھڑکانے والی۔ اس کی نفسانی خواہشوں کو اکسانے والی۔ اس قدر دلبر موجود ہیں۔ مگر وہ اپنا مقدس چلن نہیں چھوڑتا ہے۔ بیشک وہ حسینوں کو غور سے دیکھتا ہے کسی کی طرف سے تو جلدی مُنہ بنا کر ہٹ جاتا ہے۔ اس کے وہ معشوق کھسیانی ہو جاتی ہیں۔ اور دوسری سہیلیاں پھر ہنستی ہیں۔ بعضوں کی طرف وہ نہایت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

توجہ سے دیکھتا ہے اور ہاتھ پکڑ کر کہتا ہے "کیا پیاری پاربتی تمھیں ہو"

اس پر ساتھ والیاں اُسے چھیڑتی ہیں۔ اور وہ خود بھی آنکھیں شرم سے جھکا لیتی ہے یا اگر عیارہ ہے تو جوگی رسیلے کو چٹکیوں میں اُڑاتی ہے۔ اور سہیلیوں کو ہنساتی اور پھڑکاتی ہے یہ رسیلا جوگی ان جوانان پری وش میں گوپی چند بنا ہوا ہے +

یہ جوگی کون ہے؟

یہ ہمارا بہادر شام ہے جو کہ اپنی پیاری معشوقہ کی تلاش میں سرگردان پھرتا ہے اور جس نے اُسکے فراق میں زندگی کا لطف اور حیات کا مزہ چھوڑ دیا ہے آہا سچا عشق بھی کیا چیز ہے۔

یہ رسیلا جوگی حسینان عابد فریب کو پرکھ رہا تھا کہ پیچھے سے کسی نے اس کی کونی پکڑ لی۔ اور اس زور سے پکڑا کہ اس کا دم بند ہو گیا +

جوگی:۔ "آہا! پاربتی پیاری تم آگئیں۔ اوہو۔ بھگوان کی قسم تم تو غضب کی طاقتور ہو گئی ہو"

آواز:۔ "بھائی شام نرائن ہوش کرو۔ مَیں ہوں جے نرائن"

جوگی:۔ "جے نرائن۔ جے نرائن۔ کون جے نرائن! مجھے تو پاربتی درکار ہے؟"

جے نرائن:۔ "بھائی صاحب ہوش میں آؤ۔ ہوش میں۔ وہ چچا جان بھی تم کو تلاش کرتے کرتے آگئے ہیں"

جوگی:۔ "تم کون ہو؟ اور کیا سناتے ہو۔ کون چچا جان کیا پیاری پاربتی؟"

جے نرائن:۔ "ہیں۔ ہیں۔ تمھیں کیا ہو گیا ہے۔ ذرا ہوش کرو۔ تمہارے باپ تم کو تلاش کرتے کرتے آ رہے ہیں۔ یعنی تمہارے لالہ منشی رام نرائن تحصیلدار"

جوگی:۔ "میرا باپ! میرا باپ! اوہو مَیں نے دنیا سے قطع تعلق کر لیا ہے بس بس مجھے نہ ستاؤ"

جے نرائن:۔ "لو وہ آ بھی گئے"

رام نرائن:۔ "جے نرائن! کیا یہ شام ہی ہے؟"

جے نرائن:۔ "جی ہاں۔ شام بھائی ہے"

رام نرائن:۔ "بیٹا شام نرائن۔ بتاؤ تو سہی۔ تم پر کیا مصیبت نازل ہوئی۔ جو تم نے جوگ اختیار کیا۔ دنیا سے منہ موڑا۔ ہم سے رشتہ توڑا۔ کیا ہم نے تم کو اسی دن کے واسطے پرورش کیا تھا۔ کہ ہم کو صدمہ پہنچاؤ۔ ہائے تمہاری ماں نے تم کو اسی واسطے جنا تھا۔ کہ جب تم جوان ہو جاؤ۔ تو اس کے جان لیوا بنو۔ شام نرائن ذرا غور تو کرو۔ تم کو کس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بات کی تکلیف ہے۔ کھانے سے پینے سے۔ دیکھو تو میں نے تم کو پڑھایا لکھایا۔ پچاس روپیہ ماہوار تمہارے خرچ کو بھیجتا رہا۔ باپ کا رشتہ جانے دو۔ کہ آج کل کی اولاد اُسے کچھ حق نہیں سمجھتی تو آیا اُس احسان کا یہ صلہ ہے کہ آج کئی روز سے تمہاری تلاش میں مارا مارا پھرتا ہوں۔ کلیجہ پر پتھر رکھے ہوئے ہیں۔ اُدھر تمہاری والدہ تمہارے فراق میں جاں بلب ہے۔ مرگئی ہوگی۔ یا مر جائیگی"

یہ کہکر رام نرائن رونے لگا۔ اور جوگی بھی ایسا ڈاڑھیں مار کر رویا کہ پاس کھڑے رہنے والوں کے دل ہل گئے۔ دور دور سے زن و مرد اس تماشے کو دیکھنے آتے تھے اور نرم دل خود بھی پھوٹ پھوٹ کر روتے تھے حسینانِ توبہ شکن جوابھی جوگی سے ہنس رہی تھیں۔ اس سین کو دیکھکر انگشت بدندان رہ گئیں۔

شام نرائن بہت اشراف اور مہذب لڑکا تھا۔ باپ کو دیکھکر حیران ہوگیا اور اُسکی شکایت کو سُنکر رو پڑا۔ اور جب روتے روتے تھک گیا تو سر جھکا چپکا سا کھڑا ہوگیا۔ ہر چند رام نرائن نے اُس کے دل کی کیفیت معلوم کرنی چاہی مگر اُس نے کچھ جواب نہ دیا۔

آخر مولوی مشتاق احمد صاحب اُسے اپنے مکان پر لیگئے۔ منشی رام نرائن دہلی سے کچھ کپڑے لیکر آئے تھے وہ اُسے پہنائے۔ مہذب شکل بنائی۔ اور بہت سی دلجوئی کی باتیں اُس سے کیں۔ مگر اُس نے کچھ جواب نہ دیا۔ مولوی صاحب نے اُس کے کھانے کے واسطے بہت منت سماجت کی اور بمشکل اُس نے تھوڑا سا شکستہ دلی سے کھایا۔ اور پھر فرش پر ایک طرف لیٹا۔ اور سو گیا۔

رام نرائن۔ "بیٹا جے نرائن۔ اس کا کچھ احوال نہیں معلوم ہوتا"

جے نرائن۔ "چچا جان ابھی تو کچھ نہیں معلوم ہوتا۔ مگر سمجھتا ہوں کہ کسی عورت کے عشق میں مبتلا ہے"

رام نرائن۔ "عشق ہی عورت کے عشق میں۔ کچھ تعجب بھی نہیں۔ کیونکہ جوانی دیوانی ہوتی ہے"

جے نرائن۔ "ہاں چچا جان آپ گھر تار بھیجیں اور میں اس کا پتہ لونگا۔ شام بھائی آپ سے شرمایا ہے یقین ہے مجھ سے ظاہر کر دیگا"

رام نرائن تار دینے کے واسطے تار گھر چلا گیا اور جے نرائن شام کے پاس آیا۔ اور چپکے سے کہا لو میاں پروانے اٹھو۔ تمہاری شمع پاربتی آگئی ہے یہ سنتے ہی شام اُچھل کر اُٹھ بیٹھا اور کہنے لگا۔

شام۔ "بڑا احسان کیا۔ میری پاربتی کا کہاں سے پتہ لگا۔ کہاں ہے۔ کدھر ہے"

جے نرائن۔ "ہیں ہیں۔ بس ہے۔ گھبراؤ نہیں یقین کرلو۔ کہ ہے یہاں۔ مرجانے میں تو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نہیں آنے کی۔ زنانہ نہیں ہے"
شام: نہ چھیڑو ہمیں ہم ستائے ہوئے ہیں    جدائی کے صدمے اٹھائے ہوئے ہیں"
جے نرائن: بھائی شام۔ وہ کون ہے۔ جسکی جدائی میں تمہارا یہ حال ہے کوئی حور ہے یا کوئی پری ہے یا کوئی آسمانی پیدائش ہے۔ ہمیں تو بتاؤ"
شام: میرا معشوق قابل دید ہے نہ قابل شنید"
جے نرائن: معشوقان پنجاب تم کو کچھ پسند آتے ہونگے لمبی لمبی چوٹیاں۔ موٹے موٹے پیٹ۔ نہ کوئی ادا۔ نہ کوئی ناز۔ نہ کوئی نخرہ۔ بس زرد زرد رنگ دیکھ لو۔ ہم کو تو ایک ادا بھی اُن کی پسند نہیں آتی"
شام نرائن: پانچوں اُنگلیاں یکساں نہیں نہ پنجاب کے سب معشوق بد وضع ہوتے ہیں اور نہ ہند کے سب محبوب وضع دار"
جے نرائن: ہاں یہ تو سچ ہے مگر خبر نہیں تم اس پر کیوں ولدادہ ہوئیں تو پنجاب کے کسی اچھے سے اچھے معشوق کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ اس پر اپنی زندگی برباد کی جائے"
شام نرائن: لیلےٰ را بچشم مجنوں باید دید"
جے نرائن: بس بھائی صاحب بس کرو۔ ایسے عشق کو چھوڑو۔ چلو دہلی چلو۔ تمہاری ماں بہت خراب حالت میں ہے"
شام: منع کرتا ہے مجھے یار کے گھر جانے کو    ناصح آگ لگے اس تیرے سمجھانے کو
جے نرائن: اجی بس دیکھ لیا۔ تمہارا عشق۔ وہ اچھا ہے۔ کہ تمام گھر کو حیران کر رہے ہو۔ واہ۔ تم نے خاندان کو بھی خوب لاج لگائی"
شام: پرمیشر کے لئے مجھ ننگ خاندان کو میرے حال پر چھوڑ دو۔ بیشک میں اپنے خاندان میں رہنے کے لائق نہیں ہوں بس بس مجھے نہ ستاؤ"
یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اتنے میں رام نرائن آگیا۔ شام فوراً چپ ہو گیا اور جے نرائن اُٹھ کر اپنے چچا کے پاس آیا۔ اور چپکے سے کہا۔ کہ پورا پورا حال تو معلوم نہیں ہوا۔ مگر ہاں شام کسی عورت پر عاشق ہو گیا ہے۔ کہ جس کا نام پاربتی ہے۔ گو اس وقت وہ اس کے عشق میں بہت محو ہے مگر امید ہے کہ گھر جا کر چند روز میں سب کچھ بھول جائیگا +
رام نرائن: بس تو آج شام کو گھر چلدینا چاہئے"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جے نرائن :- جی ہاں ضرور۔ جس قدر جلد ہو۔ اچھا ہو۔"

رام نرائن :- ہاں تمہاری چچی کی بیماری کا بھی تو خیال ہے؟"

جے نرائن :- ہاں یہاں سے جلدی لیجانا شام کے حق میں اچھا ہے وہاں پہنچکر ضرور اس کا خیال ہٹ جاویگا۔"

رام نرائن :- مولوی صاحب فرما گئے تھے کہ چار بجے دفتر سے آوینگے پھر اُن سے اجازت لے لیں۔ اُن بیچاروں نے ہم پر بڑی مہربانی کی۔ ریل تو سات بجے جاتی ہے۔ تم بھی ساتھ ہی چلو گے؟"

جے نرائن :- جی ہاں ریل تو دہلی کی طرف سات بجے جاتی ہے مجھے اجازت دیجیئے۔ کہ دو ایک روز کے واسطے لاہور ہو آؤں یہاں تک تو آ گیا ہوں۔ اب تو ایک سبب نکل آیا ہے پھر کب کب آنا ہوتا ہے۔ شام بھائی تو مل گیا ہے؟"

رام نرائن :- اچھا بھئی ہو آؤ۔ اگر رامجیداس وغیرہ ملیں۔ تو اُن کو کہدینا۔ کہ میں اُن کا بہت بہت ہی تہ دل سے مشکور ہوں۔ اور شام مل گیا ہے؟"

چار بجے کے بعد مولوی مشتاق احمد صاحب دفتر سے آئے۔ اور دیکھ کر حیران ہوئے۔ کہ اُن کے مہمانوں نے سفر کی تیاری کر لی ہے۔ انہوں نے ہر چند روکنا چاہا۔ مگر رام نرائن نے بمنت اُن سے اجازت لے لی۔

شام کو مولوی صاحب ان کو ریل پر رخصت کرنیکے لئے تشریف لیگئے۔ رام نرائن۔ شام نرائن اور ان کا نوکر تو دہلی روانہ ہوئے۔ اور جے نرائن لاہور کی طرف۔ رام نرائن نے مولوی صاحب کا بہت شکریہ ادا کیا۔ اور روانہ ہوتے وقت مولوی صاحب نے کہا کہ دہلی پہنچکر خیریت کا خط ضرور لکھئیگا۔ اور رام نرائن نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ بسر و چشم +

ریل روانہ ہوئی۔ رام نرائن اور شام نرائن نے سیکنڈ کلاس میں اپنی اپنی سیٹ سنبھال لی۔ شام لیٹ گیا۔ اور اپنے خیالات میں ایسا غرق ہؤا کہ تھوڑی دیر میں مردوں سے باتیں کرنے لگا۔ رام نرائن کو بھی ہر چند نیند آتی مگر وہ شام کی حفاظت کے سبب نہ سو سکا +

برسات کا موسم تھا۔ بارہ بجے کے قریب بارش ہونے لگی۔ اور ایک بجے کے قریب جب راجپورہ سے گاڑی روانہ ہوئی۔ تو رام نرائن گھبرا کر اُٹھ بیٹھا۔ کھڑکی میں سے جھانک کر جنگل کے نظارہ کو دیکھنے لگا۔ وہ حیران ہؤا۔ جب اُس نے دیکھا کہ اُس کے سامنے سفید ریت کا میدان

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

معلوم ہوتا ہے۔ اُس نے ہر چند خیال کیا۔ مگر اس کی بات عجیب ہی معلوم ہوئی انجن برابر چلا جا رہا تھا۔ رام نرائن نے دیکھا کہ انجن اس سفید ریت کے اندر گھس گیا۔ وہ ذرا سنبھلنے نہ پایا تھا کہ اُس کو نہایت زور سے ایک پانی کا دھکا لگا۔ اور وہ اس کا لخت جگر پانی کے اندر گر پڑے انجن سرد ہو گیا۔ گاڑیاں الٹ گئیں۔ لوگ پانی میں مچھلیوں کی طرح تیرنے لگے۔ ذرا سی دیر میں کچھ کا کچھ ہو گیا ؏

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

## طغیانئ دریا

جس سال کا ہم ذکر لکھ رہے ہیں۔ اس سال تمام ہندوستان میں اس قدر بارش ہوئی کہ دریا، سمندر، اور نالے دریا بن گئے۔ بیسیوں ندیوں کے پل ٹوٹ گئے۔ سینکڑوں گاؤں برباد ہو گئے۔ ہزاروں جانوں اور لاکھوں روپیہ کا نقصان ہوا +

انبالہ سے کچھ فاصلہ پر راجپورہ کے نزدیک ایک ندی ہے جسے گھگر کہتے ہیں یہ برساتی ندی پہاڑ سے آتی ہے۔ اور پٹیالہ کے نزدیک سے گذرتی ہوئی جنگل کو سیراب کرتی ہے اور وہیں خشک ہو جاتی ہے +

اس سال دفعۃً گھگر میں اس قدر طغیانی آئی کہ دور تک پانی ہی پانی ہو گیا۔ ریل کی سڑک بہ گئی۔ کمزور درخت جڑ سے اکھڑ گئے۔ بہت سے نزدیک گاؤں صاف بہ گئے۔ کسانوں کے کارآمد اور قیمتی مویشی اور ان کے پیارے بچّے اور وہ خود بے رحم اور غضبناک پانی میں بہ گئے۔ پٹیالہ قریبًا آدھا بہ گیا +

یہ وہ دن تھا جس روز رام نرائن اور شام نرائن امرتسر سے چلے تھے۔ شام نرائن سویا ہوا تھا۔ مگر رام نرائن جاگ رہا تھا جس وقت گاڑی راجپورہ سے روانہ ہوئی۔ رام نرائن نے کھڑکی میں سے جھانک کر دیکھا کہ اس کے سامنے ایک سفید ریت کا میدان معلوم ہوا۔ مگر وہ درحقیقت ریت کا میدان نہ تھا۔ بلکہ دریائے گھگر کی طغیانی تھی۔ جو دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ بڑے بڑے اونچے درخت چوٹیوں تک اس میں دبے ہوئے تھے ریل کی سڑک بالکل اس میں چھپی ہوئی تھی۔ دریا کی رو بڑی زور سے بہ رہی تھی۔ رام نرائن بہت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

متعجب تھا اور اس کی حیرانی اور بھی زیادہ ہوتی تھی۔ جب وہ خیال کرتا تھا۔ کہ نہ تو ڈرائیور اس کی پرواہ کرتا ہے نہ گارڈ۔ وہ اسی خیال میں تھا کہ انجن پانی کے اندر گھس گیا۔ اور تھوڑی ہی دور گیا تھا۔ کہ پانی کا ایک زور سے ریلہ آیا۔ گاڑیاں الٹ گئیں۔ مال۔ اسباب چھوٹے بڑے سب پانی میں جا پڑے۔ بچوں اور عورتوں کے دردناک نالہ سنائی دئے۔ مردوں کی ہولناک چیخیں نکلیں۔ مگر وہاں کیا ایک دم میں سب آدمی پانی کے اندر غوطے کھانے لگے۔ رام نرائن بھی اسی طغیانی کے بھینٹ ہوئے ٭

ہم بیان کر چکے ہیں کہ شام نرائن جب سے امرت سر سے چلا تھا وہ اپنے خیالات میں ایسا غرق ہوا تھا۔ کہ فوراً سو گیا تھا۔ اور اس کا باپ اُس کی نگرانی کر رہا تھا جس وقت کہ اہل گاڑی طغیانی دریا کی نذر ہوئے۔ ہمارا بہادر شام سویا ہوا پڑا تھا۔ اُس کو ایک وحشتناک خواب دکھائی دے رہا تھا۔ کہ راوی کے کنارے جنگل میں کھڑا ہے کچھ لوگ ایک لاش کو لائے۔ اور لکڑیاں سلگا کر مردہ کو پھونکنے لگے ہیں۔ کہ اتنے میں مردہ جاگ اُٹھا ہے اور نہایت عاجزی سے کہتا ہے۔ کہ میں تو زندہ ہوں۔ مجھے نہ پھونکو اور آواز پاربتی کی سی معلوم ہوتی ہے شام جلدی سے بھاگ کر چتا کے پاس گیا۔ اور جب اُس نے دیکھا کہ واقعی وہ لاش پاربتی ہی کی ہے۔ اور پاربتی ہی چیخ رہی ہے کہ مجھے نہ جلاؤ۔ تو وہ حیران ہو گیا۔ اور بے اختیار آگے بڑھا۔ پاربتی نے شام کو پہچانا۔ اور کہا شامی جی پرمیشر کے لئے جلدی پہنچو۔ ورنہ میں چلی ٭

شام یہ کلمہ سنتے ہی پروانہ کی طرح بیتاب آگ کی طرف جھپٹا۔ اور یہ وہ وقت تھا۔ جب کہ اُس نے پانی کے اندر غوطہ کھایا۔ اور جب اُوپر اُبھرا۔ تو اُس نے دیکھا کہ نہ تو وہ جنگل اور نہ چتا اور نہ پاربتی ہی ہے۔ اور وہ خود ایک مجمع میں پھنسا ہے اور پانی اُسے بہائے لئے جاتا ہے ٭

شام نرائن بڑا کشتی جوان تھا۔ وہ تیرنا بھی خوب جانتا تھا۔ اطمینان سے تیرنے لگا۔ بہاؤ کی طرف جانے میں اُسے اور بھی آسانی معلوم ہوا۔ وہ بے اختیار بہاؤ کی طرف چلا جا رہا تھا۔ کہ کوئی چیز کالی کالی اُس کے پاس تیرتی معلوم ہوئی۔ شام نے اُس پر ہاتھ مارا معلوم ہوا کہ وہ ریل گاڑی کا گدیلا ہے۔ شام نے پکڑ کر اُسے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور اُس کو اپنے پیٹ کے نیچے داب کر اپنے تئیں دریا کے رحم پر چھوڑ دیا۔ اُس وقت اندھیرا ہو رہا تھا اور کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی تھی۔ شام نرائن آنکھیں بند کئے دریا کے بہاؤ کے ساتھ چلا جا رہا تھا اُس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کو خبر نہیں تھی۔ کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ گو اس کو اپنے دل میں اطمینان تھا کہ میں ڈوبتا نہیں۔ سہارا بہت مضبوط تھا۔ وہ سمجھتا تھا۔ کہ اگر اس وقت میں جدوجہد کرونگا۔ تو اس غضبناک دریا کا مقابلہ نہ ہو سکیگا۔ ورنہ میں ضرور ڈوب جاؤنگا۔

اس کو یہ خبر نہیں کہ کون دریا ہے۔ وہ سمجھتا تھا۔ خبر نہیں بیاس ہے یا ستلج یا سندھ ہے اس واسطے وہ نہنگ وغیرہ سے اکثر ڈرتا تھا۔ مگر پھر کہہ دیتا تھا۔ اچھا جب پاربتی پیاری نہیں تو مجھے زندہ رہ کر کیا کرنا ہے۔

شام بہتا رہا۔ دن نکل آیا۔ دنیا کا چہرہ روشن ہو گیا۔ شام نے آنکھیں کھولدیں دریائے غارت کن کے آثار ہر طرف نظر آنے لگے۔ مردہ جانور اور آدمی اور اُنکے اسباب پانی میں بہے جا رہے ہیں۔ ان کو دیکھ دیکھ کر شام نرائن سوچتا تھا کہ دیکھئے کہ میرا انجام کیا ہو جب صبح ہوئی تھی۔ کچھ قدرتاً اور کچھ شام کی تدبیر سے اس کا گدیلہ کنارہ کی طرف ہٹ رہا تھا تقریباً ایک کا وقت ہوگا کہ گدیلہ کچھ سُست سا ہو گیا۔

شام نرائن دل میں ڈرا۔ کہ کہیں پانی سے بھیگ کر گدیلہ ڈوب نہ جائے مگر پھر کچھ سوچنے لگا اور گدیلہ کو ہاتھ سے مضبوط پکڑ کر ٹانگوں سے کچھ ٹٹولنے لگا۔ اوہو۔ وہ کس قدر خوش ہوا جب اُس کو معلوم ہوا۔ کہ وہ ایک گز پانی میں کھڑا ہے۔

اُس نے کنارہ کی طرف دیکھا۔ وہاں سے کنارہ بہت دور تھا۔ بیچ میں پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ اُس نے اپنے دل میں کہا:۔

شام:۔ "ممکن ہے کہ کنارہ تک پانی تھوڑا تھوڑا ہو۔ اور ممکن ہے کہ اس جگہ کوئی ٹیلہ ہو۔ مگر اس طرف پانی کا زور نہیں معلوم ہوتا۔ ہم تو جانیں پانی تھوڑا ہی ہوگا۔ اچھا میں اپنی قسمت آزماؤنگا۔ اس سے زیادہ اور کیا ہوگا۔ کہ ڈوب جاؤنگا۔ ڈوبا ہُوا تو ہوں ہی"۔

یہ کہہ کر اُس نے اپنے گدیلے کو تھپکی دی۔ اور کہا:۔

شام:۔ "پیارے گدیلے! تم نے مجھ کو یہاں تک پہنچایا ہے۔ اب تم ہی مجھے کنارہ پر لگاؤگے بس اب اس طوفان خیز دریا میں مجھ غریب اور بےبس شام کا تمہارے سوا اور کوئی مددگار نہیں ہے"۔

ہمارا بہادر شام کنارے کی طرف جانے لگا۔ خوش قسمتی سے پانی تھوڑا ہی تھوڑا تھا۔ وہ گدیلہ کو دھکیلتا چلا اور ایک دو گھنٹہ کی کوشش میں کنارے جا پہنچا اُس نے اپنی چاروں طرف دیکھا مگر سوائے ریت اور کیکر اور آک کے درختوں کے اُسے اور کچھ نظر نہ آیا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دھوپ خوب چل چلا کر پڑ رہی تھی۔ اور شام کو بھوک بھی خوب کڑاکے سے لگ رہی تھی وہ حیران تھا کہ کیا کرے آک اور کیکر کے پتے انسان کی کوئی خوراک نہیں گو وہ ڈاکٹری میں پڑھ چکا تھا کہ انسان صرف گوشت خور ہی نہیں ہے بلکہ سبزی کھانے والا بھی ہے اس کوشش میں شام اُدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ کہ چند جنگلی بیتھروں کی طرف اس کی نظر پڑی وہ بہت خوش ہُوا۔ جیسا کہ نعمت کا خوان آسمان سے اُس کے واسطے اُتر آیا۔ بڑے شوق سے اس طرف گیا اور جنگلی بیتھروں سے اپنی آتشِ گرسنگی کو بجھایا۔ پھر وہ ایک کیکر کی طرف گیا کپڑوں کو اتار کر بچھایا۔ اور سایہ کے تلے لیٹ رہا۔ چونکہ وہ بہت ہی تھکا ماندہ تھا۔ جھٹ دوسرے جہان کی سیر کرنے لگا۔ عالم رویا میں ہی خواب اُسے نظر آیا۔ کہ پاربتی پیاری کو اُس نے آگ سے بچایا ہے اور اوّل دونو کمال محبت سے آپس میں ملے ہیں پھر خوب روئے ہیں۔ اور اپنی مصیبت کی جدا جدا ایک دوسرے کو داستان سُنا رہے ہیں۔ کہ پاربتی اپنا حال سناتی سناتی غش کھا گئی ہے اور شام اُسے سونگھانے کے لئے ایک مٹی کا ڈلا لینے دوڑا ہے۔ کہ اُس کی آنکھ کھل گئی +

یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے ضرور خدا یا تجھے مجھ سے کوئی کام لینا ہے۔ کہ میں اس پانی کی مصیبت سے زندہ رہا یہ خواب سچے خواب معلوم ہوتے ہیں۔ مگر خبر نہیں پاربتی کی جگہ کس کو مصیبت سے رہائی دوں۔ ہائے غریب جانی۔ پاربتی!!

یہ کہہ کر اس نے اپنے کپڑے پہنے۔ اور جنگل میں جس طرف منہ اُٹھا اُس طرف روانہ ہُوا۔ شام ہوگئی چلتے چلتے تھک گیا۔ مگر انسان کا پتہ نہیں سنسان جنگل۔ نہ آدم نہ آدم زات جنگلی جانوروں کا خوف۔ نہ تلوار پاس نہ بندوق۔ اوّل شام تو چلتا رہا۔ مگر جب گیدڑوں اور لومڑیوں کے بولنے کی آوازیں آنے لگیں اور سانپوں کے پھنکارے سنائی دینے لگے اور کہیں کہیں بھیڑیئے کا شبہ ہُوا۔ وہ ایک کیکر کے درخت پر چڑھ گیا۔ اور ایک ٹہنہ کو مضبوط پکڑ کر خدا کی یاد اور پاربتی کے دھیان میں بیٹھ رہا +

بھلا ایسے شخص کو نیند کس طرح آسکتی ہے۔ وہ ساری رات اُونگھتا رہا۔ خدا خدا کرکے صبح ہوئی۔ ایک گڑھے میں کچھ پانی بھرا ہُوا تھا۔ وہاں سے ہاتھ منہ دھویا اور اپنے ناک کی سیدھ میں ایک طرف چلدیا۔ اور جب چلتے چلتے حیران ہوگیا۔ تو بولا:۔

شام:۔ یا الٰہی اس جنگل میں یونہی بھٹک کر مرجاؤنگا یا کہیں پہنچونگا بھی۔ دیکھئے میرا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

انجام کیا ہوگا میری لاش کو چیل کوّے کھائینگے۔ یا گیدڑ بھیڑئیے کا لقمہ بنونگا۔ یا پرمیشر! اب تو ہی میرا حامی ہے۔"

دن کے گیارہ بجنے والے تھے۔ اور اس پر بھوک اور پیاس کا غلبہ شدّت سے ہو رہا تھا مگر وہ اپنی ان تھک رفتار سے برابر چلا جا رہا تھا۔ اور دل میں طرح طرح کے خیالات پکا رہا تھا۔ کہ سامنے اُسے ایک آدمی دکھائی دیا۔ اس وقت شام نرائن پر شادی مرگ کی حالت طاری ہونے ہی والی تھی۔ کہ اُس نے اپنے تئیں سنبھالا۔ اور اس شخص کو زور سے آواز دی۔

شام نرائن کی حالت اس وقت عجیب بنی ہوئی تھی۔ کرتہ۔ پاجامہ۔ انگرکھا۔ پہنے ہوئے تھا۔ پاؤں میں بہت عمدہ پاپوش تھا۔ مگر سر سے بالکل ننگا تھا۔ کیونکہ اُس کی ٹوپی پانی میں کہیں بہ گئی تھی۔ اس آدمی نے اس کی طرف دیکھا اور کچھ خوف زدہ ہو کر آگے آگے بھاگنے لگا۔

شام :- "او بھئی میاں جانے والے۔ بھگوان کے لئے بات سُن لے۔"

جانیوالا :- "(بھاگتا ہُوا) جانتا ہوں جانتا ہوں تو چھلیڈا ہے چھلیڈا میں تیرے دم میں نہ آؤنگا۔"

شام :- "اے بھئی۔ ادھر تو دیکھ۔ مَیں ایک مصیبت زدہ انسان ہوں۔"

جانیوالا :- "ہاں تیری طرف دیکھوں۔ کہ تو مجھے ابھی کھا جائے۔ جا۔ جا کسی اور کو یہ چھل دے۔"

شام :- "او لالہ۔ میاں ذرا تو ٹھہر۔ اگر تو مسلمان ہے تو تجھے اپنے خدا کی قسم۔ اور اگر ہندو ہے تو تمہیں اپنے بھگوان کی قسم۔"

جانیوالا :- "اگر اپنا بھلا چاہتا ہے تو بھاگ جا۔ ورنہ ایسا منتر مارونگا کہ تو ابھی یہیں جل جاویگا۔"

شام (دل میں) "یا الٰہی اس کمبخت گنوار کو کیا ہو گیا ہے مجھے چھلاوا سمجھتا ہے یا بھوت جانتا ہے۔ اب کیا کروں۔ بہتر یہ ہے کہ اس کے پیچھے پیچھے چلا چلوں۔"

آگے آگے یہ جانیوالا گنوار جا رہا تھا اور پیچھے پیچھے شام۔ شام کے پیچھے آنے کی آواز سُنکر بیچارے گنوار کا دم نکلنے لگا۔ اور آخر کار وہ سیدھا بھاگا۔ اور شام بھی اُس کے پیچھے بھاگنے لگا اب تو گنوار کو کامل یقین ہو گیا۔ کہ یہ بھوت ہے جو اُسے کھانے کے واسطے پکڑنا چاہتا ہے وہ بھاگتا جاتا تھا اور چیختا جاتا تھا کہ ارے اس بھوت نے مجھے کھا لیا کوئی بچائیو۔ بچائیو۔"

شام نرائن بیچارہ بھوکا اور تھکا ہُوا تھا گنوار کی اس ہیبت کو دیکھ کر ہنسنے لگا۔ اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس قدر رہنسا کہ راستہ چلنا دشوار ہوگیا آخر اس نے ذرا دم لیا۔ اور گنوار کی نظروں سے غائب ہوگیا۔ تھوڑی دیر دم لیکر شام آگے بڑھا۔ اور اس گنوار کے نقش پا پر جانے لگا قریب چار بجے شام کے کیا دیکھتا ہے۔ کہ چند جاٹ ہاتھوں میں لٹھ لئے چلے آرہے ہیں اور شام کو دیکھ کر

ایک جاٹ:۔ "ارے یہ ہے رے۔ یہی وہ بلا ہے جو میرے پیچھے دوڑی تھی"

دوسرا:۔ "ارے یہ تو انسان ہے۔ بے وقوف۔ ناحق تم نے ہم کو حیران کیا"

شام:۔ "بھائیو۔ میں مصیبت زدہ انسان ہوں۔ ذرا ٹھیرو۔ میری بات تو سن لو۔ بھگوان کے لئے رام کے لئے۔ مجھ سے نہ ڈرو۔ میں تو تمہاری مدد کا محتاج ہوں"

## ہیں!!! یہ کس کی آواز ہے

شام نے ان گنواروں کی بہت ہی خوشامد کی۔ گو اب تک اکثر نوجوان جاٹ اس کو بھوت ہی سمجھتے تھے۔ مگر ایک بوڑھا آدمی آگے بڑھا اور کہنے لگا:۔

بڈھا:۔ "ارے تو کون ہے رے۔ اور یہاں کہاں سے آیا ہے"؟

شام:۔ "ارے بھئی میں آدمی ہوں آدمی مصیبت کا مارا ہوں کمبخت دریا مجھ کو یہاں لایا ہے"

بڈھا:۔ "دریا تم کو یہاں لایا ہے۔ کونسی دریا۔؟"

شام:۔ "یہ دریا جو یہاں سے اس طرف بہتا ہے"

بڈھا:۔ "گھگرے گھگر یہ تو برساتی ندی ہے یہ تمہیں کس طرح لائی؟"

شام:۔ "نہ صرف مجھ کو۔ اس نے تو ساری ریل تباہ کردی سینکڑوں گاؤں بہا دیئے۔ ہزاروں مویشی لاکھوں کا مال بہتا چلا آرہا ہے"

بڈھا:۔ "ارے سچ کہتا ہے رے"؟

شام:۔ "ہاں ہاں بابا۔ بالکل سچ کہتا ہوں میں بھی تو ریل ہی سے الٹ گیا ہوں۔ اور میرا مال اسباب کچھ خبر نہیں کہ کہاں گیا"

گنواروں نے کچھ صلاح کی۔ اور چند نوجوان دریا کی طرف راتوں رات چلے گئے اغلباً وہ مال جمع کرنے کی فکر میں گئے ہونگے۔ یا لوگوں کو اس مصیبت سے بچانے کے واسطے۔ یہ نیت ان کی خدا جانے۔

بڈھا جاٹ شام کو لیکر اپنے گاؤں میں گیا۔ باجرے کی روٹی۔ شکر اور مکھن اور لسی شام کو کھانے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پینے کو دئیے۔ او ہو کس حالت سے شام نے یہ کھانا کھایا ہے۔ ہم نے تو اب تک ہونٹ چاٹتے دیکھا ہے۔ واللہ۔ ایسا مزہ تو اُسے نہ کبھی زردے میں آیا ہوگا۔ نہ پلاؤ میں۔ نہ متنجن نہ بریانی میں +

مہمان نواز بڈھے نے شام کو سونے کے واسطے ایک چارپائی دی اور اپنی حیثیت کے موافق ایک میلا سا اوڑھنا۔ بچھونا بھی دیا۔ آہا! وہ شام کے واسطے راجہ اندر کی سیج سے بھی اچھا تھا اور غریب شام۔ بہادر شام!!

رات کے دو بجنے والے تھے اور شام تھکا ماندہ۔ دل اور تن دونو سے زخمی بیخبر پڑا سو رہا تھا کہ جاٹ کے گھر میں سے رونے پیٹنے کی آواز آنے لگی +

شام اس شور کی آواز سے فوراً اُٹھ بیٹھا۔ اور کہنے لگا۔ یا الٰہی۔ یہ کیا مصیبت ہے یہ لوگ کیوں روتے ہیں کہیں بھوت سمجھ کر مجھے نہ مار ڈالیں۔ خیر تو ہے۔ ان کا کوئی آدمی مر تو نہیں گیا + شام کو خوف تھا کہ اگر کوئی مر گیا تو گنوار کہیں گے۔ اس بھوت نے مار دیا۔ اور پھر میرا بچنا محال معلوم ہوتا ہے آخر اُس نے بڑا سخت دل ہو کر بڈھے جاٹ کو بلایا۔ اور سبب پوچھا + معلوم ہوا کہ اس بڈھے جاٹ نے ایک جوان عورت سے شادی کی ہوئی ہے اور اس سے ایک ڈیڑھ برس کا بچہ پیدا ہوا ہے جس سے اس بڈھے کو بہت محبت ہے وہ بچہ شام سے بیمار ہو گیا ہے۔ اور اس وقت اس نے اپنے ہاتھ پاؤں ٹیڑھے کر دئیے ہیں اور آنکھیں پھر لی ہیں اس واسطے اس لڑکے کی ماں اور بڈھے کی پہلی بیوی سے بیٹیاں رو رہی ہیں اور سب یہی کہتی ہیں۔ کہ شام (بھوت) کا اثر ہے +

شام :۔ "اس بچہ کو مجھے تو دکھاؤ؟"

بڈھا :۔ "اچھا آؤ۔ تم بھی دیکھ لو"

عورت :۔ "نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں میں اپنے بچے کو بھوت کے منہ میں نہ دونگی"

بڈھا :۔ "ارے کیوں بکے ہے۔ کُتی۔ یہ بدوان ہیں۔ دیکھ لینے دے"

عورت :۔ "ہائے یہ بھوت میرے بچے کو کھا جائیگا۔ ہائے میرا بچہ!!"

غرض بڈھا شام کو بچہ کے پاس لے گیا۔ شام تو بڑا عمدہ ڈاکٹر تھا تعلیم تو اس کی قریب الاختتام تھی اور دو سال سے ہسپتال میں ڈیوٹی کرنے سے اس کا تجربہ بھی بڑھ گیا تھا ایسے کیس (بیمار) اس نے بہت دیکھے ہوئے تھے۔ اور اُس کے علاج اُسے کئی یاد تھے۔ مگر اس گاؤں میں کیا رکھا تھا۔ آخر اُس نے کہا :۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شام :- چودہری اسے کوئی بڑا بھوت چمٹا ہوا ہے۔ تو جلدی سے پانی گرم کریں۔ میں ابھی اس بھوت کو جلائے دیتا ہوں ؟؟

وہاں دیر ہی کیا تھی۔ جھٹ ایک برتن میں پانی گرم کرکے شام کے پاس لے آئے۔ شام نے ایک تسلا منگایا۔ اور اُس میں پانی ڈالا۔ اور پانی کو معتدل کرکے بچہ کو جھٹ اُس میں بیٹھا دیا +

گنوار لوگ شام کی اس کارروائی کو بڑی حیرانی اور تعجب کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے اور بچہ کی ماں تو شام کو بہت ہی بری نظر سے دیکھ رہی تھی۔ اُس کے خیال میں تو شاید شام ہی بھوت تھا۔ وہ اپنے لخت جگر کو گرم پانی میں بیٹھا دیکھنے سے بہت ناراض ہو رہی تھی اور شام کو علانیہ گالیاں دے رہی تھی۔ مگر دیکھو جب یہ حال تھا۔ شام نہایت استقلال سے ہمہ تن بچہ کے معالجہ میں مصروف تھا۔ پانچ منٹ میں بچے نے آنکھیں کھول دیں ہاتھ پاؤں سیدھے کرلئے اور بڑی محبت کی آواز سے اپنی ماں کو پکارا۔

اُس وقت فی الفور تمام گھر کے آدمی شام نرائن کو بڑی محبت۔ عزت اور ادب کی نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ خود بچہ کی ماں۔ جو ابھی ایک سیکنڈ ہوا کہ مغلظات گالیاں سنا رہی تھی۔ شام کی طرف احسانمندی کی نظروں سے دیکھنے لگی۔ اور بڈھا جاٹ تو اُس کی بہت ہی خوشامد کرنے لگا +

ادہر اس وقت تو شام ان لوگوں میں ایک شیوجی بنا ہوا تھا بچہ تھوڑی دیر میں بالکل ہوشیار ہو گیا اور صبح کو حسب معمول خوب کھیلنے کودنے لگا۔ بڈھا جاٹ اُسے شام کے پاس لایا اور چونکہ وہ بہت پیارا پیارا بچہ تھا۔ شام کو اُس پر محبت آئی۔ اور اُس نے بچہ کو بہت پیار کیا۔ اب کیا تھا شام تو دوسرے ہی دن سارے گاؤں میں مشہور ہو گیا۔ بیسیوں عورتیں اس سے تعویذ لینے آتیں۔ بیسیوں بچے اس سے دم کراتے۔ کوئی علاج پوچھتا کوئی کچھ۔ غرضکہ سب گاؤں کے آدمی اس سے محبت کرنے لگے۔ دو چار دن تو شام کو بالکل پتہ نہ لگا۔ کہ یہ کونسا گاؤں ہے اور کس شہر کا علاقہ ہے۔ مگر جب وہ ان لوگوں میں مل جل گیا تو اُسے معلوم ہوا کہ یہی گاؤں پٹیالہ کے علاقہ کا ہے جسے اناحد گڑھ کہتے ہیں +

شام کو اُس گاؤں میں آئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا اور وہ سوچ رہا تھا۔ کہ کس طرح اب یہاں سے رہائی پاؤں۔ اتنے میں گاؤں کا ایک جاٹ اپنے لڑکے کی کسی دوسرے گاؤں سے شادی کرکے لایا۔ اور اس نے جہاں اپنی برادری کے لوگوں کو بلایا۔ شام کو بھی ان کے ساتھ رات کو ضیافت میں شریک کیا +

کھانا وغیرہ کھا کر بات ناچنے لگے۔ اور دولہا دلہن کو گرمی کے سبب سے اپنے مکان کی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چھت پر سلا دیا۔ آدھی رات تک تو یہ جاٹ خوب اچھلتے کودتے رہے اور پھر تھک کر اور مست ہوکر وہیں زمین پر لٹک رہے۔

شام بھی ایک چارپائی پر پڑا ہوا تھا۔ اور اپنی گذشتہ حال اور آئندہ حالت پر غور کر رہا تھا۔ اور سوچتے سوچتے اس کی ذرا ہی آنکھ لگی تھی۔ کہ اس کو پھر پاربتی خواب میں دکھائی دی کہ اس کی چاروں طرف آگ جل رہی ہے۔ اور کپڑوں میں لگنی شروع ہوگئی ہے۔ اور وہ بڑی التجا سے شام کو اپنی مدد کے واسطے بلا رہی ہے۔

شام عالم خواب میں پاربتی کی مدد کو آگے بڑھنے والا ہی تھا۔ کہ چور چور کی آواز سے یک لخت جاگ پڑا۔ جاٹ سارے سوئے ہوئے پڑے تھے۔ چھت پر سے ایک عورت کی نازک سی آواز آرہی تھی۔ "چودھری چودھری"

شام سمجھا کہ نوجوان جاٹنی اپنے خاوند کو شراب عیش چکھانے کے واسطے یہ ناز و انداز کر رہی ہے۔ چپکا ہو گیا۔ اوہو۔ تھوڑی ہی دیر میں عورت کی آواز بند ہو گئی۔ اور مرد بڑے زور سے چیخنے لگا۔ "اوئے چور لوٹ لے گیا۔ لوٹ لے گیا"

شام نے پاس کے چند آدمیوں کو اٹھایا۔ اور اس بات کو تحقیق کروایا تو معلوم ہوا کہ جس وقت دولہا دولہن چھت پر چڑھ کر سوئے تھے۔ کوئی چور اُن کی گھات میں لگا ہوا تھا۔ جب دولو تھک تھکا کر بیہوش پڑ گئے۔ تو چور نے عورت کے ہاتھ پاؤں۔ بازو گلے کا سب زیور اتارا۔ اور ناک کی نتھ اُتارنے لگا تھا۔ کہ عورت نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور برابر ایک گھنٹہ بھر تک اس سے کشتی لڑتی رہی۔ اور چور چور کرتی رہی۔ مگر اس کے بے وقوف اور بے خبر خاوند کو ذرا بھی ہوش نہ آئی۔ آخر عورت نے چور کو خاوند پر دھکا دیا۔ اور اس سبب سے وہ جھٹ پٹ اُٹھ بیٹھا۔ مگر بجائے اس کے کہ وہ چور کو پکڑتا۔ حیران اور پریشان ہوکر دیکھنے لگا۔ خاوند کو اٹھا ہوا دیکھ کر عورت کو کچھ شرم سی آئی۔ اور اُس نے ڈھیلا ہوکر چور کو چھوڑ دیا۔ چور چھوٹتے ہی فی الفور پچھواڑے کی طرف چھلانگ مار گیا۔ اور نظر وں سے غائب ہو گیا۔

بہادر دولہا کو جس وقت ہوش آیا اور دیکھا کہ پیاری سرمایۂ عیش خون میں تر بتر ہے اور مدد کے لئے چیختی رہی۔ مگر اس نے نہ سُنا۔ اور اُس وقت بھی چور کو نہ جانے دیا آتش غضب سے کانپ اٹھا اور ایک موٹا لٹھ لیکر چور کہتا ہوا وہ بھی پچھواڑے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سے چور کے پیچھے چلدیا +

شام نرائن گو جاٹ نہیں تھا۔ مگر دلاوری اور مضبوطی میں وہ جاٹوں سے بھی بہت بڑھا ہُوا تھا۔ اس بہادر نوجوان جاٹ کی اس ہمت کو دیکھ کر اُسے بڑا جوش آیا اور ایک لکڑی ہاتھ میں لے خود بھی اس کے پیچھے اس کی مدد کو گیا۔ اور کہا شاباش۔ جوان چلا چل۔ میں تیری مدد کو موجود ہوں +

چاندنی رات تھی۔ اور چور برابر چلا جا رہا معلوم ہوتا تھا۔ مگر جیسے یہ تیز دوڑ رہے تھے۔ وہ بھی دوڑ رہا تھا۔ پہلے تو برابر معلوم ہوتا تھا۔ مگر جب ایک بڑے سیاہ بادل کے ٹکڑے نے چاند کو ڈھانپ لیا۔ تو چور نظروں سے غائب ہو گیا +

نوجوان جاٹ اور بہادر شام چور کو اِدھر اُدھر تلاش کر رہے تھے۔ کہ گاؤں کے اور آدمی ان کی مدد کو آن پہنچے۔ اُن کو سامنے سے ایک اُونچا سا ٹیلا معلوم ہُوا۔ سب مِلکر اُس طرف گئے۔ اس وقت چاند خوب کھل کر نکلا ہُوا تھا۔ چاندنی خوب کیفیت دے رہی تھی۔ ان لوگوں نے کہا کہ چور یہاں تھا۔ تو مال ضرور اسی جگہ ہی گڑھا ہُوا ملیگا۔ چاندنی نکل آئی ہے آؤ چلیں دیکھیں +

سب مِلکر ٹیلے کی طرف گئے۔ اور اِدھر اُدھر زمین کے نشان دیکھ رہے تھے۔ کہ شام نے ایک آواز سُنی +

"شامی پیارے جانی۔ تمہارے کارن میں نے کس قدر مصیبت اُٹھائی ایشور بھگوان تمہارا رکھوالا ہے۔ پیارے میں جان سے قربان جاتی ہوں بس پیارے تمہارے درشن کا اشتیاق فقط باقی ہے"

شام ہیں ہیں!!! یہ کیا آواز ہے کس پری کے منہ سے نکلی ہے اوہو کیسی دھیمی ہے۔ اے بھگوان میں یہ خواب دیکھ رہا ہوں یا ؏

"میں جاگتا ہوں کہ سو رہا ہوں خیال میں یا کسی خواب میں ہوں"

آواز بہت مدھم ہو گئی۔ اور اب کراہنے کی سی آواز آنے لگی۔ اوہو! یہ کیا آواز ہے۔ جس نے بجلی کا سا اثر شام کے دل پر کیا۔ وہ اس آواز کے پیچھے بھاگا۔ معلوم ہُوا کہ سنڈ مُسنڈ آدمی کسی چیز کو جو اُس فیلتن کے آگے بزغالہ معلوم ہوتی ہے دابے بیٹھا ہے۔ شام نرائن نے کہا +

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شام :- اوہو! میں تو خوب موقع پر آیا۔ پچھلا رخ ہے۔ اب نہ چھوڑونگا"
CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شام نرائن ایک دم میں آگے بڑھا۔ اور جست کرکے اس فیلتن کو پکڑ لیا جس طرح کہ مکھی کو مکڑی پکڑ لیتی ہے +

یہ شخص جو اپنے شکار کو دابے ہوئے پڑا تھا۔ خود شکار ہو گیا۔ اور حیران رہ گیا کہ کس نے اس کو پکڑ لیا۔ چاہتا تھا۔ کہ کھڑا ہو کر اپنے تئیں چھڑائے۔ مگر شام نے سر سے بلند کرکے اُسے ایک ایسا پٹخا دیا۔ اور ایک پہلوانی داؤ سے ایسا گانٹھا کہ وہ سسک بھی نہ سکا پیچھے سے دو منٹ میں شام کے ساتھی آن پہنچے۔ اور چور کو خوب مضبوط باندھ دیا +

اب شام نرائن اپنے شکار کی طرف مشغول ہُوا۔ اوہو! وہ کس قدر خوش اور کیسا حیران ہُوا۔ جب اُس کو معلوم ہُوا۔ کہ شکار اُس کی اپنی اپنی معشوقۂ جان نواز اور محبوبہ دلبند ہے۔ قریب تھا کہ شام نرائن پر حالتِ شادی مرگ طاری ہو مگر اُس نے بڑے استقلال سے اپنے تئیں سنبھالا کیونکہ پاربتی پیاری کی آواز گھٹ رہی تھی۔ اُس کی آنکھیں پھر گئی تھیں اُس کا گلا گھٹ رہا تھا +

شام کی نظر پاربتی کے گلے میں جو پھانسی کا پھندا پڑا ہوا تھا۔ اُس پر پڑی۔ اُس نے بہت جلدی سے اُس پھندے کو کھولا۔ اور بیتاب ہو کر کہا :-

پاربتی :- ارے ذرا سا پانی لاؤ۔ ورنہ میری جان چلی"

چھ جاٹ کہ شام نرائن کے ساتھ تھے۔ ان میں سے ایک دوڑ گیا۔ اور ایک گڑھے میں سے تھوڑا سا برساتی پانی لایا۔ شام نے گلے اور ہاتھ پاؤں کو آہستہ آہستہ ملا۔ اور نبض ہاتھ میں لیکر دیکھا۔ معلوم ہُوا کہ خون کا دورہ جو رک گیا تھا۔ وہ پھر آہستہ آہستہ بدن میں جاری ہو گیا ہے۔ شام نے منہ کھولکر تھوڑا سا پانی ڈالدیا۔ پاربتی نے آنکھیں کھول دیں۔ اور کہا :-

پاربتی :- ظالم کیوں دیر لگائی ہے۔ جلدی دم نکل"

اوہو! عاشق صادق کب تک برداشت کرے۔ شام اس دردناک آواز سے چیخ مار کر بیہوش ہو کر گر پڑا۔ جو جاٹ کہ پانی لینے گیا تھا۔ یہ دیکھ حیران ہو گیا۔ اُس نے تھوڑا سا پانی شام کے منہ پر چھڑکا۔ شام نے آنکھیں کھولدیں اور کہا :-

شام :- پیاری پاربتی۔ جیتی ہے کہ مر گئی ؟"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جاٹ :۔ "جلدی اُٹھو جلدی۔ دیکھنا کہیں مر نہ جائے"

شام فوراً اُٹھ بیٹھا۔ نبض کو دیکھا۔ پہلے سے بہت اچھی تھی۔ ہاتھ پاؤں اور گلے کی رگوں کو ملتا رہا۔ تھوڑا تھوڑا پانی منہ میں چوایا۔ اب غریب پاربتی میں ذرا سی جان آنے لگی ٭

شام دل میں کہتا تھا۔ کہ اب میں کہدوں۔ کہ تمہارا شام حاضر ہے اور شاید اس طرح بہ نسبت جسمانی علاج کے یہ روحانی علاج اس پر زیادہ اثر کرے اور کبھی خیال کرتا کہ ایسا نہ ہو اس کمزور حالت میں اُس پر شادی مرگ طاری ہو جاوے ٭

آخر کچھ عرصہ کے بعد اُس کی یہ رائے قرار پائی۔ کہ چونکہ وہ اچھی طرح ہوش میں نہیں ہے اس لئے ابھی سے ہی جتا دینا اچھا اور مناسب ہے۔ اور امید ہے کہ جتا دینے سے اُس کی حالت کچھ کچھ ضرور سنبھل جائیگی۔ اور رفتہ رفتہ اُس کی سمجھ میں آجائیگا۔ اور اس طرح حالت شادی مرگ اُس پر طاری نہ ہوگی۔ یہ سوچکر اُس نے پاربتی کو گلے سے لگایا۔ اور بڑی محبت اور پیار سے اُس کے لبوں کا بوسہ لیا۔ اور کہا:۔

شام :۔ "پیاری پاربتی۔ تمہارا شام حاضر ہے"

یہ سنتے ہی پاربتی نے آنکھیں کھولدیں اور حیران ہوکر کہنے لگی ٭

پاربتی :۔ "ہیں! پیارے شام تم ہو۔ نہیں تم کہاں"

یہ کہکر پھر آنکھیں بند کرلیں۔ اور خاموش ہوگئی۔ شام کو بڑا فکر ہوا جھٹ نبض اور دل کی حرکات کو دیکھنے لگا۔ اُسے معلوم ہوا کہ اس قدر روحانی تدبیر سے پاربتی کی حالت میں بہت کچھ ترقی ہوئی ہے ٭

شام نے پھر اُسے نہایت محبت کے ساتھ گلے لگایا۔ اور اب کی دفعہ اُس کے لب اور رخسار کا بوسہ لیکر کہا:۔

شام :۔ "پیاری پاربتی۔ تم آنکھیں تو کھولو۔ تمہارا شام حاضر ہے"

پاربتی نے فوراً آنکھیں کھولدیں۔ اور کہا:۔

پاربتی :۔ "ہیں شامی جی پیارے!! تم کہاں۔ آہا! میں کیا خواب دیکھ رہی ہوں"

یہ کہکر نہایت زور سے ایک ٹھنڈا سانس کھینچا۔ اور پھر بیہوش ہوگئی ٭

شام نے بڑے اطمینان سے اس کی نبض اور دل کو دیکھا۔ اور اسکی حالت صحت کو رو بترقی پاکر پھر پاربتی کو سینہ سے لگایا۔ اور کہا:۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شام :۔ "پیاری پاربتی تم خواب نہیں دیکھ رہی ہو۔ واقعی تمہارا شام حاضر ہے۔ اب تم کو کچھ خوف نہیں ہے۔

آنکھیں کھول کر پاربتی نے کہا :۔

پاربتی :۔ "سچ ۔ سچ ۔ پیارے شامی تم ہی ہو" مگر تم کہاں ۔ او شیطان! مجھ کو تو ہرگز دھوکا نہ دیے"

یہ کہا اور مایوس سی ہو کر ایک طرف کو گردن پھیر لی ۔ شام نے دیکھا کہ اس وقت پاربتی بیہوش نہیں ہوئی ۔ اُس نے بڑی محبت سے اُسے اپنی طرف کھینچا ۔ اور پھر لبوں اور رخسار کا بوسہ لیکر کہا :۔

شام :۔ "ہیں پیاری پاربتی! ابھی سے مجھے بھول گئیں ۔ غور سے تو دیکھو شیطان نہیں بلکہ تمہارا سچا عاشق شام ہے"

یہ سُنکر پاربتی نے کہا :۔

پاربتی :۔ "شام پیارے ۔ پیارے شام ۔ تم ہی ہو ۔ کیا سچ مچ تم ہی ہو ۔ اوہو ۔ یہ خواب نہیں ہے ۔ یہ شیطان نہیں ہے"

پھر شام بولا اور کہا :۔

شام :۔ "ہاں پیاری ۔ میں ہی ہوں تمہارا شام ۔ پیاری ہوشیار ہو جاؤ ۔ تمہارے قاتل کو میں نے پکڑ لیا ہے ۔ اب تم ہرگز ذرا خوف نہ کھاؤ ۔ انشاء اللہ تمہارا شام اب تم کو ذرا بھی تکلیف نہ ہونے دیگا"

یہ سنتے ہی پاربتی نے شام کے چہرہ کو غور سے دیکھا اور ہاتھ پھیلا کر اُسکے گلے میں ڈالدیئے اور بین کر کرکے اس قدر روئی کہ شام سے برداشت نہ ہو سکا ۔ اور وہ بھی زار و قطار رونے لگا ۔ گویا کہ ساون بھادوں مل رہے تھے ۔ ان کی دردناک آوازوں کو سن کر ڈاکو اور ساتھ کے جاٹ بھی رونے لگے +

چرند پرند بھی ان کی دردناک گریہ و زاری سے جاگ اُٹھے ۔ گیدڑ کھیت کھانا بھول گئے ۔ لومڑیاں اور بھیڑیئے حیران ہو کر تعجب سے دیکھنے لگے ۔ سانپ اپنے سر ٹپکنے لگے +

یہ وقت صبح کا وقت تھا ۔ دن کی روشنی جنگل میں پھیلنے شروع ہو گئی تھی ۔ ہوا پہلے زور سے چل رہی تھی ۔ مگر ان دونو عاشق و معشوق کا رونا سنکر کھڑی ہو گئی تھی ۔ تاہم بڑی بھینی بھینی تھی +

شام اور پاربتی کو روتے روتے ایک گھنٹہ ہو گیا تھا ۔ مگر ان کے دل کی بھڑاس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ابھی نہ نکلی تھی۔ کہ سامنے سے کچھ لوگ آتے ہوئے دکھائی دیئے اور جب غور سے دیکھا۔ تو دو انگریز۔ ایک تھانہ دار۔ اور کچھ پولیس کے آدمی تھے +

## بدکار چمار کو سزا

پہلے پہل جس وقت نوجوان اور بہادر دولہا لٹھ لیکر چور کے پیچھے دوڑا تھا۔ اکیلا شام اس کی مدد کے واسطے پیچھے پیچھے گیا تھا۔ مگر تھوڑی دیر میں اور بھی کئی منچلے اُسکی مدد کو پہنچ گئے۔ اور جب صبح تک یہ لوگ گاؤں میں واپس نہ آئے تو آدھے سے زیادہ اناحد گڑھ اُس موقع پر پہنچ گیا۔ اور اناحد گڑھ کے نوجوانوں نے قاتل ڈاکو کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔

یہ ڈاکو بڑا لمبا چوڑا جوان تھا۔ اُس کا بدن خوب فربہ اور گٹھا ہوا تھا۔ اُس کے ہاتھ پاؤں بڑے لمبے لمبے اور مضبوط تھے۔ اُسکی آنکھیں مشعل کی طرح چمکتی تھیں اُسکے منہ پر ڈاڑھی نہیں تھی۔ مگر اُس کی لمبی لمبی اور نوکدار مونچھیں اُسکی بیرحمی اور غضبناک جرأت کو ظاہر کرتی تھیں اس کا خط و خال پشاوریوں سے ملتا تھا۔ وہ ان لوگوں میں بالکل ممیز تھا۔ اور یہ معلوم نہ ہوتا تھا۔ کہ وہ ہندو ہے یا مسلمان +

اناحد گڑھ کے آٹھ دس نوجوان اس قوی تن ڈاکو کو پکڑے ہوئے تھے۔ تب بھی وہ ان کے قبضہ میں سے نکلا جاتا تھا سب لوگ شام کی تعریف کر رہے تھے کہ وہ غضب کا مضبوط اور پرلے درجہ کا دلیر اور بڑا ہی رحمدل ہے بعض کہتے تھے۔ کہ اُس کے بھوت تابع ہیں اور بعض کہتے تھے۔ کہ نہیں یہ بدیّا وان ہے +

مگر وہ جو اس عورت سے گلے ملکر رو رہا ہے۔ اس کا کیا سبب ہے۔ کیا وہ عورت اُسکی کوئی دوست ہے یا کوئی رشتہ دار۔ یا

اتنے میں سب کی توجہ اُن انگریزوں اور پولیس والوں کی طرف ہوگئی۔ جو ان لوگوں کو دیکھ کر گھوڑے دوڑا کر دبا دب چلے آرہے تھے +

ان انگریزوں اور پولیس والوں نے آتے ہی فوراً سب کو گھیر کر قابو کر لیا۔ بیچارے گنوار حیران ہوکر خوف زدہ ہوگئے مگر شام نے ان کو یقین دلایا۔ کہ تم خاطر جمع رکھو تم کو ذرا گزند نہ پہنچیگا چنانچہ شام نرائن انگریزوں کی طرف بڑھا اور انگریزی میں انہیں سلام کر کے سب حال سنایا +

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

صاحب ڈپٹی کمشنر:۔ "ول تم خوب انگلش بولتا ہے۔ تمہارا کیا نام ہے اور کہاں کا رہنے والا ہے"

شام:۔ "حضور میں میڈیکل کالج کا طالب علم ہوں۔ پانچ سال سے لاہور میں رہتا ہوں اور دہلی کا باشندہ ہوں"

صاحب ڈپٹی کمشنر:۔ "ول۔ پھر تم یہاں کس طرح سے آیا؟"

شام:۔ "حضور میرا قصہ بہت لمبا ہے جب حضور کو فرصت ہوگی۔ بیان کرونگا مختصر یہ ہے کہ بارش کے سبب ایک دریا کا پل ٹوٹ گیا۔ اور میں بہتا بہتا یہاں تک آن پہنچا"

صاحب ڈپٹی کمشنر:۔ "یہ عورت کون ہے جو رو رہی ہے"

شام:۔ "اس کا طول طویل قصہ بہت دردناک ہے اور سارا مجھے معلوم بھی نہیں مختصر یہ ہے کہ میں نے اس کو ڈاکو کے پنجہ سے چھڑایا ہے۔ جب کہ وہ قریب المرگ تھی۔ اور اس کے گلے میں پھانسی ڈال رکھی تھی"

ڈپٹی کمشنر:۔ "اچھا اس کو ورے بلاؤ"

شام پاربتی کو آگے لایا۔

ڈپٹی کمشنر (نہایت مہربانی سے):۔ "بی بی تم کون ہو۔ ہم جانتے ہیں۔ تم اس طرف کے علاقے کی نہیں ہو"

پاربتی نے ان لوگوں کی طرف نہایت غور سے دیکھا۔ اور ہیبتناک چیخ زور سے مار کر کہا

پاربتی:۔ "شامی جی بچانا۔ میں مری"

صاحب ڈپٹی کمشنر۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ اور خود شام نرائن حیران تھے کہ کیا ماجرا ہے۔

سب نے اُسے دلاسہ سے کہا۔ او بی بی۔ مت ڈرو۔ مت ڈرو۔ ہم تم کو مطلق کچھ نہیں کہتے۔

شام نے اس سے کہا کہ پیاری پاربتی۔ ہرگز کچھ خوف نہ کھاؤ۔ سب حالات بیان کرو۔ اب ان ظالموں کو سزا ملیگی۔ اور تمہاری مصیبتیں تمام ہوگئیں۔

پاربتی نے ان انگریزوں کے پیچھے کی دیکھ کر کہا:۔

پاربتی:۔ "شامی جی بھگوان کے لئے بچاؤ۔ ورنہ یہ قصائی مجھے مار ڈالیگا۔ میری عزت برباد کریگا"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ کہہ کر پاربتی بیہوش ہو گئی۔ سب کی توجہ اس طرف لگ گئی کہ اتنے میں صاحب سپرنٹنڈنٹ کے ساتھ جو ڈپٹی انسپکٹر پولیس تھا۔ کانپ کر گھوڑے سے گر پڑا۔ اور اس کا گھوڑا اِدھر اُدھر بھاگنے لگا اب لوگوں کو ضرور خیال ہو گیا۔ کہ یہ کچھ بھید ہے ❖

شام نے پاربتی کو تھوڑا سا پانی پلایا۔ جب اُسے ہوش آیا۔ تو کہا:۔

**شام**:۔ "پاربتی۔ پیاری اب کوئی تمہاری طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھ سکتا"

صاحب ڈپٹی کمشنر ہمہ تن اس طرف مصروف تھے۔ پاربتی کے ہوش میں آنے سے وہ بہت خوش ہوئے۔ اور شام سے کہا:۔

**صاحب ڈپٹی کمشنر**:۔ "اس عورت سے پوچھو کہ یہ ایسی خائف کیوں ہوتی ہے؟"

شام نے پاربتی سے کچھ آہستہ آہستہ باتیں کیں۔ اور پھر شام نے صاحب ڈپٹی کمشنر سے کہا:۔

**شام**:۔ "حضور۔ اس ڈپٹی انسپکٹر نے اس پر بڑا ظلم کیا ہے"

شام نے کچھ مختصر حال بیان کیا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر نے اسی وقت سپرنٹنڈنٹ صاحب سے گفتگو کی۔ اور انہوں نے اسی وقت اس کی وردی چھین کر اس کمبخت کے ہتھکڑیاں ڈالیں۔ یہ دیکھ کر شام نے کہا:۔

**شام**:۔ "ہائے تیرے چمار کی ایسی کی تیسی"

ناظرین حیران ہوئے ہونگے۔ کہ یہ ڈپٹی انسپکٹر کیوں کانپ کر گھوڑے سے گر پڑا۔ اور کس واسطے ان بے رحم انگریزوں نے اس کمبخت ظالم کی وردی چھین کر اُسکے ہتھکڑیاں ڈالدیں ❖

ناظرین! آپ حیران ہوں۔ اور ان رحمدل اور منصف انگریزوں کو بے رحم بالکل نہ کہیں ایسے ہی انگریز ہیں۔ جن کے سبب سے سلطنت انگلشیہ نے ہند میں اسقدر جڑ پکڑی ہے اگر بعض انگریزوں کی طرح سارے سفلہ پرور۔ خوشامد پسند اور ظلم دوست ہوتے تو سلطنت انگلستان کبھی کی غارت ہو چکی ہوتی ❖

یہ شیطان کا بچہ۔ چمار کا زائیدہ۔ کلو چمار ہے۔ جو عیسائی ہو کر ولیم بن گیا تھا۔ اور پادریوں کی سفارش سے ضلع فیروزپور میں موگا کا تھانہ دار ہو گیا تھا۔ یہ وہی حرامخور بدذات ہے جس نے للو چوہڑے کو اپنا وزیر بنایا تھا۔ یہ وہی بدمعاش رشوت خور ہے جس نے رشوت لیکر بردہ فروشوں کو چھوڑ دیا تھا۔ اور جس بدکار نے پیاری عفت و عصمت والی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سُندری کو جس کا اصلی نام پاربتی تھا اپنی خواہش نفسانی کا شکار بنانا چاہتا تھا اور شراب پی کر اور مکان کے دروازے بند کر کے شہوت میں مست۔ بیچاری سندری نہیں نہیں پیاری پاربتی کے پیچھے دوڑتا پھرتا تھا۔ اور اس کو گرا کر نیچے داب لیا تھا۔ اور اُس کے شیشۂ عصمت کو چور کرنے والا ہی تھا۔ کہ خدا کی مدد نے اُسے بچا لیا +

ہمارے قصہ کے ناظرینو! دو چار باب پیچھے ہٹ جاؤ۔ اور اس بے مروّت کے سین کو خیال کرو۔ جبکہ یہ حرامی چمار زادہ اُس خوبصورت اور نازک اندام لڑکی کے پیچھے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ اور جس نے کہ محض رحم دلانے کی نیت سے اپنے تئیں برہمن کی بیٹی کہا تھا اور اپنا نام بجائے پاربتی کے سُندری بتایا تھا۔ ہائے سندری کیا پیارا نام تھا۔ کیوں بے چمار! اگر تجھے برہمن ہندو ذات پر ترس نہ آیا۔ تو اس پیارے نام پر بھی کچھ رحم نہ آیا تھا +

پس ناظرین اس سین کا خیال فرماویں۔ اور سوچیں۔ کیا وہ سین۔ وہ خوفناک سین۔ وہ ہیبتناک وہ چھاتی پھاڑنے والا سین اس قابل نہ تھا۔ کہ پاربتی جیسی جمیلہ اور نازک اس شیطان چمار کو دیکھ کر بیہوش نہ ہو جائے۔ بیشک تھا۔ بیشک تھا +

اچھا رشوت کا لینا۔ اور بردہ فروشوں کا چھوڑ دینا۔ اور زنا بالجبر کی کوشش کرنا۔ اور پھر ایسے آدمی کی طرف سے جو قانون کی حمایت کے واسطے مقرر ہے۔ ایسا کام نہ تھا۔ کہ یہ گدھے کا بچہ ڈپٹی انسپکٹر اپنی قربانی کو سامنے دیکھ کر اور حکام اعلےٰ کے سامنے اپنا راز فاش ہوتے جان کر کانپنے نہ لگے۔ اور ہوش وحواس نہ کھو بیٹھے۔ خیر وہ نوشرافوں کی عزتیں برباد کرتا تھا لیکن اب اس کا خمیازہ بھی خوب کھینچے گا +

اوہو! ہم کیا کہنا چاہتے تھے۔ اور کیا کہنے لگے۔ جب پاربتی نے دیکھا کہ ظالم قاتل کے ہتھکڑیاں پڑ گئی ہیں۔ اور انگریز لوگ اُس کی طرف نہایت مہربانی سے متوجہ ہیں۔ تو اُس کی جان میں جان آئی +

صاحب ڈپٹی کمشنر اس لڑکی (پاربتی) کے مفصل حالات سننے کے لئے بے چین ہو رہے تھے۔ انہوں نے شام کو کہا کہ خدا کے واسطے ہمیں اس لڑکی کے حالات سُن لینے دو۔ شاید اُس سے اُس ڈاکہ کا بھی پتہ لگ جائے۔ کہ جس کے واسطے ہم بہت ہی تشویش میں ہیں +

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شام نے پاربتی سے کہا۔ کہ صاحب بہادر تمہارے مفصل حالات سننا چاہتے ہیں۔ بھلا غریب پاربتی میں اس قدر جان اور طاقت ہی کہاں تھی۔ کہ اپنی مفصل کہانی سناتی۔ اُس نے کچھ مختصر سا حال سنایا۔ اور دوسرے ڈاکہ کا پتہ دیا۔ جو کہ پچھلی رات کو اُس جنگل میں واقع ہُوا تھا۔ اور جس میں ایک دُولہن اور اس کا برہمن مارا گیا تھا +

صاحب ڈپٹی کمشنر "دوسرا ڈاکہ۔ دوسرا ڈاکہ۔ اسی جنگل میں۔ غضب غضب ایک عورت ماری گئی۔ عورت۔ ایک مرد بھی۔ چلو چلو۔ فوراً وہاں چلو۔ اور لاشوں کا پتہ لگاؤ "

ڈاکو اور رچار صاحب کو چند سپاہیوں کے پہرہ میں چھوڑا۔ اور سب کے سب لاشوں کو دیکھنے گئے۔ اوہو۔ یہ لاشیں نزدیک ہی پڑی ہوئی تھیں۔ خون بہ بہ کر چکتے کے چکتے جم گئے تھے اوہو۔ غریب دولہن تو ایسی معلوم ہوتی تھی۔ کہ گویا میٹھی نیند میں سوئی پڑی ہے +

صاحب ڈپٹی کمشنر اور صاحب سپرنٹنڈنٹ بڑے رحمدل آدمی تھے ان لاشوں کو دیکھ کر رونے لگے۔ ان کو روتے دیکھ کر شام کے دل پر۔ ہائے صدمات اُٹھائے ہوئے دل پر بڑی چوٹ لگی۔ وہ زار وقطار رونے لگا +

پاربتی کو شام اُس بڈھے جاٹ کی حمایت میں چھوڑ آیا تھا۔ اور خود انگریزوں کے ساتھ ساتھ ہو لیا تھا۔ شام کی چیخوں کی آواز جب پاربتی کے کان میں آئی۔ اگرچہ وہ مردہ ہو رہی تھی۔ مگر ہائے محبّت۔ سچی محبّت۔ پیاری محبّت نے اس میں بجلی کی سی تاثیر کی۔ وہ چیخیں مارتی آواز کے پیچھے دوڑی۔ اور جب شام کے نزدیک پہنچی۔ تو اس کی نظر غریب دولھن کی لاش پر پڑی۔ ہائے محسن لڑکی تمہاری لاش دیکھ کر۔ تمہاری جدا ماندہ رفیق سندری نہ پیاری پاربتی آنسو کیوں نہ بہائے +

پاربتی ایک خوفناک آہ کھینچکر بیہوش ہوگئی۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اس سین کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ وہ بڈھے جاٹ اور سپاہیوں پر بڑا خفا ہوئے۔ کہ پاربتی کو یہاں کیوں آنے دیا +

تھوڑی دیر میں بھٹنڈے کا ناظم اور مہاراجہ پٹیالہ کا پولیس بھی پہنچ گیا +

اور جب بھٹنڈے خبر پہنچی۔ تو اس غریب مصیبت کی ماری۔ ہائے کشتۂ قہر خدا کا خاوند اور اس کے رشتہ دار بھی پہنچ گئے۔ اوہو! جو قیامت اس جنگل میں برپا ہوئی ہے۔ اُس کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بیان کرنے کے واسطے میں کہاں سے دل اور حوصلہ لاؤں۔ میرا تو کلیجہ پھٹا جاتا ہے۔ اور ناظرین! میں تمہارا کلیجہ پھاڑنا پسند نہیں کرتا۔ تم سب باتوں سے اپنے دل کو فارغ کر کے اس ہیبت ناک نظارہ کا خود ہی خیال کر لو +

## غم و مصیبت کی داستانیں

موگہ میں جس رات ڈاکہ پڑا۔ اُس کی صبح کو صاحب ڈپٹی کمشنر فیروزپور جو رعایا پرور اور بڑے عدل گستر تھے۔ موگہ پہنچے۔ اور ڈاکہ کی تحقیقات میں ہمہ تن بذات خود مصروف ہوئے ان کو معلوم ہؤا۔ کہ ڈاکو فرید کوٹ اور پٹیالہ کے علاقہ میں چلے گئے ہیں۔ اس لئے انہوں نے ان ریاستوں کے فرمانرواؤں سے اُن کے گرفتار کرانے میں مدد مانگی +

چونکہ یہ فرمانروا خود صاحب عدل و انصاف ہیں۔ انہوں نے لکھ بھیجا کہ مجرموں کو گرفتار کرنے میں ہر ایک طرح سے امداد دی جاوے گی۔ اور آپ کے تشریف لانے سے ہم مشکور ہونگے چنانچہ صاحب ڈپٹی کمشنر فیروزپور مجرموں کی تلاش میں فرید کوٹ ہوتے ہوئے جب بٹھنڈے پہنچے۔ تو اس وقت پٹیالہ پولیس کی گارد ان کے ساتھ تھی۔ اور جب ناظم پٹیالہ کو خبر ہوئی۔ تو وہ فوراً موقعہ پر حاضر ہؤا۔ ڈیرہ۔ خیمہ۔ کھڑے کر دئے گئے۔ ریاست کی طرف سے مہمانی کا سب بندوبست کیا گیا +

اس موقع کی خبر ناظم بٹھنڈہ نے فوراً پٹیالہ بھیجی اور وہاں سے منشی نامدار خاں ممبر کونسل پٹیالہ شاموں شام موقع پر پہنچے۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر کو مہاراجہ پٹیالہ کی چٹھی دی جس میں لکھا تھا۔ کہ کل صبح کو ہم بھی آتے ہیں +

دوسرے دن صبح کو صاحب ڈپٹی کمشنر ابھی خیمہ سے باہر نکلے ہی تھے۔ کہ مہاراجہ صاحب جگہ پر پہنچ گئے۔ صاحب بہادر نے مہاراجہ صاحب کا استقبال کیا۔ اور نہایت محبت کے ساتھ مہاراج کو اپنے خیمہ میں لے گئے۔ اور ان کی مہمان نوازی کا بہت بہت شکریہ ادا کرنے کے بعد کل کے دلچسپ واقعات کا ذکر کیا +

مہاراج :۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ان حالات کو ان لوگوں کی زبان سے سنوں گا
صاحب ڈپٹی کمشنر :۔ بیشک ان کی زبان سے سننا بڑا دلچسپ ہے۔ اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خصوصاً اُس لڑکی (پاربتی) سے۔ امید ہے۔ کہ آج وہ کچھ بہتر ہوگی +

مہاراج :۔ "کیا آپ نے سب حالات انہیں کی زبان سے سنے ہیں؟"

صاحب ڈپٹی کمشنر :۔ "ہاں۔ جو کچھ سُنا ہے اُنہیں سے سُنا ہے۔ مگر بہت تھوڑا سُنا ہے کیونکہ کل وہ لڑکی بیچاری مصیبت کی ماری بہت ہی ضعیف اور تنگ تھی +

مہاراج :۔ امید تو ہے کہ آج وہ لوگ اپنے مفصل حالات ضرور بیان کر دینگے"

صاحب ڈپٹی کمشنر :۔ "ہاں امید تو ہے۔ اچھا ہم کو اب اپنی کارروائی شروع کرنی چاہیئے"

خیمہ کے باہر کرسیاں بچھائی گئیں۔ سب لوگ آن کر جمع ہو گئے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر کے حکم سے شام نرائن آگے آیا۔ اور مہاراجہ کو آداب شاہی سے سلام کرنے کے بعد اپنے غم کی کہانی یوں بیان کرنے لگا :۔

شام :۔ "حضور عالی"

میں قوم کا کھتری ہوں۔ دہلی نیل کے کپڑے کا رہنے والا ہوں۔ میرا نام شام نرائن ہے میرا باپ (رام نرائن) میرٹھ میں تحصیلدار ہے۔ عرصہ پانچ سال کا ہوا کہ دہلی سے انٹرنس پاس کرکے لاہور کے میڈیکل کالج میں ڈاکٹری کی تعلیم پاتا ہوں۔ اور عنقریب ڈاکٹر (اسسٹنٹ سرجن) بننے والا ہوں +

چند روز کا عرصہ ہُوا کہ میرے پاس دہلی سے خط آیا جس میں لکھا تھا کہ ایک جگہ میرے والد نے میری شادی کی تجویز کی ہے۔ اگرچہ وہ لوگ خاندانی اور عزت والے ہیں۔ مگر لڑکی ابھی کلھم چار برس کی ہے۔ اس بات سے میرے دل پر اس قدر صدمہ ہُوا کہ مجھ سے کھانا تک نہ کھایا گیا۔ رات کو نیند مطلق نہیں آئی۔ صبح ہوتے دل کو تسلی دینے کی نیت سے میں دریائے راوی کی طرف گیا۔ راستہ میں مجھ کو دو لڑکیاں ملیں۔ جن میں سے ایک اپنی شادی کی بابت ذکر کر رہی تھی۔ اور مجھ کو سُنکر کسی قدر تعجب ہُوا۔ جب میں نے معلوم کیا کہ اُس دلفریب اور جوان رعنا لڑکی کا باپ ایک چھ برس کے بچے سے اس کی شادی کرنا چاہتا تھا جس کو اُس نے نہایت حقارت سے کہا۔ کہ کاش میں چھوٹے بچے کو گود میں نہ کھلاتی۔ اُس وقت بے اختیار یہ شعر میرے منہ سے نکل گیا۔

قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب گزریگی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

یہ سُنکر وہ دو لڑکیاں چونک پڑیں۔ بڑی (کرپی) نے مجھے بہت کچھ بُرا بھلا کہا۔ مگر چھوٹی (پاربتی)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نے جو در حقیقت دردمند تھی۔ آہ! اسی پیاری پارتی نے جس کو میں نے ڈاکو کے پنجۂ ظلم سے
CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri
چھڑایا ہے۔ جب میری طرف دیکھا۔ تو ہم دونوں ایک دوسرے کے عاشق و معشوق ہو گئے۔
تین روز تک ہم متواتر اسی طرح ملتے رہے۔ اور دن بدن پاک محبت کا اظہار زیادہ زیادہ ہوتا گیا۔ اور ہم نے صلاح کی کہ ملک کی رسم و رواج کے مطابق ہم دونوں کی شادی ہو جائے۔ اس طرح سے کہ ہمارے والدین اور خویش و اقارب بھی ناراض نہ ہوں۔ یہ بات بہت مشکل تھی۔ گو ہم نے بہت کچھ تدبیریں سوچی تھیں۔ تیسرے دن جب کہ ہم پاک محبت کے بازار میں بڑے سرگرم تھے۔ ایک برہمن ہمارا مخل ہوا۔ اور اُس نے مجھے مارنا چاہا۔ میں نے اس ظالم کو خوب سیدھا کیا۔ اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر وہیں جکڑ دیا*

دوسرے دن ایک انگریز کا بھیس بدلکر میں جائے ملاقات پر پہنچا۔ مگر میری معشوقہ کا پتہ نہ لگا۔ اور وہی برہمن اور چند بدمعاش جو ہاتھوں میں لکڑیاں لیکر مجھے مارنے کے ارادہ سے آئے تھے۔ ایک انگریز کو دیکھ کر بھاگ گئے۔ میں نے سب طرف دیکھا۔ لیکن اپنی جان کو کہیں نہ پایا۔ شام کے وقت ایک فقیر کا بھیس بدلکر میں اپنی محبوبہ کی گلی میں گیا اور دو عورتوں سے سنا۔ کہ میری پیاری پارتی کے باپ نے اس کو مار کر ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا ہے۔ ہائے یہ گرمی اور تنگ کوٹھڑی*

بعدہٗ تین روز تک میں تلاش کرتا رہا۔ اور کچھ پتہ نہ لگا۔ اور چوتھی صبح کو ایک ساہوکار کا بھیس بدلکر میں چونے منڈی پہنچا۔ اور وہاں کی چوہڑی (حلال خوری) سے سنا کہ میری محبوبہ قید اور بھوک سے آج صبح کو (پہر ری لیکر) مر گئی*

جب شام اس طرح اپنی داستان بیان کر رہا تھا۔ پاربتی اسکو تعجب سے دیکھ رہی تھی۔ اور سننے والے حیران ہو کر کبھی اُسے اور کبھی اُسے دیکھتے تھے۔ اس موقع پر پہنچکر شام نے بے اختیار رو دیا۔ اور اُسکے ساتھ ہی سب لوگ بھی آہیں بھرنے لگے ہاں پاک محبت تجھ میں یہی اثر ہوتا ہے)*

آہ! مجھے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ پیاری پاربتی کو زہر دیا گیا۔ اور اب تجویز ہے کہ بہت جلد لیکن شام کے وقت اندھیرے میں اُس کی لاش کو پھونک دیں*

او ہو! جب میں اُس وقت کا خیال کرتا ہوں تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں میں نے پرمیشر سے دعا کی۔ کہ اے بھگوان۔ میں اپنی پیاری کا آخری دیدار تو دیکھ لوں۔ او ہو! میر
CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بدلہ لینے کا خیال کس قدر بڑھا ہوا تھا۔ میں نے اس حال کی اطلاع انسپکٹر پولیس کو دی۔ اور ان سے درخواست کی کہ وہ اس وقت مجرموں کو پکڑیں۔ جب کہ وہ لاش پھونکنے کو تیار ہوں۔ اُس وقت میں نے ایک بڈھے جوگی کا بھیس بدلا۔ اور مرگھٹ میں جا پہنچا۔ شام کے قریب یہ لوگ ارتھی کو وہاں لے گئے۔ اور لاش کو ایک طرف رکھ کر چتا بنانے لگے۔ میں لاش کے پاس آیا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ میری جان مری بالکل نہیں ہے۔ البتہ اس کا تنفس نہایت ہی کمزوری کے ساتھ چل رہا ہے۔

اوہو! کس قدر ضعیف کہ ایک کامل ڈاکٹر ہی اُسے سن اور سمجھ سکتا ہے میں نے ان لوگوں سے درخواست کی۔ کہ اس لاش کو مجھے دکھا دو۔ اس کا ابھی کچھ بگڑا نہیں۔ بہت سے رحم دل مجھے دکھا دینے پر طیار تھے۔ مگر اُس کمبخت مصر نے کہا کہ نہیں یہ کیا کریگا۔ دیر ہوتی ہے جلدی لاش کو پھونک دو۔ آہ! میری جان تو فوراً جلکر راکھ ہو جاتی۔ مگر سامنے سے پولیس دکھائی دیا۔ جوان کی طرف چلا آرہا تھا۔ پولیس کو دیکھ کر وہ لوگ حواس باختہ ہو کر بھاگنے لگے اور پولیس کا شبہ یقین کے درجہ پر پہنچ گیا۔ وہ انکے پیچھے پیچھے بھاگے۔ مجھ کو موقع ملا۔ میں نے لاش کو امتحان کیا۔ مجھے معلوم ہوا۔ کہ صرف کمزوری ہے۔ آہا! وہ کیسا خوشی کا وقت تھا۔ جبکہ میں اپنی پیاری محبوبہ کو اُٹھا کر وہاں سے دور ایک ٹوٹے پھوٹے مکان میں جو کسی کی سمادھ یا مقبرہ تھا۔ چلا گیا۔ اور ہمہ تن مصروف ہو کر اپنی جان کو ہوش میں لانے کی تدابیر کرنے لگا۔

(اوہو۔ جب شام نے کہا۔ کہ بوڑھا جوگی میں ہی تھا۔ جو پاربتی کو چتا پر سے لیگیا تھا۔ تو پاربتی بالکل حیران ہو رہی تھی۔ اور وہ شام کو بڑی ہی محبت اور پیار کی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اور لوگوں کو وہ دونوں ایک عجیب حالت میں معلوم ہو رہے تھے)۔

خدا خدا کرکے میری کوششیں کارگر ہوئیں۔ میری جان کو ہوش آیا۔ وہ مجھ سے شرمانے لگی۔ اور خوف زدہ سی معلوم ہوئی۔ مگر میں نے سب اُسکے حالات سنائے۔ آہا۔ اس محبت کے کلمے کو میں کبھی نہ بھولونگا جب اُس نے ہوش کے ساتھ ہی کہا تھا کہ "مجھے شام ڈاکٹر کے پاس پہنچا دو"۔ ہاں۔ پاک محبت تو مرنے کے بعد بھی قائم رہتی ہے۔

کئی روز تک اُسی بھیس میں میں اپنی جان کی پرورش کرتا رہا۔ ہر روز شہر جاتا۔ اور وہاں سے کچھ کھانے پینے کے واسطے لاتا۔ اور اپنی جان کو اسی مقبرہ میں چھوڑ جاتا۔ ایک دن

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جبکہ میں شہر جانے لگا۔ میری جان نے مجھ سے پوچھا۔ کہ اگر تم کہو۔ تو دریا کے کنارے بیٹھ کر عالم آب کی سیر کروں۔ میں نے کہا کہ اچھا۔ آہ۔ جب میں واپس آیا۔ تو وہاں میری پیاری جان کا پتہ نہیں تھا۔ ہر طرف دیکھا۔ ہر جگہ ڈھونڈا۔ بہت چیخا۔ اور نہایت چلّایا۔ مگر کچھ پتہ نہ پایا۔ ساری رات تلاش کرتا رہا۔ صبح کے وقت کچھ نقش پا معلوم ہوئے۔ اور میرے دل نے گواہی دی۔ کہ جو لوگ یہاں سے گذرے ہیں۔ وہی میری روح رواں کو کہیں لے گئے۔ میں اُن کے نقش قدم پر چلتا رہا+

آہ! کچھ دور جا کر وہ نقش بھی غائب ہو گئے۔ اور میں اپنی جان کی تلاش میں مرتا دکھ بھرتا امرتسر پہنچا۔ سارا امرتسر ڈھونڈ مارا۔ مگر اپنی محبوبہ کا پتہ نہ لگا۔ اس وقت میں نے جوان جوگی کا بھیس بدلا ہوا تھا۔ صبح کو ہر روز دربار صاحب کے حسینوں میں اپنی پیاری کی تلاش کرتا۔ دن بھر گلی گلی بھیک کے بہانے اپنی جان کو ڈھونڈتا پھرتا۔ کئی دن اسی طرح گذر گئے اور میرا ارادہ تھا کہ لاہور کو واپس جاؤں۔ کہ ایک صبح کو دربار میں کسی نے مجھے کولھے سے مضبوط پکڑ لیا۔ میں نے جو پرت کر دیکھا۔ تو وہ میرا چچازاد بھائی تھا۔ اور اس کے پیچھے میرے والد کھڑے ہوئے تھے+

کیسی مایوسی کس قدر نا اُمیدی میرے اوپر چھائی جب کہ وہ مجھے پکڑ کر لے گئے اور اُسی شام کو مجھے ریل پر سوار کر دہلی روانہ ہوئے۔ میں نے ہر چند خیال کیا اور چاہا کہ ریل پر سے اتر کر کہیں غائب ہو جاؤں۔ مگر والد صاحب نے میری سخت نگرانی کی۔ میں اپنے خیال میں ایسا غرق ہوا۔ کہ ساری رات پاربتی پیاری کے ہی خواب دیکھتا رہا۔ اور جب میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا۔ نہ ریل ہے نہ میرے والد ہیں۔ نہ مسافر ہیں۔ نہ اسباب ہے نہ مال۔ نہ گاڑی ہے۔ اور نہ انجن۔ میں پانی میں غوطے کھا رہا ہوں۔ اوہو! وہ کیسا خوفناک نظارہ تھا۔ پانی بڑے زور سے بہ رہا تھا۔ پانی کے رحم پر اب میں نے اپنے تئیں چھوڑ دیا۔ اتفاق سے ایک ریل کا گدیلہ مجھے مل گیا۔ اور اُسکے سہارے میں چلتا رہا۔ اوہو! صبح ہوتے کیسا خوفناک نظارہ میری آنکھوں کے سامنے تھا۔ جب میں نے دیکھا کہ غارت گر دریا کے ظلم ستم ہر طرف نظر آ رہے تھے۔ قریب بارہ بجے دریا سے باہر نکلا۔ بھوک۔ پیاس سے بیتاب تھا۔ جنگلی مہتریوں نے میری رفاقت کی۔ رات ایک درخت پر چڑھ گذاری۔ دوسرے دن ایک گنوار نے۔ وہ شاید مجھے بلا سمجھ کر بھاگا۔ اور میں اُس کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پیچھے بھاگا۔ اور راناحد گڑھ پہنچا۔ اوّل اوّل لوگ مجھ سے خائف تھے مگر جب میں نے ایک بچّے کا علاج کیا۔ اور خدا نے اُسے شفا دی۔ اُس دن سے گاؤں والے مجھ سے بڑی محبت کرنے لگے۔ پرسوں جاٹوں میں شادی تھی۔ مجھ کو بھی بلایا تھا۔ سب جاٹ ناچ کود کر سو گئے۔ رات کے وقت چور آیا۔ اور دولہن کا زیور اتار کر بھاگ گیا۔ دولہا جو اپنی دولہن کے ساتھ سو رہا تھا جب ہوشیار ہُوا۔ تو لٹھ لیکر دوڑا۔ اور مَیں بھی اُس کے ساتھ دوڑا +

چور ہم سے کچھ آگے تھا۔ اور ہم اُسکے پیچھے چلے جا رہے تھے۔ کہ چاند پر ایک سیاہ بادل کا ٹکڑا آ گیا۔ اور اندھیرے کے سبب چور ہماری نظروں سے غائب ہو گیا جب ہم تلاش کرتے کرتے اس ٹیلے کے پاس پہنچے۔ تو میں نے ایک آواز سنی۔ او ہو! اس آواز نے مجھ میں بجلی کا سا اثر کیا اور جب میں اُس طرف گیا تو دیکھا کہ ایک بزغالہ کو ایک دیو نے دبا رکھا ہے۔ اور کراہنے کی آواز آ رہی ہے۔ اس دیو کو مَیں نے پکڑا۔ اور اس (اشارہ کرکے) بہادر دولہا کے حوالے کیا۔ اور پھر جو اس قربانی کو دیکھا تو معلوم ہُوا کہ وہ تو میری پیاری جان، پاربتی ہے۔ قریب تھا۔ کہ خوشی کے سبب مجھے شادی مرگ ہو جائے۔ مگر میں نے اپنے تئیں سنبھالا۔ اور اپنی پیاری کے علاج میں مصروف ہُوا۔ اُس کے گلے میں رسی کا پھندا پڑا ہُوا تھا۔ میں نے اُس پھندے کو کھولا۔ خون کا دوران جو رُک گیا۔ تھا۔ پھر بدن میں جاری ہُوا۔ آخر میری لگاتار کوشش سے صبح کے وقت اُسے ہوش آیا۔ اور یہ وہ وقت تھا۔ جب کہ صاحب ڈپٹی کمشنر اور پولیس موقع پر پہنچ گئے۔ اور ہم سب کو گھیر لیا"

مہاراجہ:۔ "آہا شام کیسا عاشق صادق ہے"؟

ڈپٹی کمشنر:۔ "اُس نے اپنے عشق کے پیچھے بڑی تکلیف اُٹھائی"

مہاراجہ:۔ "آخر موقع خوب خدا نے ان کی مدد کی"

ڈپٹی کمشنر:۔ "دنیا میں اکثر ایسے اتفاق ہوتے ہیں"

مہاراجہ:۔ "ہاں وہ عورت (پاربتی) کہاں ہے۔ اُس کا حال بھی سُننا چاہیئے"

ڈپٹی کمشنر:۔ "پاربتی کو بلاؤ"

صاحب ڈپٹی کمشنر نے شام کو اپنے پاس بلایا۔ اور کہا کہ پاربتی کو سمجھا دو کہ خوف نہ کرے اور اپنا سب مفصل حال بیان کرے۔ جہاں تک میرے بس میں ہے۔ میں اُس کی مدد کرونگا۔ اور تم دونوں کا جہاں تک میں اختیار رکھتا ہوں ہر طرح سے مددگار اور خیرخواہ ہوں۔ اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تمہارے فائدے پہنچانے میں ہر طرح کوشش کروں گا +

پارہتی آگے آئی۔ اُسکے کپڑے بڑے میلے اور پرانے سے تھے۔ مگر اس کی خوبصورتی غضب ڈھا رہی تھی۔ اگر ہم یہ کہدیں۔ کہ وہ لعل تھا جو گودڑی میں چھپا ہُوا تھا۔ تو ہمارا مطلب پورا ہو جاتا ہے۔ اُس نے ایک لمبا سا گھونگٹ نکال لیا۔ اور مہاراجہ اور صاحب ڈپٹی کمشنر کو سلام کرکے اپنا دُکھڑا یوں بیان کرنا شروع کیا :-

پارہتی :- حضور عالی!

میں لاہور کی رہنے والی ہوں۔ میرے باپ کا نام ہر بھگوان ہے۔ وہ ایک آسودہ ساہوکار ہے۔ چونے منڈی میں رہتا ہے۔ ایک دن جبکہ میں دریائے راوی پر نہانے جا رہی تھی۔ راستہ میں اتفاقاً شام سے میری ملاقات ہوئی۔ اس کی محبت آمیز باتیں اور اس کی خوبصورت جوانی میرے دل پر اثر کر گئی۔ اور ہم نے آپس میں ارادہ کر لیا کہ قوم کے قاعدہ کے موافق باہم شادی کر لیں۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی خیال تھا کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ برادری والے میرے والدین کو طعنہ نہ ماریں +

ایک دن ہمارے پروہت (برہمن) نے مجھ کو اپنے پیارے شام نرائن سے باتیں کرتے ہوئے دیکھ لیا۔ اور میرے باپ سے سب ماجرا بیان کیا میرے باپ نے مجھ کو بہت سا مارا۔ اور ایک کوٹھری میں بند کرکے اوپر سے قفل لگا دیا۔ میں تین چار روز تک بے حس و حرکت اندر کوٹھری میں بند پڑی رہی۔ اور کمزوری اس قدر غالب ہوئی۔ کہ مطلق ہوش تک نہ رہی ہاں جب مجھے ہوش آیا۔ تو میں نے اپنے تئیں ایک بڈھے سے جوگی کے پاس پایا۔ افوہ! وہ جوگی کیسا مہربان تھا۔ وہ کس محبت سے مجھے پرورش کرتا کیسی دلسوزی سے میری خدمت اور خاطر داری کرتا تھا۔ کہ میں حیران تھی۔ اس وقت مجھے بالکل خبر نہ تھی۔ کہ وہ جوگی کون ہے۔ مگر اب معلوم ہُوا۔ کہ وہ جوگی میرا پیارا میری آنکھوں کا تارا۔ جانی شام ہی تھا۔ ہائے اگر مجھے اُس وقت خبر ہوتی۔ کہ شام جی وہ بڈھے جوگی تم ہی تھے۔ تو میں تم کو مہادیو سمجھ کر تمہاری پوجا کرتی +

(یہ فقرہ سنکر مہاراجہ صاحب ڈپٹی کمشنر دونو ہنسنے لگے۔ پارہتی ایک کنواری لڑکی تھی اُسے شرم بھی بدرجہ غایت تھی مگر لگاتار مصیبتوں نے اُسے خوب باتونی (چنچل) بنا دیا تھا) +

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ جوگی جی مہاراج ایک دن کچھ کھانے پینے کیلئے شہر کو گئے - اور میں لب دریا سیر کر رہی تھی - ابر ہو گیا تھا - ہوا سخت تند و تیز چل رہی تھی - میں اپنے خیالات میں غرقاب عالم دریا کی سیر کر رہی تھی - کہ اتنے میں ایک دیوی (گوجری) میرے سامنے آن کھڑی ہوئی - اُس کو دیکھ کر میں نے اپنا منہ چھپا لیا - اُس نے مجھے گرا دیا - اور کچھ دوا میرے ناک سے لگائی جس سے میں بالکل بیہوش ہو گئی - جب مجھے ہوش آیا - تو میں ایک گدھے پر لدی ہوئی تھی - دو مرد اور ایک عورت ہمارے ساتھ تھی - اور دو خوبصورت سی لڑکیاں میری طرح گدھوں پر لدی ہوئی تھیں مگر ان لوگوں سے زیادہ ملی جلی تھیں - ایک شخص شہر کی طرف سے آیا - اور ان لوگوں نے آپس میں کچھ باتیں کیں - پھر سب خوف زدہ ہو کر آگے چلے اور ایک چھوٹے سے اسٹیشن سے ریل پر سوار ہوئے - اور جالندھر جا کر اُترے اور وہاں ٹھیرے - یہاں ان لوگوں نے ایک شخص (گنڈا سنگھ) کو بلا کر ہم تینوں لڑکیوں کو دکھایا +

(اس موقع پر پاربتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی - اور صاحب ڈپٹی کمشنر نے اسے تسلی دی - کہ جو ہونا تھا سو ہو گیا - اب تم خاطر جمع رکھو - ہم مجرموں کو ہرگز نہ چھوڑینگے) -

افسوس کوئی شخص بھیڑوں کو بھی اس طرح نہیں دیکھتا ہے جس طرح اُس کمبخت نے میرے ساتھ والی لڑکیوں کو دیکھا - ان کے تمام بدن پر اس نے ہاتھ پھیرا - تعجب ہے - کہ وہ لڑکیاں خوشی خوشی سب کچھ کرواتی رہیں - جب وقت وہ نامراد میری طرف آیا - میں چیخ چیخ کر رونے لگی - اور وہ یہ کہہ کر " یہ بیچاری تو قریب المرگ ہے " وہ میری طرف سے ہٹ گیا - اور کچھ روپیہ دیکر ہمارے ساتھ کی ایک جوان کشمیرن لڑکی کو لیگیا - اوہو! وہ کیسی خوشی خوشی اُس کے ساتھ گئی تھی +

دوسری صبح کو یہ لوگ کچھ خوف زدہ سے معلوم ہوئے - اور جوں توں کر کے وہاں سے یکہ کرایہ کر کے بھاگے - اور تیسرے دن موگا کے شہر میں داخل ہوئے +

(اس وقت پاربتی کے لہجے میں خوف آ گیا - اُسکی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ کرنے لگے اس کا بدن تھر تھرانے لگا - اور اس نے رو رو کر اپنا قصہ بیان کرنا یوں شروع کیا) -

اسجگہ (موگا) میں ہم سرائے میں ٹھیرے ہوئے تھے - کہ چند سپاہی ہم کو پکڑ کر تھانے لے گئے - وہاں تھانے دار اور اُسکے منشی نے ہمارے اظہار لئے - اور افسوس ہے کہ دونوں نے کچھ رشوت لیکر دونوں مردوں اور میری عورت کو بالکل چھوڑ دیا - اور شام کے وقت مجھ کو اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دوسری کشمیرن لڑکی کو ایک سپاہی ایک مکان میں لیگیا۔ اور مجھ سے کہا کہ تھانہ دار صاحب کی میم صاحبہ تم کو دیکھنا چاہتی ہیں۔ چونکہ میں مشن کے مدرسہ میں پڑھتی رہی تھی میں نے دیکھا۔ کہ عیسائی عورتیں ہم عورتوں سے بہت ہمدردی کیا کرتی ہیں۔ اس لئے میں سمجھی کہ میم صاحبہ سے اپنی مصیبت بیان کرونگی۔ اور امید ہے کہ اُن کی سفارش سے میری خلاصی جلدی ہو جائیگی۔ وہ سپاہی کشمیرن لڑکی کو تو نیچے چھوڑ گیا۔ اور مجھ کو اوپر کی منزل میں لے گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ تھانہ دار اور منشی آیا۔ اور منشی نیچے رہ گیا اور تھانہ دار اوپر چڑھ آیا اس نے سب طرف کے دروازے اور کھڑکیاں بند کردیں۔ پھر مجھ کو اپنے پاس بُلایا میں بہت حیران ہو رہی تھی کہ کیا کروں کمبخت تھانہ دار شراب میں بدمست تھا۔ ہر چند میں نے اُسے فریب دیئے۔ مگر اُس پر حرام سوار تھا۔ اُس نے زبردستی سے مجھ کو پکڑنا چاہا۔ میں آگے آگے اور وہ پیچھے پیچھے تھا۔ جب میں تھک کر ہار گئی۔ تو ناچار گر پڑی۔ اور اس وقت اس سنگدل (اشارہ ہے تھانہ دار سے) مجھے زمین پر گرا دیا۔ اور قریب تھا۔ کہ میری عزت کو یہ حرامی برباد کر دیتا۔

(جس وقت پاربتی نے تھانہ دار کی طرف اشارہ کیا۔ اُسکے کلام میں اور بھی رقت پیدا ہو گئی۔ اور اخیری فقرہ اُس نے ایک دردناک چیخ مار کر ادا کیا۔ اس وقت مہاراجہ صاحب اور صاحب ڈپٹی کمشنر کو بڑا غصہ آیا۔ اور شام نرائن تو غصہ اور آتش غیرت سے جلکر دیوانہ کی طرح ہو گیا۔ اور وہ ایک سپاہی کی تلوار لیکر اس چمار کی طرف چلا۔ کہ صاحب ڈپٹی کمشنر نے اُسے روک لیا کہ شام بیشک تم کو اشتعال ہے مگر تم اپنے تئیں مجرم نہ بناؤ۔ ہم قانون کے موافق اس بے ایمان شخص کو سزا دیگا)

کہ باہر سے داروغہ جی ڈاکہ۔ داروغہ جی ڈاکہ کی آوازیں آنے لگیں۔ اس وقت یہ شخص کانپنے لگا۔ اور ایسا ہوش باختہ ہو گیا کہ جیسے موت سے ڈر جاتا ہے۔ اور بڑی مشکل سے نکل کر گیا مگر بے ایمان دروازے سب بند کر گیا۔ میں نے ایک تاکی کھولی۔ اور قریب تھی کہ اُوپر سے نیچے گر پڑوں۔ کہ اتنے میں ایک شخص بزرگ منش نے مجھ کو ایک رسی کے ذریعہ اُوپر سے اُتارا۔ اور نہایت مہربانی سے اپنے گھر لے گیا۔ چند روز تک بڑی اُلفت سے اُس نے مجھے اپنے پاس رکھا۔ اور پھر ایک شخص کے ہاتھ جو فریدکوٹ میں ملازم اور ریشیکار کہلاتا ہے۔ اس تھانہ دار کے خوف سے بھیجدیا۔ اور اُس کو کہدیا کہ جب موقع ہو اُسے لاہور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھیج دینا وہ پیشکار صاحب پہلے تو بہت عنایت کرتے رہے۔ مگر بعدہ بقول شخصے ؏

کہ از چنگال گرگم در ربودی
چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

حضرت پیشکار صاحب خود میرے لئے گرگ بنگئے۔ ان کی نظر عنایت دیکھکر اُن کی بیوی بہی سے سخت نفرت کرنے لگی۔ اور پہلے پہلے تو مجھکو بہت تنگ کرتی تھی۔ مگر جب میں نے اُسسے کہا۔ کہ مجھے جسطرح ہوسکے لاہور پہنچاوے۔ اور میری طرف سے تو ہرگز کچھ خوف نہ کر۔ تو اس نے میری رہائی کے واسطے کوشش کی۔ اور ایک لڑکی کے ساتھ جو بٹھنڈے بیاہی ہوئی تھی۔ مجھے روانہ کر دیا*

(اس وقت پھر پاربتی کو خوف چھا گیا۔ اور وہ خوف کے مارے پھریریاں لینے لگی جسقدر مرد وزن اسجگہ اکٹھے ہو گئے تھے۔ اُسکے حالات سُنکر زار زار روتے تھے۔ اور ہمارا شام پیشکار کے اور غیرت کے دانت پیستا تھا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر نے کہا۔ بی بی مت خوف کرو۔ آگے سُناؤ)

جب ہم فرید کوٹ سے چلے اُسوقت ۲ بجے تھے۔ ہر چند گاڑی بان نے کہا کہ راستہ پرخطر ہے۔ شب پڑاؤ پر بسر کرنی چاہئے مگر وہ نادان بیوی جو اپنے خاوند پر جان قربان کرتی تھی اور جس نے اپنے خاوند کے خیال میں جان دے بھی دی۔ ہائے میرے پرمیشر۔ وہ ہرگز راضی نہ ہوئی۔ اور کہا کہ نہیں جس طرح ہو۔ چلے چلو۔ اور راتوں رات بٹھنڈے پہنچو۔ چاندنی رات تھی۔ اور چاندنی خوب کھلی ہوئی تھی کہ اتنے میں بڑے زور شور کا ایک طرف سے ابر اُٹھا۔ اور تھوڑی دیر میں تمام عالم تیرہ و تار ہو گیا۔ ہمارا گاڑی بان رستہ بھول گیا۔ اور خبر نہیں کہاں کا کہاں اور کس طرف جانے لگا چلتے چلتے مدت گذر گئی۔ مگر گھر کا نام و نشان مطلق معلوم نہ ہوا۔ ابر سیاہ ہوتا گیا۔ اور ہم نے گاڑی کے پاس کچھ غیر آدمیوں کی آہٹ سنی۔ بجلی چمکی اور اُس کی روشنی میں ہمیں میرے بھگوان چہرے کو ڈھانپ کر کئی لمبے لمبے آدمی دکھائی دیئے۔ جو ہاتھوں میں لٹھ لئے ہوئے ہماری گاڑی کے گرد ہو رہے تھے ہمارا گاڑی بان اُنہیں دیکھتے ہی فی الفور چیخ مار کر کہیں بھاگ گیا۔ اور مصر جی جو اس بیچاری بی بی کے ساتھ تھا۔ ڈر سے لٹنے لگا۔ چوروں راہزنوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر گاڑی سے نیچے کھینچا (پھریری) لیکر اور ایک لٹھ سے اس کا کام تمام کر دیا۔ ایک چور بیل کھولکے روانہ ہو گیا۔ اور دو دوسرا ہمارا اسباب لیکر۔ اور تین ہم دونوں کو گاڑی سے اتار کر اس (اشارہ سے) ٹیلے کے پاس لیگئے۔ اول نامراد چوروں نے اس پیاری محبت والی نامراد بی بی کا زیور اور کپڑے اتار لئے۔ اور پھر ایک

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کمبخت ظالم نے اس کا گلا گھونٹ دیا۔ اور ناشاد نامراد بیچی حسرت و ارمان دل میں لیکر قیس قیس کرتی دوسرے جہان کو سدھاری +

(اس موقع پر پاربتی ڈھاڑھیں مار کر روئی۔ اور اس عورت کا خاوند اور رشتہ دار اور تماشائی۔ یہاں تک کہ خود مہاراجہ صاحب اور ڈپٹی کمشنر بہادر اپنے تئیں ضبط نہ کر سکے۔ اور لوگوں کی پرخوف چیخوں سے تمام جنگل گونج اُٹھا)

اب اس بدنصیب کی باری تھی۔ ہائے میرے پاس کیا رکھا تھا جو مجھ سے کوئی لیتا۔ چاندنی ذرا نکلی۔ اور اس سفاک ڈاکو کی نظر میرے چہرے پر پڑی۔ اُس نے ساتھیوں سے کہا کہ اسے نہ مارو میں اُسے (شرم ہے) اپنی عورت بناؤں گا۔ مگر دوسرے نے کہا کہ نہیں اگر جیتی رہی۔ تو ہم سب کے سب پکڑے جاوینگے۔ اس ڈاکو نے لٹھ مار کر دوسرے کو بھگا دیا۔ یہی ڈاکو جس نے ایک لٹھ سے مصر کا کام تمام کر دیا تھا +

(اس وقت پاربتی کی آنکھوں میں پھر اندھیرا چھا گیا۔ اور آواز میں زیادہ رقت پیدا ہو گئی۔ وہ چپکی رہی۔ اور کسی قدر تامل کیا۔ اوہو! اس کا چپ ہو جانا مہاراجہ صاحب اور ڈپٹی کمشنر بہادر کو کس قدر شاق معلوم ہوا۔ مہاراجہ نے کہا۔ ہاں چھوٹی اور پیاری لڑکی۔ مت خوف کرو۔ اور سناؤ پھر تم پر کیا بیتی)

اب چور اور میں تنہا رہ گئے۔ اس بدبخت کم ذات نے اپنی خواہش نفسانی پورا کرنیکے واسطے درخواست کی۔ ہائے میرے پرمیشر! میں ایسی مصیبتیں اٹھانے کیلئے کیوں پیدا ہوئی تھی۔ میں نے اُسے بہت برا بھلا کہا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ چور نے مجھے نیچے گرا دیا۔ میرے سینہ پر اُسنے اپنا گھٹنا رکھا اور گلے میں پھندا ڈالکر آہستہ آہستہ تنگ کرتا گیا۔ اور پوچھتا رہا۔ کہ اگر اب بھی راضی ہو تو چھوڑ دیتا ہوں۔ ہائے میری سخت جان نہ نکلی۔ اور مجھے نہایت تکلیف معلوم ہوئی۔ اور اخیر دم میں نے اپنے دل و جان شام کو یاد کیا۔ میرا دم گھٹنے لگا۔ اور ہوش و حواس جاتے رہے لیکن پھر جب مجھ کو ہوش آیا۔ تو میں نے اپنے تئیں شام کی گود میں پایا +

اب معلوم نہیں کہ آیا یہ خواب ہے یا خیال یا واقعی میری مصیبتیں تمام ہو گئی ہیں +

مہاراجہ صاحب: "چھوٹی لڑکی مت خوف کھاؤ۔ اب سب مصیبتیں دور ہوئیں۔ اب میں تمہاری شادی کرونگا۔ تم میری وظیفہ خوار ہونگی"

صاحب ڈپٹی کمشنر: "اوہو ان لوگوں کا قصہ کیسا دردناک ہے۔ ہم نے انگریزی ناول

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بہت سے پڑھے ہیں۔ مگر یہ بات کسی میں نہیں ہے۔

مہاراجہ: ”ہاں وہ مصنوعی قصے ہوتے ہیں۔ اور یہ واقعی داستان ہے“

صاحب: ”اوہو! کیسا عمدہ ناول تیار ہو سکتا ہے؟“

مہاراجہ: ”ہاں۔ میں پہلے ہی سوچ رہا ہوں کہ اس کا ناول بنواؤں (اپنے ایک اہلکار کی طرف اشارہ کرکے) کیوں کوئی ناول نویس تم جانتے ہو؟“

اہلکار: ”ہاں حضور۔ محمد کامل مصنف ”سوانحعمری ملا دوپیازہ“ اور ”ناول دلفریب“ بہت عمدہ لکھنے والا ہے وہ بہت عمدہ ناول تیار کریگا“

مہاراجہ: ”اگر ان دونوں کی شادی کر دی جائے۔ تو کچھ مضائقہ نہ ہوگا“؟

صاحب: ”نہیں کچھ خوف نہیں۔ دونو بالغ ہیں۔ اور ایک دوسرے پر عاشق بھی۔ اس کا کچھ مضائقہ نہیں“

مہاراجہ: ”کیا آپ بھی شریک ہونگے“

صاحب: ”بڑی خوشی سے“

مہاراجہ: ”اچھا تو اب باقی لوگوں کے اظہار لینے چاہئیں“

اب ڈاکو کو بلایا گیا۔ اُس نے کہا میں تو جانتا بھی نہیں کہ یہ لڑکی کون ہے۔ میں تو صبح صبح ٹھنڈے کی طرف گائیں خریدنے جاتا تھا۔ کہ اس بابو (شام) نے مجھ کو پکڑ لیا۔ اور بس اور میں کچھ نہیں جانتا۔

پھر اُس نئے دولہا جاٹ کو بلایا گیا۔ اور اُس نے اپنے اظہار اس طرح دینے شروع کئے:۔

”رات کو حضور میں اور میری عورت چھت پر سو رہے تھے۔ کہ کسی چور نے میری عورت کا سب زیور اُتارا۔ اور جب اُس کی نتھ اتارنے لگا۔ تو اس نے اس کو پکڑ لیا۔ اور گھنٹہ بھر تک دونو کی کشتی ہوتی رہی۔ میں ایسا بےخبر سو رہا تھا۔ کہ مجھے مطلق ہوش نہ آیا۔ آخر میری عورت نے چور کو مجھ پر دھکا دیا۔ اور اس وقت جو میں ہاتھ دھو کر اُٹھا۔ تو عورت نے شرما کر چور کو چھوڑ دیا۔ اور جب میری آنکھ کھلی۔ تو چور نیچے کود کر جنگل کی طرف چلدیا۔ میں اُس کے پیچھے بھاگا۔ اور میرے پیچھے میری مدد کو یہ بہادر (شام) آدمی تھا۔ یکایک اندھیرا ہو گیا۔ اور چور نظروں سے غائب ہوا۔ ہم دونو اس ٹیلے کے پاس آئے۔ شام نے ایک آواز سُنی۔ وہ اُدھر دوڑا اور میں اُسکے پیچھے دوڑا۔ اس ڈاکو نے اس غریب لڑکی کو دبا رکھا تھا۔ اُس کا گلا گھونٹ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رہا تھا۔ وہ مردوں کی طرح لڑ رہی تھی کہ شام شیر کی طرح جھپٹا۔ اور اس دیو زاد آدمی کو ہرن کی طرح دبوچ لیا۔ اور پھر ہم دونوں نے اس کو مضبوط باندھ لیا۔ اتنے میں گاؤں کے اور آدمی ہماری مدد کو آ گئے۔ ہاں یہ عورت بالکل مردہ تھی۔ مگر اس شخص (شام) کو شاید جادو آتا ہے۔ اس نے جلدی سے اُسے اچھا کر لیا۔ اور ہم کو تعجب ہؤا۔ کہ جب دونو آپس میں گلے مِلکر رونے لگے "

مہاراجہ:۔ "آہا۔ میری عملداری میں ایسی بہادر اور زبردست عورتیں بھی ہیں جو کہ مردوں کا مقابلہ کرتی ہیں؟"

اہلکار:۔ "ایسی بہت سی ہیں۔ اور مرد بھی بہت بہادر ہیں "

مہاراجہ:۔ "جس دن شام اور پاربتی کی شادی ہو۔ اس عورت کو بھی ضرور بلواؤ "

اہلکار:۔ "حضور۔ بہت خوب "

صاحب ڈپٹی کمشنر نے باقی حالات مہاراجہ کو سنائے۔ اور مہاراجہ صاحب رخصت ہو کر پٹیالہ تشریف لیگئے۔ اور فرمایا:۔

مہاراجہ:۔ "جس وقت صاحب بہادر فارغ ہو جائیں اُسی وقت ان کو بڑی عزّت سے اور شام اور پاربتی کو بڑے آرام سے ہمارے پاس پٹیالہ پہنچاؤ "

ایک دن گواہیوں وغیرہ میں اور گذرا۔ تیسرے دن صاحب ڈپٹی کمشنر نے اُس چمار (دلیم) ڈپٹی انسپکٹر کو ہتھکڑیاں ڈالکر حوالات روانہ کیا۔ اور چوہڑے (ہنری) صاحب کی بھی گرفتاری کا حکم دیا +

ڈاکو کے ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ڈالی گئیں۔ اور باقی ڈاکوؤں کی گرفتاری کے لئے اس کو پولیس کے حوالہ کیا گیا +

سب کام سے فارغ ہو کر صاحب ڈپٹی کمشنر شام اور پاربتی کو لیکر پٹیالہ پہنچے۔ اور اناحد گڑھ کے جاٹ بھی ان کے ساتھ ساتھ چلے آئے +

# اختتام

پٹیالہ میں تعطیل کا دن تھا۔ موسم کی خنکی تھی۔ ہوا خوشگوار چل رہی تھی شام

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور سندر پاربتی کے جلسہ شادی کے واسطے پٹیالہ کالج کی عمارت خالی کرا دی گئی تھی۔ صبح سے ناچ رنگ کے جلسے ہو رہے تھے۔ بستان گلبدن اور معشوقانِ سیمتن اپنے کرشمۂ ناز سے عاشق مزاجوں اور تماشہ بینوں کے دلوں کو بیقرار کر رہی تھیں ریاست کی طرف سے دعوتِ عام جاری تھی۔ اور عوام کی زبان پر یہ شعر جاری تھا ؎

مہاراجہ سلامت رہیں ہزار برس ۔۔۔ ہر برس کے ہوں دن ہزار ہزار

یہ جلسے ساری دن ہوتے رہے۔ بلبل و گل کے عقد کا وقت شام کے پانچ بجے قرار دیا گیا تھا۔ چار بجے سے تمام معززین شہر و اہلکارانِ ریاست موقع پر تشریف لے آئے تھے۔ ہمارا ہیرو شام خلعت فاخرہ پہنے ایک کرسی پر ڈٹ کر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اپنی خوش بیانی اور در افشانی سے حاضرین کو محو کرتا رہا۔

ادھر اناحد گڑھ اور بٹھنڈا کی جاٹنیوں اور شہر کی بہت سی عورتوں کے جلسہ میں پاربتی لباس عروسانہ زیب بدن کئے بیٹھی ہوئی تھی سرخ عروسانہ لباس اور سونے کے بیش بہا زیور جو ریاست کی طرف سے اُس کو دئے گئے تھے۔ اُس کے حسن کو دوبالا کر رہے تھے۔ پاربتی پیاری۔ سندر پاربتی! آج کے دن تو پرستان کی پریاں اور بہشت کی حوریں تم پر صدقے تھیں۔ مگر پاربتی پر جو جوبن تھا۔ وہ پھٹا پڑتا تھا۔ وہ شمع کی مانند اس محفل میں چمک رہی تھی۔ اُس کا دل باغ باغ ہو رہا تھا۔ کہ جس شخص کی محبت میں اُس نے اس قدر تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ اب عزت کے ساتھ اس کی بغل میں جائیگی۔ وہ کہتی تھی کہ یہ سب کچھ میری اور میرے پیارے شام کی نیک نیتی اور پاک محبت کا سبب ہے وہ اس خیال میں غرق بیٹھی ہوئی تھی۔ کہ ایک جوان اور گوری چٹی عورت پاس آن کر اس کو تعجب سے دیکھنے لگی پاربتی نے جب آنکھ اٹھا کر دیکھا تو اُسے معلوم ہوا۔ کہ اس عورت کو اُس نے کبھی دیکھا ہے۔ اوہو! یہ وہی کشمیرن لڑکی ہے جو للّا چوہڑے کی نذر ہوئی تھی۔ اور اس حرامکار چمار کے مکان میں بند تھی۔ جب للّو کو خبر ہوئی۔ کہ کلّو پکڑا گیا۔ تو اس نے ایک شخص کے ہمراہ اُسے پٹیالہ بھیج دیا تھا۔

پاربتی نے جب پہچانا۔ کہ یہ وہی کشمیرن لڑکی ہے۔ تو اُس نے اُس کو نہایت محبت سے اپنے پاس بٹھا لیا۔ گو وہ اس سے کچھ حالات معلوم کرنا چاہتی تھی۔ مگر موقع نہ سمجھ کر چپ ہو گئی۔ پاربتی کے دل میں جو خیالات اس کشمیرن لڑکی کے دیکھنے سے پیدا ہوئے تھے۔ وہ بہت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خوفناک تھے۔ وہ رات کا خوفناک سین اُسکی آنکھوں کے واسطے پھر رہا تھا۔ گر وہ کن آنکھوں سے شام کی طرف دیکھ کر اپنے دل کو تسلّی دیتی تھی۔ کہ بس غم کی کہانی اب ختم ہو گئی ہے۔

لوگوں کا ہجوم لحظہ بہ لحظہ بڑھتا جاتا تھا۔ جب کہ پاربتی اپنے عاشق صادق کی طرف نظرِ شوق سے دیکھ رہی تھی۔ تو اُس کے گرد آدمیوں کا ایک ہجوم کثیر جمع ہو گیا تھا۔ اس ہجوم میں پاربتی نے ایک شخص کو پہچانا۔ اور کشمیرن سے کہہ کر اُس بڈھے آدمی کو اپنے پاس بلا لیا۔

بڈھا:۔ "کیوں بی بی مجھے کیوں بلایا ہے"

پاربتی:۔ "بابا تو کہاں کا رہنے والا ہے؟"

بڈھا:۔ "لاہور کا"

پاربتی:۔ "تم کون ہوتے ہو؟ اور تمہارا کیا نام ہے؟"

بڈھا:۔ "میں برہمن ہوں۔ اور میرا نام مصر جے رام ہے"

پاربتی:۔ "یہاں کیسے آئے ہو؟"

بڈھا:۔ "میرا ججمان بڑا ساہوکار ہے وہ کچھ زیور مہاراجہ کو دکھانے آیا تھا اور میں بھی اُسکے ساتھ آیا ہوں"

پاربتی:۔ "اس ساہوکار کا کیا نام ہے۔ اور وہ کہاں ہے۔ میں بھی کچھ زیور دیکھنا چاہتی ہوں"

مصر:۔ "اس کا نام ہر بھگوان ہے۔ اور وہ یہیں ہے۔ میں ابھی اُسے بلا لاتا ہوں"

مصر چلا گیا۔ اور تھوڑی دیر میں ایک شخص ایک صندوقچہ بغل میں دبائے ہوئے دولھن (پاربتی) کے پاس آیا۔ اس وقت پاربتی کے خون محبت نے جوش مارا۔ اور وہ قریب تھی کہ اپنے باپ کے گلے لگ جائے۔ تو اُس نے اپنے تئیں سنبھالا اور کہا:۔

پاربتی:۔ "لالہ جی کوئی عمدہ سا زیور تو دکھاؤ"

لالہ:۔ "بی بی جی۔ ایک چندن ہار میرے پاس بہت ہی نفیس ہے"

پاربتی:۔ "لالہ جی پھر دکھاؤ نا"

ہر بھگوان نے وہ چندن ہار پاربتی کو دکھایا۔ اور اُس نے پسند کر کے کہا کہ یہ مجھے دیدو۔

ہر بھگوان:۔ "بی بی جی۔ اس کی قیمت دو ہزار روپیہ ہے"

پاربتی:۔ "میری شادی ابھی ابھی ہونیوالی ہے کیا تم کو مجھ پر رحم نہیں آتا۔ دیکھو میرا باپ اس وقت یہاں موجود نہیں ہے۔ تم ہی جاننا۔ کہ اپنی بیٹی کو دیا"

ہر بھگوان:۔ "بی بی جی کہیں اوسوں سے پیاس بجھتی ہے میری بیٹی کہاں۔ اگر میری بیٹی ہوتی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تو سارا صندوقچہ اس پر سے صدقے کر دیتا "

پاربتی :- "کیوں لالہ جی - تمہاری بیٹی کہاں گئی ؟"

ہربھگوان :- "بی بی جی - ایک طول طویل غم کی کہانی ہے کیوں پوچھتی ہو، تم خوشی کی لذت میں بیٹھی ہو - میری مصیبت سنکر کیوں اپنے کنول جیسے دل کو پژمردہ کرنا چاہتی ہو - میری بیٹی افسوس میری بیٹی مرگئی - ہائے اس کی لاش بھی تو نہیں ملی "

اس وقت ہربھگوان بے اختیار رو پڑا - اور پاربتی جو بہت دیر سے اپنے تئیں سنبھالے ہوئے تھی اور آواز بدلا کر اپنے باپ سے بات چیت کر رہی تھی - بے اختیار پھوٹ پڑی - اور دوڑ کر اپنے باپ کے گلے لگ گئی - ان کا رونا دیکھ کر محفل کی تمام عورتیں حیران پریشان رہ گئیں *

اتنے میں مردوں کے گروہ میں سے کسی شخص کے رونے چیخنے کی آوازیں آنے لگیں او ہو یہ کون دردمند ہے - جو اس خوشی کے موقع پر رو رہا ہے - او ہو! ایک پکی عمر کا آدمی جس کے چہرہ پر شرافت و اعزاز برس رہے ہیں - ہائے ہیرو شام کے گلے لگ کر رو رہا ہے - پہچانو تو یہ کون ہے ؟ آہا یہ تو منشی رام ہیرا تحصیلدار ہیرو کے ہیں جو گھر کی رو میں بہ گئے تھے - اور بہت دور جنگل میں جا کر پانی سے نکلے تھے اور مرتے دکھ بھرتے گل پٹیالہ پہنچے تھے - ہمارا ہیرو شام انہیں کا تو لخت جگر اور نور بصر ہے *

اول اول تو لوگوں کو بڑا تعجب معلوم ہوا کہ دولہا اور دولہن دونو کیوں رونے لگے - مگر جب معلوم ہوا کہ دونوں کے والد اتفاق ہی سے موقع پر پہنچ گئے ہیں تو ریاست کے اہلکاروں نے انہیں سمجھایا کہ یہ خوشی کا موقع ہے بھلا ایسی قسمت کس کی ہے کہ مہاراج جیسا عالیشان بادشاہ خود والدین کر شادی کروائے - آپ کو خوش ہونا چاہیے کیونکہ اب مہاراج خود تشریف لاتے ہونگے *

دونوں کے باپوں نے کہا کہ یہ قدرتی امر ہے - کہ جب بچھڑے ہوئے ملتے ہیں - تو طرفین اپنی مصیبتیں یاد کر کے روتے ہیں ورنہ ہم کو ایک اپنے لخت جگروں سے ملنے اور دوسرے اُن کے حسب مراد شادی دیکھنے اور تیسرے مہاراج صاحب کی ان پر اس قدر مہربانی اور شفقت خوشی خوشی ہوئی ہے ادھر پانچ بجے - اور ادھر مہاراجہ صاحب - صاحب ڈپٹی کمشنر فیروزپور کو لیکر گاڑی سے اترے اہلکاروں نے عرض کی کہ دولہا اور دولہن کے والد بھی اتفاق سے یہاں آموجود ہوئے ہیں *

مہاراجہ :- "آہا! کیسا عمدہ اتفاق ہوا ہے - ؟"

صاحب ڈپٹی کمشنر :- "یہ تو عجیب ہی بات ہوئی ہے "

مہاراج :- "اچھا ان دونوں کو بلاؤ "

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

منشی رام نرائن اور الٰہی بھگوان مہاراج کے سامنے آئے

مہاراج (نہایت مہربانی سے) تمہارے بچوں کی دردناک داستانیں بڑی دلچسپ اور عجیب غریب ہیں ہم کو ان سے کمال ہمدردی ہے اور ہم خوش ہیں کہ اُس پاک محبت کے سبب سے جو ان دونوں کے درمیان ہے۔ ان کی شادی کردی جائے۔ کیوں۔ تم لوگوں کی کیا مرضی ہے؟

دونوں کے باپ: "مہاراج۔ حضور عالی کی مہربانیوں کا ہم تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں ہم بہت خوش بالکل راضی ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ حضور انور کو خدا ہزار برس سلامت رکھے"

مہاراجہ نے حکم صادر فرمایا۔ اور برہمن نے حسب رواج گل کا عقد بلبل سے باندھ دیا اور پھیرول وغیرہ کی رسم ادا ہوئی۔ ساری محفل نے مل کر مہاراجہ کی درازی عمر کیلئے دعائیں مانگیں اور ہمارا بہادر شام اپنی معشوقہ پاربتی کو لیکر اپنے مکان پر روانہ ہوا۔ یہ مکان مہاراجہ نے اُسے عطا فرمایا تھا۔

اہلکاروں نے مہمانوں کی خاطر تواضع میں کوئی دقیقہ باقی نہیں اُٹھا رکھا تھا ساری رات رقص و سرود کی محفل گرم رہی۔ دوسرے دن صاحب ڈپٹی کمشنر مہاراج سے رخصت ہو کر فیروزپور روانہ ہوئے روانگی کے وقت شام موجود تھا۔ انہوں نے شام کو نہایت خوشی سے مبارکباد دی اور فرمایا کہ جب فرصت ہو مجھ سے ضرور ملا کریں

تین دن کے بعد شام نرائن مہاراجہ صاحب کی اجازت سے خلعت فاخرہ لیکر دہلی روانہ ہوئے اُسکی والدہ آسکے اور اُسکی بیوی کو بڑی خوشی کی اور پندرہ روز وہاں رہ کر پھر اپنی پیاری زوجہ (پاربتی) کو اُسکی ماں سے ملانے لاہور لیگیا۔ اُس کی ساس اپنی بیٹی اور اپنے داماد کو دیکھ کر ہزار جان سے قربان ہو کر کمال خوش ہوئی

اب شام نے ڈاکٹری کا امتحان پاس کیا۔ اور وہ ریاست پٹیالہ کے تمام شفاخانجات کا انسپکٹر جنرل ہے پاربتی نے تعلیم نسواں کے پھیلانے میں وہ نام پایا۔ کہ بڑے بڑے تجربہ کار سررشتہ تعلیم کے افسر اُسکی تجاویز کو مان گئے۔ اور اب وہ ریاست کے تمام مدارس زنانہ کی ڈائرکٹرس ہے؛

اناہد گڑھ کی جاٹنی جس نے چور کو پکڑا تھا۔ دو سو روپیہ سال کی جاگیر سے سرفراز ہوئی؛

گلو چمار اور لکو جلال خور کو سات سات برس کی قید کی سزائیں ملیں اور ڈاکو جس نے پاربتی کا گلا گھونٹا تھا۔ پھانسی چڑھا دیا گیا۔ اور ان کا سرگروہ میر خاں پشاوری ہندوستان کے مشہور تجربہ کار محقق - پولیس افسر مسٹر ٹرڈ اربرٹن کے حوالہ کیا گیا۔ کہ خون اور ڈاکہ جن کا پتہ نہیں لگا تھا اُن کی تفتیش فرماویں؛

## ناول شام نرائن اور پاربتی باختتام رسید

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مصنّف

# عرضِ حال

مصنّف کتاب ہذا لاہور میں تھا کہ ایک اہلکار صاحب

## ہز ہائی نس راجہ راجگان مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ

دام اللہ ملکہٗ وحشمتہٗ

کا والا نامہ لیکر پہنچا - کہ مہاراج نے تم کو یاد فرمایا ہے اس فرمان واجب الاذعان کی تعمیل کے لئے
راقم فی الفور پٹیالہ پہنچا - اور حکم ہوا - کہ اِن واقعات کو بطور ناول لکھ کر پیش کرے۔
راقم کی خوش قسمتی سے شام نرائن - اُس کا والد سپاربتی - اُس کا باپ - اُس کا مصر - اور سجانپور کی
کشمیرن یہ سب وہاں موجود تھے - راقم نے ان لوگوں سے جداگانہ سب حالات دریافت
کر کے نوٹ کر لئے - اور ایک ہفتہ کے بعد اس ناچیز ناول کو لکھ کر ملاذ علوم - ملجائے فنون
خاتمِ دوران - نوشیروانِ زمان - رعایا پرور - معدلت گستر

حضور پُر نور

## راجہ راجگان مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ

دام اللہ ملکہ

کی

## نذر

کیا اور اُس کے صلہ میں ایک بیش بہا خلعت حاصل کیا۔

**خدا ایسے عظیم الشان علم پرور بادشاہ کو ہزاروں برس سلامت رکھے کہ**

**جس کے عہد میں صاحب علم کی ایسی قدر افزائی فرمائی جاتی ہے۔**

آمین

مصنّف

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri